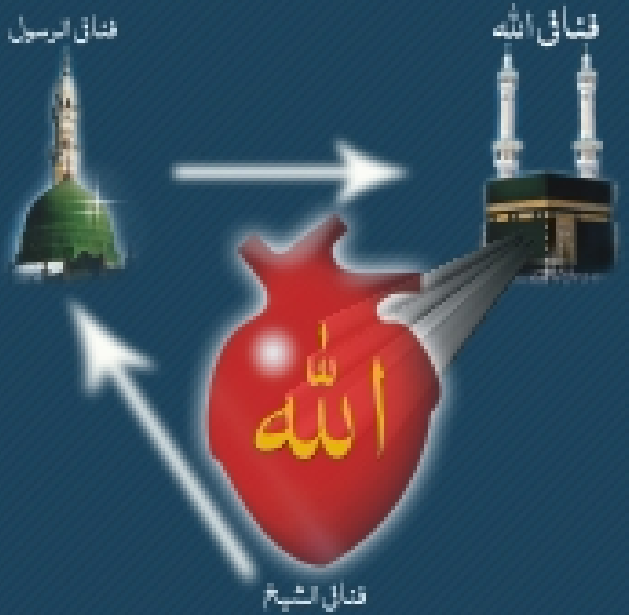

پیغام محبت

مجموعہ کلام

سید شبیر احمد کاکاخیل

خانقاہ امدادیہ

مکان نمبر 1-CB-1991/1، گلی نمبر 4، نزد مسجد امیر حمزہ، شیاد چوک، اٹھ آباد، سیکٹر G-3، راولپنڈی

پیغام محبت

مجموعہ کلام

سید شبیر احمد کاکاخیل

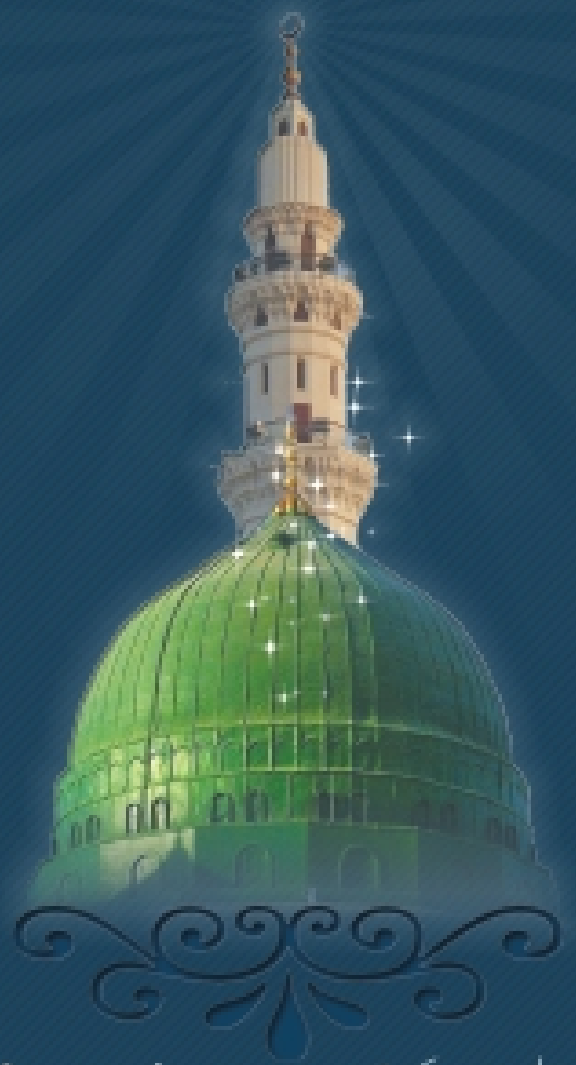

اشاعت اول ..... ایک ہزار

سن اشاعت 2013ء
1434ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام محبت

مجموعہ کلام

سید شبیر احمد کاکاخیل

ڈپٹی چیف انجینیر

مسترشد حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز

حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید تنظیم الحق حلیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہ

حضرت مولانا احمد عبدالرحمن صدیقی صاحب مدظلہ

حضرت سید میاں بشیر کاکاخیل صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عبدالغفار صاحب مدظلہ

شعبہ نشرو اشاعت : خانقاہ امدادیہ

مکان نمبر : CB-1991/1 گلی نمبر ۴ ، اشرف لین ، بلمقابل

مسجد امیر حمزہؓ ، نزد آشیانہ چوک ، اللہ آباد ، ویسٹریج 3 ، راولپنڈی

فون : 0321-5289274

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ○

ایما ن والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہونی لازم ہے۔اگر نہیں ہے تو اس کا پیدا کرنا ضروری ہے ۔دوسری طرف دنیا کی محبت ایک حدیث شریف کے مطابق ساری خطاؤں کی جڑ ہے اس لیے دنیا کی محبت کو دل سے نکال کر اللہ کی محبت کو دل میں پیدا کرنا ہماری ایک اہم ضرورت ہے۔

محبت ایک قلبی کیفیت ہے اور ایک جذبہ ہے۔جذبات کو ابھارنے اور ان کو مثبت یا منفی رخ دینے میں شاعری کا بہت دخل ہے۔یہی وجہ ہے کہ اگر ایک طرف منفی جذبات کو فروغ دینے میں شاعری پیش پیش ہے تو دوسری طرف مثبت جذبات کو اجاگر کرنے میں بھی شاعری کسی سے پیچھے نہیں ہے۔

اسی طرح دل کی اصلاح کے لیے بھی دو طریقے ہیں ایک سلوک کا جو کہ لمبا ہے اور دوسرا جذب کا جو کہ مختصر ہے۔اس طریقِ جذب کا محرک اہل محبت کی صحبت کے بعد اہل محبت کا کلام بھی ہوتا ہے جو کہ زیادہ تر شاعری پر مبنی ہوتا ہے۔اس کی ایک اچھی مثال مثنوی مولانا رومؒ ہے جو تقریباً چھ ہزار اشعار پر مشتمل

ہے۔حافظ شیرازیؒ، حضرت عراقیؒ اور مولانا جامیؒ کا کلام اس طریق کی مثالیں ہیں۔

زیر نظر کتاب "پیغامِ محبت" بھی اسی طریق کی داعی ہے جس میں قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیدا کرنے کے لیے قلبی کیفیات کا اظہار ہے۔چونکہ ایسا کلام دو دھاری تلوار کی طرح دونوں جانب کاٹ کرتا ہے ۔ سمجھ دار لوگ اس کو سمجھ کر اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھر سکتے ہیں جبکہ نہ سمجھنے والے اس کو کچھ کا کچھ بنا سکتے ہیں اس لیے کوشش کی گئی ہے کہ ایسے اشعار کی ساتھ ساتھ تشریح بھی دی جائے۔

بعض دفعہ بعض مشہور شعراء کے کلام کا لوگ جو مطلب بیان کرتے ہیں تو قابل کوفت حیرت ہوتی ہے کہ ان شعراء نے کیا کہنا چاہا اور لوگ اس سے کیا مطلب لے رہے ہیں چنانچہ مجوزہ تشریح اس لیے بھی ضروری ہے۔

چونکہ اس کتاب میں بعض کلام بہت تیز ہے ۔ ممکن ہے کہ بعض قوال اس کو مروجہ طریقے سے گانے کی کوشش کریں اور عوام کو چونکہ ان چیزوں کی صحیح سمجھ نہیں ہوتی اس لیے اس کے بارے میں بتانا ضروری ہے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے بزرگ حضرت سلطان الاولیاء شیخ المشائخ محبوب الہیٰ خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا:

چندیں چیز می باید تاسماع مباح شود مستمع و مسمع آلہ سماع، مسمع یعنی گوینده، مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود ازیاد حق خالی نبا شد ومسموع انچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیر است چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید درمیان نباشدایں چنیں

سماع حلال است۔

یعنی چندچیزیں پائی جائیں تو سماع حلال ہوگا، سنانے والے تمام مرد بالغ ہوں بچے اور عورتیں نہ ہوں سننے والے اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہ ہوں کلام فحش ومذاق سے خالی ہو اور آلات سماع یعنی مزامیر مثل سرنگی اور طبلہ وغیرہ اس میں استعمال نہ ہوں تو ایسا سماع حلال ہوگا۔

سیرالاولیاء ، باب نہم ، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ، اسلام آباد ، (ص۵۰۲۔ ۵۰۱)

حضرت محبوب الٰہیؒ کے ملفوظات کریمہ فوائد الفواد جوکہ حضرت کے مرید رشید میر حسن علامہ سنجری قدس سرہ کے جمع کئے ہوئے ہیں ان میں بھی حضور کا صاف ارشاد مذکور ہے کہ مزامیرحرام است۔ (فوائد الفواد) حضرتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین زراوی قدس سرہ نے حضرتؒ کے زمانہ میں ہی حضرت کے حکم سے سماع کے بارے میں ایک رسالہ عربیہ مسمّٰی بہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا،

اس میں ہے۔

اماسماع مشایخنا رحمھم اللہ فبرئ عن ھذہِ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعارالمشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ

ہمارے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے پاک ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمالِ صنعتِ الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔
(کشف القناع عن اصول السماع)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات سچے ہیں یا وہ جو اپنی ہوائے نفس کی حمایت کی خاطر ان بزرگوں پر مزامیر کی تہمت دھرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق وہدایت بخشے آمین!

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک دفعہ قوال نے اپنے ہاتھ کو کچھ حرکت دی جس کو حضرت نے دیکھ لیا۔اس پر حضرتؒ بہت ناراض ہوئے اور اپنی محفل میں اس پر پابندی لگادی۔بہت منت سماجت کی لیکن حضرتؒ نے معاف نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تو نے میری محفل میں ڈوموں کی طرح کیوں حرکت کی۔

یہ حضراتؒ ان چیزوں سے پاک تھے۔ان کے ہاں شعر خوانی خوش آوازی کے ساتھ کرنے کو ہی سماع اور قوالی کہا جاتا تھا۔ہمارے گاؤں میں پشتو میں کمینہ کا مطلب وہی ہے جو اردو میں ہے لیکن دریا کے دوسری طرف کمینہ خاکسار کو کہتے ہیں پس بعض دفعہ لفظ ایک ہی ہوتا ہے لیکن مختلف لوگ اس کے مختلف معنی متعین کرتے ہیں جس سے مفاہیم کا اختلاف ہوتا ہے اس لیے ہم اگر کسی اصطلاح کو استعمال کرنا چاہیں تو جو اس اصطلاح کے واضعین ہوتے ہیں ان سے اس کا مفہوم پوچھنا پڑے گا نہ کہ دوسروں سے۔پس سماع کے بارے میں زیادہ ذکر حضرت نظام الدین اولیاءؒ کا ملتا ہے اس لیے ہم اس کی تعریف ان کی کتابوں سے لیں گے جو اوپر مذکور ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اصلی سماع میں مزامیر نہیں ہوتے۔دوسری بات اس کی محفل میں پورے مرد ہوتے ہیں جن کا عارف ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ شعر کا مفہوم جانتے ہوں محض مزے کے لیے نہ سنیں۔پڑھنے والا بھی مرد ہونا چاہیے اور عارف ہو تاکہ پڑھنے کا حق ادا کرسکے اور کلام بھی عارفانہ ہونا چاہیے۔

بعض لوگ صرف کلام کے عارفانہ ہونے پر اکتفا کرتے ہیں باقی شرائط پوری نہیں کرتے حالانکہ ان تمام شرائط کا پوری کرنا ضروری ہے بصورت دیگر سماع یا قوالی حرام ہوگی۔ اس لیے ہم اپنے کلام کی حرام ادائیگی کی اجازت نہیں دے سکتے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

اس کتاب میں دو قسم کے مضامین ہیں ۔ایک اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف میلان پیدا کرنے کے اور دوسرے اس محبت کا اثر اعمال میں ظاہر کرنے کے ۔

اول الذکر مضامین تقریباً پہلے نصف پر محیط ہیں اور دوسرے آخری۔ البتہ ان کے بیچ میں ایسے مضامین پر مشتمل کلام بھی ہے جو حبِّ الٰہی کا محرک ہوسکتا ہے جیسے شیخ کے بارے میں ، سلسلوں کے بارے میں یا صحبتِ صالحین کے بارے میں۔

ابتدا میں ہمارا خیال تھا کہ اس میں چھانٹی کرکے جو اچھی معیار کی غزلیں اور رباعیات ہیں ان کو پیش کیا جائے اور باقی کلام کو بعد میں دیکھا جائے لیکن معاً یہ شرح صدر ہوا کہ یہ کلام گو کہ شاعری ہے لیکن اس میں شاعری مقصود نہیں بلکہ پیغام مقصود ہے اگر کم معیار کی شاعری کے ساتھ بھی اعلیٰ معیار کا پیغام جارہا ہو تو گو کہ طبع نازک پر کچھ گراں تو گزر سکتا ہے لیکن جن کا مطلب پیغام سے ہوگا وہ اپنا مطلب اس سے لے لے گا۔ آخر نثر سے تو زیادہ ہی پر اثر ہوگا۔بندہ نے مشہور شعراء کو بھی اس قسم کے کلام میں شعری تکلفات کا زیادہ مکلف نہیں پایا۔مثالوں کی فہرست بہت طویل ہے اس لیے پیش کرنے سے بندہ قاصر ہے ۔واللہ اعلم۔

بندہ نے اس سلسلے میں اس کتاب سمیت چار کتابیں لکھی ہیں ۔اس میں ایک تدریج ہے درج ذیل غزل ان کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ان کتابوں کے کلام کے ورود میں بندہ کو صاف محسوس ہوتا تھا کہ بندہ کچھ بھی نہیں کررہا ہے بلکہ اس سے کرایا جارہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو قبول فرمائے۔ آمین۔

یہ شاہراہ ہے محبت کی نہیں ہے راستہ یہ عام
اور اس کے بعد آئے گا محبت کا اہم پیغام

پہنچائے ہمارادل جو اہل دل ہیں ان کے ہاں
یہ دل والوں کا اک پیغام ان سارے دلوں کے نام

پھر اس کے بعد فکر آگہی کا بھی ارادہ ہے
مسلمانوں کا ہو اس دور میں کیا فکر اور کیا کام

پھر اس کے بعد ایک چھوٹی کتاب شجرہ رباعی کی
نظر آئے گی منظر پر پڑھیں گے اس کو خاص و عام

ہمارے سلسلے کے اولیاء کی نسبتوں کی بھی
رباعی اک شبیرؔ ہوگی بنے وہ عشق کا اک جام

سید شبیرؔ احمد کاکاخیل
خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ

حمد باری تعالیٰ

یاد دل میں بسی ایسی تیری
صرف نظروں میں ہے ہستی تیری

تری ہستی کے سامنے ہیچ ہیں سب
سب پہ لازم ہے بندگی تیری

تجھ پہ ایماں ہو تجھ سے ڈرنا ہو
کتنی آساں ہے دوستی تیری

میں کیا ہوں کیا میرا ہوگا
چیزیں میری جو ہیں وہ بھی تیری

جو بھی مر مٹ کے تیرا بن جائے
نگہبان اس کی خدائی تیری

ہر کسی کو خوشی اپنی محبوب
مجھ کو محبوب ہے خوشی تیری

جو نہ پایا تجھے تو کیا پایا
کتنی پر لطف آگہی تیری

آنکھیں اندھی ہیں اس کی جس نے بھی
خود کو دیکھا شان نہ دیکھی تیری

کان دونوں ہی اس کے بہرے ہیں
بات سن کر بھی نہ سنی تیری

دل اس کا دل نہیں ہے پتھر ہے
جس نے بھی بات نہ سمجھی تیری

اس کی تعریف پہ مائل شبیرؔ
زہے قسمت، ہے شاعری تیری

نعت شریف

اپنے آقا کی تعریف کیسے کروں اس کے کرنے کو میری زباں ہی نہیں
جس کسی دل میں ان کی محبت نہ ہو ایک پتھر ہی ہے اس میں جاں ہی نہیں

وہ ہیں محبوبِ ربِّ کریم مصطفٰے
وہ کہ مظہر ہدایت کے ہیں مجتبٰے
تو مری اب زباں پہ ہو صلِّ علٰی

اب درود و سلام میں ہمیشہ پڑھوں ،دل سے میں ہر جگہ صرف یہاں ہی نہیں

ہیں سراپا وہ رحمت ہمارے لئے
ان کا رستہ ہدایت ہمارے لئے
منبعِ فیض و حکمت ہمارے لئے

جو کبھی بھی جدا ہوگیا ان سے تو اس کے بچنے کا کوئی مکاں ہی نہیں

اب بھی ملتا ہے ان کی نظر کے طفیل
ان کی تعلیم دیں پر اثر کے طفیل
ہے بشر زندہ خیر البشر کے طفیل

نام لیوا اگر نہ رہے ان کا توپھر خدا کی قسم یہ جہاں ہی نہیں

پڑھ کے سیرت میں ان کی ہی ، انساں بنوں
ان کے پیچھے رہوں مرد میداں بنوں
ان کو میں چھوڑ کر کیسے حیراں بنوں

گر محبت نہ حاصل ہو ان کی شبیرؔ تو کہوں یو ں کہ پھر توایماں ہی نہیں

پیغامِ محبت

عشاق کے لیے ہے یہ پیغامِ محبت
دل کی ہیں باتیں اس میں ہے اک جامِ محبت

احوالِ شیخ اس میں کچھ بیان ہوئے ہیں
ہم جانتے اگر ہیں تو بس نامِ محبت

کچھ اور بھی عشاق کے احوال ہیں اس میں
ہم نے کیا ہے ان کو بھی سلامِ محبت

اشعار کی صورت میں ہے اک جذب کا طریق
کچھ اس میں ہے بیان بھی مقامِ محبت

بندہ خدا کا کیسے بنے اس میں ہے بیان
اور یہ کہ ہو دنیا کا اختتامِ محبت

دل سے خدا کا بندہ اگر تو بنے شبیر
تب ہی کھلے گا تجھ پہ یہ نظامِ محبت

جو پیغامِ محبت ہے عمل میں آئے

اب جو پیغامِ محبت ہے عمل میں آئے
کوئی احکامِ محبت ہمیں بھی سمجھائے

جبکہ محبوب کرے بات اور عمل اس پہ نہ ہو
کیسے ہو یہ اور محبت یہ کیسے کہلائے

جو ہے محبوب کا محبوب ہے ہمارا محبوب
کیسے انکار اس سے ہو جو کہ وہ فرمائے

جو ہیں محبوب کے محبوب طریقے ان کو
جب ہوں موجود کوئی کیسے ان کو ٹھکرائے

بات کریں صاف عمل چاہیے شبیرؔ بات پر
عشق ترا نعرو ں میں تحلیل نہ ہونے پائے[1]

محبت کی دنیا

محبت کی دنیا، ہے دنیا نرالی
تکبر حسد اور ریا سے ہے خالی

جو تنگی نظر کی ہے، اس میں نہیں ہے
وفا عفو کی نہر ہے اس میں جاری

کوئی وسعتیں جانے دل کی ہیں کتنی
کہ انگشت بدنداں ہے یہ عقل ساری

یہاں ہے جلن نفس کی خواہشوں کی[2]
وہاں ٹھنڈی آہوں کی[3] بھرمار پیاری

اسے [4]اب بٹھاہی دے دل میں تو اپنے
بِنا اس کے عمر تو نے کیسے گزاری

جو پیارا ہے اس کا تمہیں بھی ہو پیارا
اگر تم پہ اس کی محبت ہے طاری

طریقہ اگر اس کا پایا ہے تو نے
بشارت تجھے ہو ہو محبوبِ باری[5]

جو مانے نہیں اس کو[6] اس کو توچھوڑو
ہے محرومی اس سے سزا اسکی بھاری

وہ مجھ پر جو ہےمہربان مجھ سے زیادہ
کروں زندگی کیوں نہ میں اس پہ واری

نہ چھیڑو شبیرؔ دل کے نغمے رکو اب
دبی ہی رہے بہتر[7] آواز تمھاری

دل کی دنیا

دل کی دنیا ذکر سے آباد کر
دل کو دنیا چھوڑ کر تو شاد کر
جب تو چاہے یہ کہ اس کو یاد ہو
تو بھی اس کو دل میں اپنے یاد کر

محبت کیسے حاصل ہو؟

جب محبت سے ہے سب کچھ [8] تو کہے اک سائل
یہ محبت پھر ہمیں کیسے ہوسکے حاصل

بولے اک شخص کہ چند باتوں پر گر کر لیں عمل
شاید پھر بابِ محبت میں آپ ہوں داخل

ذکر اللہ کا اگر آپ کو دائماً ہو نصیب
اور تربیت کے لیے کوئی مل سکے کامل

ان کی صحبت میں اسے ڈھونڈ اگر یہ نہ ملے
مطالعے میں کتابیں ہوں پھر ان کی شامل

نقص دنیا کی محبت کا دل سے نکلے ترا
پھر یہ ممکن ہے بن سکے تو بھی اس کا حامل[9]

دل میں اللہ کی محبت کا نور پاؤاگر
پھر نہ دنیا کی محبت کی طرف ہومائل

ہاں مگر جس کا دل بھی حبِّ الٰہی پائے
وہ دل میں اس کی محبت کا کیسے ہو قائل[10]

یہ محبت وہ سمندر ہے جس کی حد ہی نہیں
اس کے ہوتے نظر آئے کسی کو کیا ساحل[11]

بس تڑپنا ہی محبت کا تقاضا ٹھہرا
آگے شبیرؔ کوئی کیسے کہیں ہو نازل[12]

محبت کی پڑیا

کہا بتاؤں طریقہ آسان اصلاح کا
کہا ضرور کہا کھائیے حب کی پڑیا
یہ محبت کی دکانوں سے ہی ملے گی تمہیں
جو پوچھا یہ کہاں سے؟ اس پہ یہ جواب ملا

اتنا حاضر کہ تو گم ہو جائے

ایسا حاضر ان کے دربار میں ہو کہ اپنی ذات سے گم ہو جائے[13]
تو اسکا ہو وہ تیرا بن جائے پھر ابدی زندگی تو یوں پائے[14]

عشق منزل کو جانتا ہی نہیں منزلیں کیوں تجھے مطلوب ہوں پھر[15]
تو تو مٹ مٹ کے بنے گا باقی[16] مٹنے دو مٹتے رہیں گے سائے[17]

دل سے دو دل کہ دل قبول بھی ہو[18] اس کے دربار میں وہ پیش بھی ہو[19]
اب کہ جب پاس کچھ رہا ہی نہیں کیسا شکوہ زبان پر آئے[20]

اپنی چاہت کو اس کی چاہت پر کر دو قربان کہ تجھ کو وہ چاہے[21]
سر تسلیم کر دو خم اپنا[22] یہ مرا ہی ہے وہ یہ فرمائے[23]

قدر کرنا کوئی اس سے سیکھے پھول دے کر کوئی گلزار لے لے[24]
ہاں مگر تنگ دل شبیرؔ نہ ہو[25] تجھ کو دشمن[26] کہیں نہ بہکائے

ایک دروازہ کھلا اس کا تو بس کیا دیکھا

میں نے دنیا کا یہاں خوب تماشا دیکھا
ہر طرف میں نے تو بس اس کا ہی چرچا دیکھا[27]

اس نے کس پیار سے دروازے کئے بند سارے[28]
ایک دروازہ کھلا اس کا تو بس کیا دیکھا[29]

عشق کی آنکھ ہر اک غیر سے کیوں اندھی ہے[30]
اب نظر آئے کیا اس کا جو جلوہ دیکھا

ہم جہاں گرتے ہیں وہ پھر سے اٹھادیتے ہیں[31]
ہے اٹھایا ہمیں جب بھی ہمیں گرتا دیکھا

میں نے جانا کہ ہے مطلوب اس کا پانا ہی[32]
کس نے پایا ہے اسے اس کو نہ پیدا دیکھا[33]

میں نے مخلوق کو دیکھا ہے ہر اک رخ سے شبیرؔ[34]
میں نے دیکھا تو یہ دیکھا کہ بس خدا دیکھا[35]

قدر ٹوٹے ہوئے دل کی مرے محبوب سے پوچھ

ہم ہیں ٹھکرائے ہوئے اور ہیں دھکے کھائے
اک ہی در تو کھلا ہے اورکدھر دل جائے

قدر ٹوٹے ہوئے دل کی مرے محبوب سے پوچھ
اس قدر قدر کوئی اور کہاں کر پائے

ایک ہی ہے کہ جو بے لوث تجھے پیار کرے
تو ترے دل میں علاوہ پھر اس کے کون آئے

مانگ لے مانگ تو مانگنے سے نہ کر شرم کبھی
وہ کہاں دینے سے رکتے ہیں اور تو شرمائے

جب پڑی اس کی شبیرؔ دل پہ نظر دل میرا[36]
مر مٹا اس پہ، کرے اس کو قبول اب ہائے[37]

لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ نہیں مجھے

کیسے کہوں کہ اس نے بلایا نہیں مجھے
کافی ہے اپنے در سے اٹھایا نہیں مجھے[38]

چپکے سے میرے کان میں کچھ ایسا کہہ دیا [39]
لوگوں کے کہنے سننے کی پرواہ نہیں مجھے

بے کار اگر لوگ کہیں مجھ کو تو کہیں
اب اس کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں مجھے

اس کا ہوں اس کا ہی رہوں اس کا ہی بنوں میں
روکے اب اس سے کوئی بھی رشتہ نہیں مجھے

میں اس کے سہارے سے ہی قائم رہوں شبیرؔ[40]
اب دوسروں پہ کوئی بھروسہ نہیں مجھے

کسی قابل بھی ہے ہستی اپنی

اس پہ واروں میں زندگی اپنی
اس نے ہی دی ہے کب یہ تھی اپنی

وہ مجھے ہوش میں جب لاتے ہیں [41]
بھول جاتا ہوں میں مستی اپنی [42]

اس کے کہنے پہ جاؤں قرباں میں
کسی قابل بھی ہے ہستی اپنی [43]

سر کے بل جاؤں اس کی خدمت میں
گر کوئی چیز مانگ لی اپنی [44]

بھول جانے کو بھی میں بھول گیا
پیش کرتے ہوئے نیستی اپنی [45]

اس نے جو کرلیا شبیرؔ قبول
کیسی خوش بخت ہے شاعری اپنی

عمق کیا جانیں بحرِ عشق کی

در دولت پہ اس کے جو بھی آیا تشنہ لب نکلا [46]
میں مستی میں یہاں پر کب سے آیا اور کب نکلا [47]

عمق کیا جانیں بحرِ عشق کی سادہ ہیں ہم کتنے [48]
نتیجہ اس کی پیمائش کا بھی سوئے ادب نکلا [49]

یہاں چپ باش کچھ پوچھو نہیں یہ بحرِ حیرت ہے
یہاں پر سر جھکانا ہی تو ملنے کا سبب نکلا [50]

ذرا چشمِ تصور سے جمال اس کا تو دیکھونا[51]
کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ دم نکلا تو اب نکلا

مرے تارِ نفس[52] کو نفس کے تاروں[53] نے الجھایا
مرے دستِ طلب[54] کو اس نے جب پکڑا[55] تو تب نکلا[56]

قبول درخواست آنے کی[57] کی پردہ نشین[58] نے تب
شبیرؔ بے آبرو نامحرم اس کا[59] دل سے جب نکلا

جو اس کا نام لیتا ہوں

زباں میٹھی سی ہوتی ہے جو اس کا نام لیتا ہوں[60]
مئے عشقِ حقیقی[61] کا میں روز اک جام لیتا ہوں[62]

جو غیر اللہ ہے اس کو لا الہ سے دور پھینکتا ہوں
میں الا اللہ سے پھر اس کے در کو تھام لیتا ہوں[63]

پھر اس کا رنگ میں اللہُ اللہ کہہ کے اپناؤں
پکڑواکر میں خود[64] کو سانس زیرِ دام لیتا ہوں[65]

میں اس کی یاد میں مست ہو کے جب اس کو پکارتا ہوں
کرم کی اک نظر کے پیار کا انعام لیتا ہوں[66]

مجھے پھر وہ محبت سے جو دیکھے کیا ہے بات اس کی
میں تیرا ہوں تو میرا ہے میں یہ پیغام لیتا ہوں

جب اسمِ ذات اللہ کا زباں پر طاری ہوتا ہے
تو دل پھر جاری ہوتا ہے میں اس سے کام لیتا ہوں[67]

میں ہاں بیکار ہوں بیکار ہوں کچھ بھی نہیں ہوں میں
میں اپنے سر پہ دنیا کا ہر اک الزام لیتا ہوں[68]

مرا دل کیا ہے سمجھونا شبیرؔ یہ عرشِ اصغر ہے
تجلی گاہ حق پر اس سے کچھ احکام لیتا ہوں[69]

خانقاہ میں پناہ

پناہ خانقاہ میں جا کے لینا امان دنیا سے گر تو چاہے
اگر ہو روز روز نہ ایسا ممکن تو آنا جانا ہو گاہے گاہے
جو زخمی دنیا کے وار سے ہوں آرام آئے نہ نفس کے مارے
تو مل لے خانقاہ میں شیخ سے تو وہ رکھے زخموں پہ تیرے پھائے

مراقبہ

دل میرا اس طرف ہے اس کی مجھ پہ ہے نظر
اور اس کی ہی نظر کا مرے دل پہ ہے اثر

یکسو ہوں اس طرف اور ماسوا سے منقطع
یہ ہی مراقبہ ہے تصور ہو یہ اگر

اب تو شرابِ عشق ہی پیا کرے کوئی

اس کا بنے اگر نہیں تو کیا کرے کوئی
پھر کیسے زندگی کا حق ادا کرے کوئی[70]

مطلوب وصلِ یار ہے اس زندگی میں جب
اس وصل سے پھر خود کو کیوں جدا کرے کوئی [71]

اس امتحانِ زیست میں مقصود وہی ہے
ہر آن میں بس اس کو ہی دیکھا کرے کوئی[72]

سب کچھ بھی کھو کے ٹھیک ہے پاؤں اگر اسے
میری بلا سے غیر کو چاہا کرے کوئی [73]

مقصودِ کائنات کا دنیا نہیں مقصود [74]
دھکے کیوں اس کے واسطے کھایا کرے کوئی [75]

یہ دل جو اس کے واسطے پیدا کیا گیا
جو غیر ہے اس میں نہ اب آیا کرے کوئی

جو دردِ دل نصیب تھا رومی کو عشق میں
پڑھ مثنوی کو کیوں نہ پھر جلا کرے کوئی [76]

شبیرؔ اتر اب ذرا میخانۂ دل میں [77]
اب تو شرابِ عشق ہی پیا کرے کوئی [78]

طریقِ جذب

نگاہِ شمس کا اثر دیکھو
رومی بسمل ہے کچھ ادھر دیکھو
قال کو گر حال سے بدلنا ہو
طریقِ جذب کو طے کر دیکھو

شراب محبت

مرا کلامِ عارفانہ دیکھ
اس کا اندازِ عاشقانہ دیکھ
پی یہ شرابِ محبت ہے پی
دل ہی تو اس کا ہے نشانہ دیکھ

چھلک پڑنے کو تھا گویا وہ پیمانہ مرے دل کا

شرابِ عشق سے پھر پور میخانہ مرے دل کا[79]
وفورِ شوق سے بار بار اٹھ جانا مرے دل کا[80]

مرے دل میں وہ آئے جب تو تب سے مست دل میرا[81]
چھلک پڑنے کو تھا گویا وہ پیمانہ مرے دل کا[82]

مرا دل اس کا وہ میرا میں کیسے چھوڑ دوں اس کو
وہ اس سے لے کے پانا اور پا جانا مرے دل کا [83]

میں اس کے گھر میں جا بیٹھوں وہ میرے دل میں آجائے [84]
ابھی کچھ اور ابھی کچھ اور فرمانا مرے دل کا [85]

یہ دولت مفت نہیں ملتی جگر خون کرنا پڑتا ہے[86]
کہیں سے رستہ پائے رستہ جانانہ مرے دل کا[87]

ہیں عقلیں سن ذہن تھک رک گئے اس شور دنیا سے
سنے اب تو کوئی یہ نعرہ مستانہ مرے دل کا[88]

میں جاؤں اس کے پیچھے جسکے پیچھے جانے کو کہہ دے
ہو مستی سے شبیرؔ عشقی سکوں پانا مرے دل کا[89]

حسنِ ازل اور حسنِ عارضی

کرنی ہمت ہے جہاں تک بھی ہے انسان کا بس
حسن پرستی ہے جال یاد رکھ شیطان کا بس
اُس طرف خالقِ حسن و جمال کا دیدار
اِس طرف جلوہ فقط عارضی سامان کا بس

دل دینا

نہیں آسان پروانہ بننا
اور جل جل کے مستانہ بننا
کھیل تماشہ نہیں دل کا دینا
اور پھر کسی کا دیوانہ بننا

وہ نظر آئے بہر صورت

میں دائیں بائیں دیکھوں وہ نظر آئے بہر صورت[90]
مٹے میری نظر میں جو بھی تھاموجود ثمر صورت[91]

تجلی اس کی ہر اک چیز پر حاوی نظر آئے[92]
پڑے جس پر بھی جیسے ہی وہاں پائے اثر صورت[93]

جو کرنیں آتی ہیں سورج سے رستے میں نہ روشن ہوں
یہ روشن خود کو کرتی ہیں پہنچنے پر ہی بر صورت[94]

حقیقت پر نظر پڑتی ہے جس کی بھی جہاں میں تو[95]
بس حیرت ہی وہ پاتا ہے جو ہوتی ہے مفر صورت[96]

وہ اندھا بنتا ہے شبیرؔ صورت سے بظاہر کہ[97]
ادھر وہ اک کو دیکھے جب[98]تو غائب ہو ادھر صورت[99]

عاشقِ مستور ہوا ہوں

میں عشق کے پیغام پہ مامور ہوا ہوں
تب سے میں ایسا لکھنے پہ مجبور ہوا ہوں

جس نے مجھے پیغام محبت کا دیا ہے[100]
دل سے کبھی سے اس کا میں مشکور ہوا ہوں

دنیا کی کثافت سے جو لبریز ہے وہ چھوڑ[101]
کر میں شرابِ عشق سے مخمور ہوا ہوں[102]

اب مجھ کو وہی چاہیےجو چاہیےاس کو[103]
اب نفس کی خواہشوں سے بہت دور ہوا ہوں[104]

وہ حسنِ ازل[105]چھپ گیا اسباب و علل[106] میں
میں بھی مگر اب [107]عاشقِ مستور[108]ہوا ہوں

پھایا[109] مجھے شبیرؔ اس کے در کا[110] چاہیے
زخموں سے میں دنیا کے[111] بہت چور ہوا ہوں

موت بھی اک حسیں تصور ہے

موت بھی اک حسیں تصور ہے دوست کو دوست سے ملائے گا
دل جب اس کا ہے کتنا خوش ہو گا جس وقت اس کے پاس جائے گا[112]

زندگی اک حسیں امانت ہے اپنے محبوب کی محبت کی[113]
کتنا وہ خوش نصیب ہو گا پھر اس سے جو فائدہ اٹھائے گا[114]

اپنا دل خوب سجا لینا اب تجھ کو دن جتنے بھی ملیں یاں پر[115]
ذکر سے اس کو خوب روشن کر مالِکِ دل یہاں پہ آئے گا[116]

اپنی آنکھوں کو گند سے موڑو اس طرف جس طرف ہے یار موجود[117]
کچھ تو دیکھو بھی دل کی آنکھوں سے اس کے جلوے جو وہ دکھائے گا[118]

اس کے دشمن کی جو آوازیں ہیں اپنے کانوں کو روک لیں ان سے[119]
دل کے کانوں کو اس طرف کر دو سن لے کچھ وہ جو وہ سنائے گا[120]

وہ تمہیں دیکھ جو رہا ہے شبیر[121] تم بھی سمجھو کہ اسے دیکھتے ہو[122]
دل کو دنیا سے خالی کر دے[123] تو اپنے دل میں پھر اس کو پائے گا[124]

اُس کا پاک نام دل پہ نقش کر

جاتی نہیں ہے میری جو دل کی ہے تشنگی
اس بے قرار دل کو ملے کیسے تسلی

بس ہم کو چاہیے ہے کہ ہم وہ کریں فقط
جو چاہے وہ اور اس میں ہی گزرے یہ زندگی[125]

دنیائے دل آباد کریں ذکر سے اس کے
کرلے ہمارے نام سے وہ یاد ہم کو بھی[126]

وہ دل میں تو آتے ہیں سمجھ میں نہیں آتے
سمجھا کہ ذاتِ بخت[127] کی پہچان ہے یہی

شبیرؔ اس کا پاک نام دل پہ نقش کر
دنیا کی محبت تو ہےبس دل کی گندگی

پھر دل کو اس کے ذکر سے آباد کریں ہم

پھر دل کو اس کے ذکر سے آباد کریں ہم
ہر بار اس سے ملنے کی فریاد کریں ہم

جو اس سے ہو منسوب وہ غم غم کہاں رہے
اس غم سے اپنے دل کو بھی اب شاد کریں ہم

جو قید میں اس کی ہو تو آزاد وہی ہے
کروا کے قید خود کو اب آزاد کریں ہم[128]

چیزوں کی فراوانی نے دل کردیا ویراں
مانوس اس سے اب دلِ برباد کریں ہم[129]

جو بھول گیا خود کو اس کی یاد میں شبیرؔ
اپنے کو بھول جانے کا استاد کریں ہم[130]

کس لیے آیا تھا اور کیا کرلیا

کس لیے آیا تھا اور کیا کرلیا
دامن اپنا کس سے میں نے بھر لیا[131]

پیٹھ اپنے بوجھ سے تو تھی جھکی
دوسروں کا بوجھ اپنے سر لیا [132]

قول تو اپنے بہت اچھے رہے
پر عمل میں اس کا کیا اثر لیا

جو پڑے تھے در پہ جھک کر بچ گئے[133]
سمجھے خود کو کچھ تو اس کو دھر لیا[134]

تاک میں دشمن ہے بیٹھا مستعد[135]
ساتھ میرا ساتھی بھی اندر لیا[136]

تیر کھینچے ہے کمان میں ہر وقت[137]
دل دماغ میرا نشانہ پر لیا[138]

ایک دم غفلت کی گنجائش نہیں
کیا نہ ہووے اس کو ہلکا گر لیا[139]

ہم نے بھی شبیرؔ توبہ کی ہے اب
اس سے بدلہ اس طرح بہتر لیا[140]

مطلوبہ حال

نفس طاعت کے لئے تیار ہو
دل بھی تیرا ذکر سے بیدار ہو
روح خوش نفس مطمئن اور دل سلیم
کیسے پھر نیک کام سے انکار ہو

غیر مناسب حالت

خواہشِ نفس اگر کم ہی نہ ہو
دیکھ کر سب یہ دل کو غم ہی نہ ہو
خود پہ ماتم تمہیں کرنا پڑے گا
زندگی ختم یہ ختم ہی نہ ہو

کتنے طوفان سمندر نے چھپا رکھے ہیں

کتنے طوفان سمندر نے چھپا رکھے ہیں
کتنی ضربوں کے اثر دل نے دبا رکھے ہیں[141]

ضرب لگنے سے محبت کی لہر نے دل سے
جانے کیا کتنے حجابات اٹھا رکھے ہیں[142]

آپ جب سامنے ہوتے ہیں میرے ہر پل تو
سرِ تسلیم ہے خم کندھے جھکا رکھے ہیں[143]

ٹوٹ کر ٹوٹنے سے میں ہوں جو بنا تو ایسے
توڑ کر کتنے ہی عشاق بنا رکھے ہیں[144]

آپ ہیں ساتھ تو اس ساتھ کے میں ساتھ رہا
کتنے نقشے مرےاس ساتھ نے سجا رکھے ہیں[145]

مٹی ہے گود میں ہیرا ،یہ عاجزی ہے شبیرؔ[146]
مٹنے نے مٹنے کے خاکے یوں مٹا رکھے ہیں[147]

جو کاغذ پہ تصویر اپنی تھی دل میں

جو سوچا تھا چھوڑا ہےاب کیا بنوں[148]
میں نظروں میں خود اپنی کیسے رہوں[149]

جو کاغذ پہ تصویر تھی دل میں پہلے
اسے پھاڑ کر اب تو تجھ سے کہوں[150]

پسند جو بھی تصویرمیری ہو تجھ کو[151]
بنالے مری کورا کاغذ میں ہوں[152]

میں ویسے رہوں جو ہو تجھ کو پسند
جو تجھ کو ہو مطلوب میں وہ کروں

مجھے اپنا اب کہلوا دیجئے
یہی اپنے بارے میں اب میں سنوں

مرا نقص ثابت ہے ہر چیز میں[153]
ہے غائب مری جو کہ تھی اکڑ فوں[154]

کرم کی نگاہ کا میں طالب شبیرؔ
کرم کی نگاہ لے کے آگے چلوں

حاصل فنا

بھلا کے خود کو بے خودی پائی
مٹا کے جاں کو زندگی پائی
دعا ہے یہ وصال ہوجائے
تجھ کو پاکر میں نے خودی پائی

دل اور وہ

یہ دل صرف اس کا ہےاور اس کا ہی رہے گا
یہ اس میں مبتلا ہے مبتلا ہی رہے گا
اب غیر کی کیا مجال ہے رکھے اس میں جو قدم
اغیار سے ہمیشہ یہ چھپا ہی رہے گا

اپنے محبوب کی یا رب تو محبت دے دے

اپنے محبوب کی یا رب تو محبت دے دے
اس کے سنت پہ چلوں اس کی تو ہمت دے دے

میں سرِ مو بھی اس کے رستے سے کبھی نہ ہٹوں
یہ مرا ذوق بنے ایسی طبعیت دے دے

تو مرے دل میں رہے اور مرا دل اس کی طرف
تو ہی جب چاہے تو اس پر استقامت دے دے

حق مجھے حق ہی نظر آئےاور باطل باطل
دلِ بیدار ہو نصیب نورِ فراست دے دے

سامنے میرے ہمیشہ ہو ترا حسنِ ازل
اس پہ میں مر مٹوں دنیا سے تو نفرت دے دے

اپنے محبوب کی سیرت سے روشناس فرما
پھر اتباع میں اس کی حسنِ سیرت دے دے

ہر ادا اسکی یقیناً جو تجھے پیاری ہے
اس کے پانے کی مجھے بھی تو سعادت دے دے

تو نے ہی ڈالی تھی دل میں جو اسکے فکرِ اُمت
طفیل اس کے مجھے بھی دردِ اُمت دے دے

میرے مولا میں ہوں کمزور اور ناتواں انساں
میں تجھ کو راضی کروں اس کی توقوت دے دے

میں تجھے یاد کروں اور تو مجھے یاد رکھے
فہمِ قرآں ہو نصیب ذوقِ تلاوت دے دے

میں ترے سامنے گم سم کھڑا ہونا سیکھوں
تو مجھے دیکھ کے خوش ہو ایسی حالت دے دے

مجھ سا ناچیز کبھی تیری ثنا کیا کرسکے
کچھ بھی ہو میرے خدایا قبولیت دے دے

اب جان و مال وقت و اولا د ہو شبیرؔ کی قبول
اس کے پیش کرنے کی مجھ کو استطاعت دے دے

کامل ایمان

اپنی اولاد و والدین سے ہوں پیارے جب آپ
بلکہ سب لوگوں سے نزدیک ہوں ہمارے جب آپ
خود سے بھی زیادہ ہوں محبوب تو ہو ایمان کامل
تب بنے بات بنیں آنکھوں کے تارے جب آپ

دو باتیں اک ساتھ

آپ ﷺ کی ذات سے محبت ہو اور آپ کی سنتوں سے بھی ہو پیار
زندگی آپ کی سنت پہ گزرے اور دل ہو آپ کی محبت سے سرشار
ان میں ہو کوئی ایک بات معدوم تو دوسری کی حقیقت نہ رہے
دونوں اک ساتھ ضروری سمجھیں چلنا سنت پہ ہو دل آپ پہ نثار

تو

چوٹ پر چوٹ کھلائے ہے تو
اور پھر خود ہی بچائے ہے تو

جو ہیں گم گشتہ راہِ منزل سے
ان کو رستہ بھی دکھائے ہے تو

غلطیاں اور گناہ جو کرلیں
ایک توبہ سے مٹائے ہے تو

ہم پہ ہے ہم سے مہربان زیادہ
خود سے خود سے ہی ملائے ہے تو

ہوکے ہر چیز میں ظاہر بھی تو
کس طرح خود کو چھپائے ہے تو

دل مرا تجھ پہ مر مٹا ہے جو
اس کو بھی کھینچ کے لائے ہے تو

میں کسی اور کا کیا ذکر کروں
جب سے دل میں مرے آئے ہے تو

کر قبول اب یہ بندگی میری
بندہ اپنا جو بنائے ہے تو

رستہ اپنے حبیب کا دے دے
اپنوں کو جس پہ چلائے ہے تو

جاگنے دینا نہ ان کو تو کبھی
جن رذائل کو سلائے ہے تو

اب کسی اور کی پرواہ کیا کروں
مرے دل میں جب سمائے ہے تو

کیا کہوں یہ جو ہیں اشعارِ شبیرؔ
فضل سے مجھ کو سکھائے ہے تو

یہ مرا خدا تو ہے

وہ مری آنکھ سے چھپا تو ہے
پر مرے دل میں سمایا تو ہے

وہ نہ ہو دل میں چین ہو رخصت
مرا دل اس کا آشنا تو ہے

سب سے کٹ کر میں اس کے ساتھ ہوں خوش
مرا دل اس میں مبتلا تو ہے

دل بیمار کا دارو ہے وہ
کہ تعلق اس سے رہا تو ہے

وہ مجھے یاد رکھ رہا ہوگا
ذکر میں نے بھی کچھ کیا تو ہے

دور سے ہم کو کریں کتنا قریب
سن شبیرؔ یہ مرا خدا تو ہے

وہ مرے دل میں رہے

اسکے وعدوں پہ یقیں کرتے ہوئے یاد سے اس کی سکوں پاتا رہوں
دل مرا اسکی یاد سے ہو پر شکر اس کا میں بجا لاتا رہوں

عشقِ الٰہی کے سمندر کا میں شناور بنوں اور مست رہوں
دنیا سو بھیس بدل کے آئے اس سے دامن اپنا بچاتا رہوں

اس رب کے لئے ہو وقف ہاں جو ذرہ ذرہ میرے جسم کا ہے
ہر وقت اتنا خوش نصیب بنوں کہ اس کی یاد میں میں آتا رہوں

دل مرا تخت ہے تجلی کا وہ کہ جو سب سے بے نیاز کرے
اس تجلی کے میں آثار پھر خود ایسے عشاق کو سنا تا رہوں

دنیا ظلمت ہے اور بوجھ ہے اک اس سے ہجرت کروں اور دور رہوں
ذکر کے نور سے پر نور رہوں اور اس نور میں نہاتا رہوں

دکھ یہاں کے جو ہیں وہاں کے ہیں سکھ اس کا انعام گر سمجھتا رہوں
سکھ وہاں کتنے ملیں گے ان پر ،خود کو میں بار بار سمجھاتا رہوں

بس مرا دل قبول ہو جائے باقی اعضاء تو اس کے خادم ہیں
وہ مرے دل میں رہے اور میں دل سے اس کے احکام بجالاتا رہوں

آنکھ اٹھے تو وہ اس طرف ہی اٹھے کان سنیں وہ جو ہو پسند اس کو
اور زبان پر ہو حمد جاری شبیرؔ زیر لب اس کو گنگنا تا رہوں

خوش نصیب مسلمان

خدا اپنا ہے مہربان بہت
لوگ پھر کیوں ہیں پریشان بہت
دس گنا نیکی ہو بدی ایک گنا
ہے خوش نصیب مسلمان بہت

اخلاص

مل گئی اخلاص کی دولت اگر
ہو رہیں اعمال اپنے پر اثر
سب شریکوں سے ہے وہ بیزار جب
ہر عمل میں ہو فقط اس پر نظر

میرا دل ہے میخانہ

میخانہ[155] جاؤں کیونکر میرا دل ہے میخانہ[156]
عاشق تو دل میں چاہے بس محبوب کا آنا

دنیا کی میکدوں کی کثافت کو کیا کروں
ہم چاہیں اس کی یاد سے ہردم لطف پانا

یہ آنکھ ہو عاشق تو ہر اک چیز میں دیکھے
وحدت کے سمندر[157] کے نور کا تانا بانا

یہ کان ہوں عاشق تو ہر طرف سے سنیں یہ
نغمے وہ پوشیدہ کیا اُنکا سننا سنانا

عاشق زبان گر ہو تو ہر بول میں ہو عشق
گرما گرمیٔ عشق سے ہو دلوں کا گرمانا

شبیرؔ کوئی پوچھے ہے طریق ترا کیا
میرا طریق کیا ہے ؟ ہے طریقِ جانانہ[158]

نعت شریف

عجب نہیں ہے یہ وہ میرے خیالوں میں ہے
جو خوش نصیب ہیں لوگ وہ ان کے دلوں میں ہے

یہ کائنات ہر اک چیز اس کے دم سے ہے
جو اس کو جان لے تو وہ ہی سیانوں میں ہے

جس کو محبوب ہوں ہر وقت سنتیں اس کی
ہو وہ مؤمن بخدا رب کے وہ پیاروں میں ہے

دل محبت سے ہو پر اس کی زباں پر ہو درود
اور سنت پر ہو عمل کام یہ کاموں میں ہے

سارے محبوبوں کے ست سے ہے بنا یہ محبوب
وہ عقلمند ہے جو اس کے دیوانوں میں ہے

میرے لیے یہ سعادت کچھ کم نہیں ہے شبیر
کہ میرا نام اس کے چاہنے والوں میں ہے

دل ترا اُس کی امانت ہے

خود کو جب ہا ر کے دیکھو گے تم جیتنے کا مزہ تو پاؤ گے
ہو بلند اتنا جتنا خود کو تم یا ں اس کے واسطے گراؤ گے

مٹی ہو مٹی سے بنے ہو تم مٹی بن جانا ذرا سیکھ بھی لو
عاجزی اس سے ہو گی جب حاصل سیڑھیاں خود ہی چڑھتے جاؤ گے

دل سے ہر غیر اس کا پھینکنا ہے دل میں بس صرف وہ ہی رہ جائے
وہ ہی جب سامنے ہو گا تو پھر ہاتھ سامنے کس کے پھیلاؤ گے

موت سے پہلے مرنا سیکھنا ہے وہاں میزان کے تصور سے
جان و مال وقت استعمال کرکے اپنے اعمال کو بڑھاؤ گے

ہر جگہ اس کا تجھ کو احساس ہو اس سے غافل کسی لمحے نہ رہو
پھر عبادت بنے تیری جاندار خود کو محبوب اس کا بناؤ گے

ساری باتیں نظر آئیں مشکل تم اگر دل نہ اس کو دے پائے
دل تو اس کی ہی امانت ہے شبیرؔ یہ امانت اس کو پہنچاؤ گے

میں دیوانہ بن کے سدھر گیا

میں بکھر بکھر[159] کے سمٹ گیا[160] میں سمٹ سمٹ[161] کے بکھر[162] گیا
مرا دل تھا اس کی امانت اک تبھی دل مرا یہ اُدھر گیا

نہ یہ خواب ہے نہ خیال ہے کوئی قیل اس میں نہ قال ہے
یہ عجب نہیں، تھا یہ اس کا ہی، یہ جہاں کا تھا وہاں پھر گیا

کبھی قرب اپنا عطا کیا کبھی ناز سے خود سے جدا کیا[163]
مجھے کیا غرض ہے کہ کیا کیا میں وہاں گیا وہ جدھر گیا

مرے ساتھ اب تو وہی ہے بس کوئی اور پاس نہیں ہی ہے اب[164]
میں رکوع میں سجدوں میں جب ملا اسے مل کے اور نکھر گیا[165]

مری سوچ اس کی طرف رہے سارا دن نہ جانے وہ کب ملے
رات اک گھڑی مجھے مل گئے مرے دل سے بوجھ اتر گیا

کبھی دل میں میرے سمائے[166] ہے کبھی مجھ میں خود کو دکھائے ہے[167]
عجب عشق شبیرؔ سکھائے ہے میں دیوانہ بن کے سدھر گیا[168]

دلِ بیتاب سنبھلتا ہی نہیں

دلِ بیتاب سنبھلتا ہی نہیں
میں جو سمجھاؤں سمجھتا ہی نہیں

کچھ کہا آپ نے پیار سے اس کو
اب کسی اور کی سنتا ہی نہیں

دل میرا ہاتھوں سے گیا ہے نکل
میرے سینے میں اب رہا ہی نہیں

آپ نے کب سے چن لیا اس کو
مجھ گناہ گار کو پتا ہی نہیں

دنیا تو لائے خواہشوں کی طرف
اس سے اس کو مزہ ملتا ہی نہیں

عقل قابو میں ہے اس کے اور یہ
تو شریعت سے نکلتا ہی نہیں

نفس اس کو دیکھ کے ہاتھ ملتا ہے
کہ اس کے ہاتھ کچھ رہا ہی نہیں

مجھ کو ہو یار کی آغوش نصیب
یہ ہی ہے اور تمنا ہی نہیں

باتیں شبیرؔ کی دل کی باتیں
اس کو جو اور کچھ آتا ہی نہیں

جوش میں ہوش

ہے زبان چپ مگر ہے دل میں جوش
سر جھکائے ہوئے ہیں یوں مے نوش
جیسے ان پر کوئی اثر ہی نہیں
ان کی مے میں ہے جیسے جوش میں ہوش

دل تو اب تیرا ہی شیدائی ہے

دل تو اب تیرا ہی شیدائی ہے
راہ کچھ یوں اسے دکھلائی ہے

دل کے خانے میں ہے تصویر یار
وہ ملے جو نظر جھکائی ہے

ہر طرف نور ہے سرور ہے بس
میں ہوں اور تو ہے اور تنہائی ہے

مجھے کیا کھینچے رونق دنیا
دل کو اک بات جو سمجھائی ہے

مرے دل میں بسا ہے تو جب سے
دل نے دنیا الگ بسائی ہے

جلوت و خلوت کی اب بات کہاں
اب تو تجھ سے ہی شناسائی ہے

سامنے تیرے ہیں اعضاء سجدہ ریز
سب کی خواہش یہی جو پائی ہے

حیات تھی وگرنہ مرجاتا
اب تو کچھ چوٹ ایسی کھائی ہے

بوجھ دن بھر مرے دل پر تو رہا
رات مستی پہ اتر آئی ہے

عشقِ نادان[169] کے اشاروں پہ شبیرؔ
ہیں خموش جن کو سمجھ آئی ہے

مقام شکر

فضل خدایا سلسلے پہ ہمارا تیرا
بہت زیادہ ہے رحمت کی نظر ہے کیا تیرا
بس ہم تو شکر اب ہر آن کریں خدایا ترا
کبھی بھی شکر ہوسکا نہیں ادا تیرا

پیاس بجھتی نہیں

پیاس بجھتی نہیں ہے جام چڑھانے کے بعد[170]
ساقیا ہاتھ نہ روکنا اس پیمانے کے بعد

ہے یہ میخانۂ عشاق صبح شام ملے[171]
صبح کی صبح ملے اورشام آنے کے بعد

پی کے دیوانے بنے ہیں پر اتنے ہوش میں ہیں
جتے ہیں کام میں اشارہ سا ہی پانے کے بعد[172]

کون پلاتا ہے مجھے گوشۂ تنہائی میں
ڈالتا پانی بھی ہے آگ سلگانے کے بعد[173]

عشق جب اور بڑھے گا تو مزہ آئے گا
دل دِکھائے گامرا دل کے چھپانے کے بعد[174]

یہ محبت ہے یہ اک آگ ہے کیسے یہ چھپے
کیا پتہ کیا ہو پیمانہ چھلک جانے کے بعد[175]

کب تلک یوں ہی پیمانوں کی بات چلتی رہے
دور سارے ہوں مگر اس کے پلانے کے بعد

آگ پٹرول کی جب پانی سے بجھتی ہے نہیں
کیا بجھے آگ مری اس کے جلانے کے بعد

اب سمندر بھی نہ کافی ہو بجھانے کے لیے
ہاں بجھے یہ تو بجھے اس کے ہی پانے کے بعد

بے قراری مرے دل کی تجھے معلوم تو ہے
میں سب کا غیر ہوا تیرے اپنانے کے بعد

حد اس کے پیار کی کوئی نہیں ہوسکتی ہے
آگ ہے اک اور ابھرتی ہے دبانے کے بعد

موت خوشرنگ مرے دل کو نہ ہوکیوں اب شبیرؔ
وعدہ کہ اس کا جو ملنے کا ہے مرنے کے بعد

مرے دل کو کیسے سکون ہو

مرے دل کو کیسے سکوں ہو آگ اس میں اک جو لگی سی ہے
مری آہ گرم سی لگی مجھے کوئی بوٹی جیسے جلی سی ہے

مری آنکھ برسے نہ کھل کے کیوں اسے روک کون سکے گا اب
جسے آنکھ دیکھ سکے نہیں وہ ہی ذات دل میں بسی سی ہے

دور دنیا مجھ سے تو دور ہو مرے دل میں کوئی جگہ نہیں
مجھے تجھ سے واسطہ ہے اب کہاں، تیری چاہ بڑی بُری سی ہے

کروں یاد اس کو زباں سے اب کروں اس کو یاد سے تر بتر
مرا دل تو اس کا مکان ہے تبھی ہوک اس سے اٹھی سی ہے

مرے دل سے غیر نکل تو جا کبھی بھول کے بھی نہ آنا اب
مرے دل میں آئے وہ آئے اب دھوم اس کی جیسے مچی سی ہے

مرے لب سے اب یہ اٹھے صدا میں رہوں نہ اس سے کبھی جدا
مرے دل میں وہ ہے شبیرؔ اب یہ زباں پہ بات چلی سی ہے

دل مبتلائے یار کو بہلاؤں میں کیسے

دل مبتلائے یار کو بہلاؤں میں کیسے
میں وصلِ یار چاہوں مگر پاؤں میں کیسے

اس زیست کا ہر لمحہ امانت ہے اس کی جب
اس کے لئے ہی صرف ہو اس پہ آؤں میں کیسے

ہر دم وہ چاہے میری نظر اس کی طرف ہو
اغیار کے اشاروں سے دل بچاؤں میں کیسے

دل مطمئن تو اس پہ ہے کہ اس کا ہی رہے
پر نفس کو اس پہ مطمئن کراؤں میں کیسے[176]

آنکھوں کے سامنے شر ہے جس میں خیر ہے مخفی[177]
اس خیر میں شر سے آنکھیں اب ہٹاؤں میں کیسے

جو شیخ کی دہلیز ہے پکڑو اسے شبیرؔ
بہتر ہو اس سے بھی وہ گر بتاؤں میں کیسے

خیالوں میں وہ موجود

دل عشق سے لبریز خیالوں میں وہ موجود
سورج کی روشنی میں ہواؤں میں وہ موجود

اس کے ہی ارادے سے ہر اک چیز ہے قائم
ہے چاند میں موجود ستاروں میں وہ موجود

جس دل میں بصیرت ہو وہ دیکھے اسے ہر وقت
ہر آن ہر جگہ مشاہدوں میں وہ موجود

کیا فعل ہے ممکن اگر اس کا نہ ہو فاعل
ایسے ہی سوالوں کے جوابوں میں وہ موجود

فطرت کے مطابق ہے رخ بگاڑ کی طرف[178]
اجزائے منتشر سے تعمیروں میں وہ موجود

تھوڑی سی اپنے آپ کی تخلیق ہو سامنے
انسان میں موجود نظاموں میں وہ موجود

گر عقل نفس زدہ نہ ہو اور حق کی طلب ہو
سر بستہ کائنات کے رازوں میں وہ موجود

شبیرؔ تم طلب دل بیدار تو کرلو
سچی طلب کے ساتھ دعاؤں میں وہ موجود

دلِ بیدار

دل بیدار ہی قرآن سے ہدایت لے لے
دلِ ذاکر ہی تو اللہ سے حکمت لے لے
ہاں جو ارد گرد ہمارے ہیں یہاں چیزیں سب
وہ رکاوٹ نہ بنیں دل ہر سعادت لے لے

معرفتِ الٰہی

دل اگر اللہ کو جانے نہیں
نفس آسانی سے پھر مانے نہیں
دل اگر اللہ سے مانوس ہو
پھر ملیں اس نفس کو بہانے نہیں

جان لو یہ فقط اشعار نہیں

مرا دل عقل سے بیزار نہیں
ہاں مگر اس کا تابعدار نہیں

نفس کو عقل سے دبا لینا
کیسے ہو دل اگر بیدار نہیں

جذبِ خالص تو ایک نعمت ہے
کہ اس کا نفس پہ مدار نہیں

جان لے گا تو فرقِ عشق و ہوس
ہوس تجھ پر اگر سوار نہیں

نفس کو قابو مجاہدے سے کر
کیونکہ اس پر تو اعتبار نہیں

دل کو اذکار سے مانوس کرلے
لے کے پھرنا دلِ بیمار نہیں

دل کی اصلاح تو اس کی یاد میں ہے
ورنہ اس پر تو اختیار نہیں

یہ تو الہامِ ربانی ہے شبیرؔ
جان لو یہ فقط اشعار نہیں

قال اور حال

قال سے حال کا سفر کرنا
دل کو اللہ سے باخبر کرنا
نفس کو احکام کا پابند کرکے
اپنے اعمال کو بہتر کرنا

فکر کی فکر

تعلق سب سے کرنا ٹھیک تو منظور
فکر اس کی نہیں اللہ سے ہوں دور
خرابی ساری دل کی ہے یہ شبیر
مگر آنکھوں سے رہتی ہے یہ مستور

بس اس کا بن جانا

دل خون کے آنسو روئے گا
جب اپنا مقام تو کھوئے گا

تجھ پر غیرت خدا نے کی[179]
کیا اس پر بھی تو سوئے گا

تو اس کو وہاں پر کاٹے گا
جو چیز یہاں پر بوئے گا

واں خون کے آنسو نہ دھوئیں
یاں آنسو سے جو دھوئے گا

بس اس کا تو بن جانا شبیرؔ
پھر دیکھ لینا جو ہووے گا

دیوانہ یا فرزانہ

دلِ عاشق کو کہیں لوگ اگر دیوانہ
کچھ نہیں تو ہی اگر سمجھے اسے فرزانہ

گھومتے شمع کے گرد ہیں اور جل جاتے ہیں
کچھ نہیں تو ہی اگر سمجھے اپنا پروانہ

نالے آتے تو زباں پر ہیں مگر شکوہ نہیں
عذر اپنا ہو قبول نالے ہیں یہ مستانہ

خود کو آسان نہیں ہے یہ مٹانا لیکن
ہے یہ مٹ جانا کہاں، ہے یہ باقی بن جانا

جو خواہشیں تھیں مری دل کی ہوگئیں رخصت
یہ خود کا چھوڑنا ہے یا یہ اس کا ہے پانا

دلِ بیدار مجھے دے، قلبِ غافل سے بچا
شبیرؔ تیرا ہے تیرے ہی طرف ہے آنا

کہ اس کا دل ہے ٹھکانہ جس کا

گناہ سے بچنا گناہ نہ کرنا اگر یہ ہووے تو توبہ کرنا
پسند رب کو ہے تیری توبہ بگڑ گئے جب تو پھر سدھرنا

بڑائی جتنی بڑی کریں ہم ،بڑا ہے اس سے وہ یاد رکھنا
بڑے بنو نہ، بڑا وہی ہے، بڑا بس اس کو ہی تم سمجھنا

کرم تو اس کا عظیم تر ہے تم جھولی اپنی بھی کھولے رکھنا
نہ سمجھو خود کو تو مستحق ہاں کہ ایسی جراءت سے بھی ہے ڈرنا

وہ عاجزوں پہ ہے مہرباں جب تو عاجزی کیوں کرو نہ حاصل
کہ ماننے کا ارادہ لے کے تو مانگتے مانگتے ہے آگے بڑھنا

اسی نے محبوب کو اپنے محبوب طریقے خود ہی بتادیئے ہیں
انہی طریقوں پہ چلتے جانا گراس کا محبوب ہے تجھ کو بننا

ہے اس کا محبوب ہمارا محبوب طریقے محبوب کے کیوں نہ محبوب
اے کاش سمجھیں کہ ایسا کیوں ہے ہمارا دشمن کے پیچھے چلنا

ہمارے نفسوں کی خواہشیں بھی کشش ہیں رکھتی بہت ہی زیادہ
نہ ہوں جو جائز ،مجاہدے سے انہیں ہمیشہ دبا کے رکھنا

ہمارا نفس ہے ہماری گاڑی تو دل کو اس پہ سوار کرلے
کہ ایسے سائق[180] کو نفس کے واسطے بھی چاہیے ہے تو کچھ سنورنا

سنورنا یہ ہے سمجھ وہ جائے کہ میرا محبوب اصل میں ہے کون
میں کس کو مانوں میں کس کو چھوڑوں مجھے ہے کس سے وکیسے بچنا

ملے جو رہبر طریق طے ہو طریق میں پھر آ سا نیا ں ہوں
تو دل بھی رستہ عجیب پائے کہ مشکلوں سے ہے یوں نکلنا

یہ برکتوں کے ہی سلسلے[181] ہیں انہی پہ تائید ہے اس کی ملتی
رہِ نبی(ﷺ) پہ ہے دل سے چلنا کبھی نہ تم کو ہے اس سے ہٹنا

یہ دل کی باتیں ہیں ان کو سمجھو قلم ہے شبیرؔ کا اب رواں جب
کہ اس کا دل ہے ٹھکانہ جس کا[182] وہ چاہے اس کا ہی اس میں بسنا

عشق کی آگ

عشق کی آگ چپکے چپکے جلے
اور دل خدا سے چپکے چپکے ملے

تیرتی رہتی نمی آنکھ میں ہو
پر ادب سے کوئی آنسو نہ گرے

شمع کی طرح پگھلنا تو ہو
پر ادب سے قدم اپنا نہ ہلے

دل میں اک آگ عشق کی برپا ہو
پر نظر آئیں نہ اس کے شعلے

آنکھیں دید کو ترستی رہیں
منہ سے چپ ہو اور کوئی اف نہ کرے

عشق کی آگ لگائے تو لگے
لگے شبیرؔ تو پھر وہ نہ بجھے

دنیا کی محبت

دل سے دنیا اگر نکل جائے
پھر خدا خود ہی ہم کو مل جائے

توبہ کرنے سے کیا ہوتا ہے
معصیت کا پہاڑ ہل جائے

جہد ہے نفس کا علاج مگر
ذکر سے دل کا باغ کِھل جائے[183]

وہ تو دینے پہ تلا ہے لیکن
اس کے در پہ کوئی سائل جائے[184]

دل اگر بن گیا شبیرؔ تیرا
وہاں جانا جہاں پہ دل جائے[185]

طلبِ محبت

نہ چاہوں میں اب عاجلہ[186] کی محبت
میں مانگوں خدا سے خدا کی محبت

اور ان کی بھی اس سے محبت جو رکھیں
وہ سب انبیاء اولیاء کی محبت

ذرائع محبت کے ہوں مجھ کو محبوب
ملے مسجد و درسگاہ کی محبت

مشائخ کی صحبت میسر رہے
ملے مجھ کو ہر خانقاہ کی محبت

خطاؤں کی جڑ حبِّ دنیا ہے شبیرؔ
یہ مال کی یا جاہ[187] کی یا باہ[188] کی محبت

پوٹلی ہی جل گئی

اک چوٹ دل پہ لگ گئی جو ضربِ دل بنی
تیری خوشی ہے جس میں وہی میری بھی خوشی

میں حالِ دل بیان کن الفاظ میں کروں
تیری نظر پڑی تو زندگی بدل گئی

اک پیار کی نظر نے مجھے کاٹ ہی دیا
جس کے لیے گزرگیا ہر رہگزر سےہی

کہہ دوں وفورِ عشق سے عاشق ترا میں ہوں
پر ہوش سے دیکھوں نظر آؤں کہیں نہیں

اس نور کی بارش نے مجھے کردیا بے کل
ایک چوٹ جب لگی ہے تودل پہ چلی چھری

اب فکر ہے کوئی نہ کوئی غم مجھے شبیرؔ
دنیا کی خواہشات کی پوٹلی ہی جل گئی

جُہد کن در بیخودی خود را بیاب

مثنوی میں کیا ہیں فرماتے جناب
جہد کن در بیخودی خود را بیاب

اس کا مطلب یہ ہے کہ خود کو مٹا
کرفناپنی جو ہے یہ آب و تاب

نفس کی آلائشوں کو دور کر
چھائی تیرے دل پہ جو ہیں بے حساب

آنکھیں تیری سچ بھی پھر دیکھ لیں
دنیا ایسی ہو کہ جیسے خیال و خواب

کان تیرے حق سے رو گرداں نہ ہوں
اور نہ سنوائے غلط نفسِ خراب

خود سے تو گم ہو صرف وہ یاد ہو
پھر وہاں سے آئے بھی کوئی جواب

تو سمجھ جائے کہ تو کچھ بھی نہیں
اور سب کچھ اس کا ہی ہے لاجواب

اپنے خود کو عشق میں معدوم کر
تو بقا کا پھر کھلے گا تجھ پہ باب

جس میں تو اس کا ہی ہے اور وہ ترا
ہر وقت سنتا ہو تو اس کا خطاب

تو کرے وہ جو اسے منظور ہو
وہ کرے گا جو کہ چاہیں آنجناب

خود کو پہچانو شبیرؔ کہ کیا ہو تم
ختم شد واللہ اعلم بالصواب

ہم کو دعوائے محبت ہے

ہم کو دعوائے محبت ہے مگر کیا ہے یہ
نام ویسے ہی بس زبان پر چلا ہے یہ

پوری ہوں خواہشیں اپنی تو محبت ہو ہمیں
اور ایسا نہ ہو کہتے ہیں جانے کیا ہے یہ

ناامیدی کے ہوں الفاظ زباں پر جاری
دل میں شکوہ بھی ہوہر ایک سمجھتا ہے یہ

عشق کا نور تو شعلوں کو بھی بجھا ہی دے
بیٹا قرباں ہو عجب یہ کہ باپ چاہے یہ

کیسے معشوق کی چاہت کو نہ چاہے عاشق
ہے اگر ایسا، محض عشق کا دعویٰ ہے یہ

ہم تو بس اس کی اطاعت بڑا مقصد جانیں
بڑوں سے ہم نے شبیرؔ ایسا ہی سیکھا ہے یہ

خدا کے لئے ہو

یہ ہنسنا یہ رونا خدا کے لئے ہو
یہ جاگنا یہ سونا خدا کے لئے ہو

خدا کی مدد اور تائید ہووے
اگر کام ہونا خدا کے لئے ہو

یہ پانا ہے بالکل یہ پانا ہے بالکل
اگر خود کو کھونا خدا کے لئے ہو[189]

دھلے حبِ دنیا سے دل میرا ہو صاف
مگر اس کا دھونا خدا کے لئے ہو[190]

جو بوئے یہاں پر وہاں کاٹے شبیرؔ
مگر اس کا بونا خدا کے لئے ہو[191]

تو مرے دل میں رہے

قلب میرا ہو سلیم ایسا بنانا مجھ کو
جن کے تو ساتھ ہے ایسوں سے ملانا مجھ کو

تو مرے دل میں رہے میں تری نظروں میں رہوں
اپنی نظروں سے الٰہی نہ گرانا مجھ کو

وسعت قلبی کا شیشہ مجھے عطا کرنا
تنگ نظری سے ہمیشہ تو بچانا مجھ کو

نفس میرا ہو شریعت پہ مطمئن یا رب
اور تو اپنا بنادینا دیوانہ مجھ کو

آمد شعر ہے اور کیف ہے ،ہے فضل ترا
اپنے آدابِ محبت بھی سکھانا مجھ کو

ترا بندہ ہوں میں خاکی جو ہے شبیرؔ موسوم
رہِ شبیرؔ حقیقت میں دکھانا مجھ کو

مجرم سے تو محرم بنے

سر حق کی معرفت میں ذرا تو جھکا کے دیکھ
جو تُو ہے ترے دل میں اسے تُو مٹا کے دیکھ[192]

کتنے فضول کام ہمارے نظر آئیں
تھوڑا سا شہرتوں سے تصور ہٹا کے دیکھ[193]

مسئلے جو تیرے حل نہ ہوئے مال سے اگر
کچھ اس سے تو نادار کو بھی توکھلا کے دیکھ[194]

کب تک تو بے مہار لذتوں میں رہے گا
ان کو تو شریعت کے دائرے میں لا کے دیکھ[195]

اخلاق حمیدہ سے مسلح تو خود کو کر
اخلاق ذمیمہ کے رذائل دبا کے دیکھ

یہ کام ہے ضروری مگر آسان نہیں ہے
ہاں شیخ جو کامل ہو اس کے پاس آکے دیکھ

دنیا کی چیزیں آئیں نظر ساری تجھ کو ہیچ
اللہ کا تصور ذرا دل میں سجا کے دیکھ

ہر چیز کے ڈر نے تجھے بزدل بنا دیا
ناراضیِ خدا سے تو دل کو ڈرا کے دیکھ

کتنوں کو منانے میں تو ناکام ہوا ہے
توبہ سے ذات بخت[196] کو ذرا تو منا کے دیکھ

دل عشق سے ہو لبریز عقل اس کی ہو خادم
اور قیدِ شریعت میں بھی دونوں کولاکے دیکھ

مجرم سے تو محرم[197] بنے اک آن میں شبیرؔ
دنیا کو چھوڑ اس کو تو دل میں سما کے دیکھ

ہم کو بس تیری محبت کا سہارا کافی

کیا وہ انساں ہے جو مشغول عبادت پہ نہ ہو
شکر نعمت پہ نہ ہو صبر مصیبت پہ نہ ہو

عافیت مانگتے یا رب ہیں کہ کمزور ہیں ہم
پر کہیں داغ[198] خدایا یہ محبت پہ نہ ہو

مجھ کو بس تیری محبت کا سہارا کافی
دل مرا تجھ پہ رہے[199] مال پہ لذت پہ نہ ہو

ہم تو دیوانے ہیں تیرے اور یہی چاہتے ہیں
دل کا گوشہ کوئی مرکوز وجاہت پہ نہ ہو

یہ جہاں تیرا ہے ہم تیرے ہیں سب تیرا ہے
دل کہیں میرا یہ سرشار ملکیت پہ نہ ہو

تن آسانی پہ میرا نفس نہ مائل ہو کبھی
نفس شرمندہ کبھی بھی میرا مشقت پہ نہ ہو

قبول میرے خدایا مرے ہوں قلب و نظر
ذہن تاریک نہ ہو قلب بھی ظلمت پہ نہ ہو

سامنے تیرے رہوں دل سے ترا بندہ بنوں
دل ہو احسان پہ کسی اور کیفیت پہ نہ ہو

دلِ شبیرؔ کو اپنی یاد سے کرلے روشن
تو اسے یاد رہے اِس سے یہ غفلت پہ نہ ہو

بے لوث دوستی

غرض جن کو ہے ان کی دوستی دوستی غرض کی ہے
بھروسہ ان پہ کرنے میں توپھر مشکل بہت ہی ہے
مگر بے لوث دوستی میں تو یوں خطرے نہیں ہوتے
یہ کیوں کرتے نہیں اس سے کہ جس کی ایسی دوستی ہے

کاش میں ایسا رہوں اس کے لئے زندہ رہوں

کاش میں ایسا رہوں اس کے لئے زندہ رہوں
موت ہو اس کے لئے اس پر بھی شرمندہ رہوں

دل مرا اس کے لئے ہو اور دماغ اس کے لئے
ہو زبان پر ذکر اس کا اس کا نام لیتا رہوں

دوستی اس کے لئے ہو دشمنی اس کے لئے
مجھ سے چاہے جیسے کرنا اس طرح کرتا رہوں

بولنا اس کے لئے ہو چپ رہوں اس کے لئے
خوش رہوں اس کے لئے اس کے لئے روتا رہوں

دل میں بس اک وہ سمائے دوسرا کوئی نہ ہو
دل سے الا اللہ کا نعرہ میں لگاتا رہوں

اس سے مانگوں اس سے لوں بس اس کے در پر سر رہے
اس کے در پر سر کو ہر دم بار بار رکھتا رہوں

اب تو بس اس کی محبت کا ہی آسرا ہے شبیرؔ
اس سے جو غافل کرے میں اس کو بھول جاتا رہوں

ایک سیدھی بات

سیدھی سی بات ہے ہم اس کے ہیں
اس کے اگر نہیں تو کس کے ہیں
اس کے بن جائیں تو پھر سب کچھ ٹھیک
کام جیسے بھی اور جس کے ہیں

اللہ ہی اللہ

جب کوئی کام تم نے کرنا ہو
اس میں اس سے ہمیشہ ڈرنا ہو
بس شریعت کے مطابق ہو کام
اور صرف اس کا ہی دم بھرنا ہو

تجھ کو کیا معلوم؟

اشارہ جو "ھو" کا ہوا ہے تجھ کو کیا معلوم
دل مرا کس سے آشنا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

جھک کیوں جاتی ہے گردن مری محفل میں اب
کون اس وقت بلاتا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

کیسے غافل رہوں اس سے کہ ہر طرف ہے وہی
اپنی آغوش میں چھپاتا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

ہر وقت اس کی نظر اپنی نظر پر محسوس
عرش سے کیا برس رہا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

بھلا دیا ہے جس نے مجھ سے ہر اک کام میرا
لگا ہوں جس میں کام اس کا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

نہیں پیا ہے تو نے عشق کا جب جام ابھی
جو اس نے مجھ کو پلایا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

رات دعاؤں کے رستے میری ملاقات ان سے
ملن کا وقت وہ کیسا ہے تجھ کا کیا معلوم؟

کہا جب اس نے کہ تم میرے ہو تو ہاں اس وقت
دل کا کیا حال پھر ہوتا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

بہا بہا کے جو آنسو میں دل کو دھو ڈالوں
پھر مرے دل میں کون آتا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

کیسے گم سم خموش میں نہ رہوں شبیرؔ کہ
دھیا ن حاصل کس کا ہوا ہے تجھ کو کیا معلوم؟

دل میں دو راستے

دل میں الہام الٰہی کا انتظام بھی ہے
اور شیطاں کے وساوس کا تیز گام بھی ہے
اپنا دل کھول ذرا شیخ کامل کی جانب
تاکہ سب درست رہیں کام سو یہ کام بھی ہے

دل سے دیکھا اسے

دل میں میں یاد اس کو کرتا رہوں
اور ہر دم اس کا دم بھرتا رہوں

ذرہ ذرہ مرا اس کا جو ہے
دے کے اس کو اس پہ میں ڈرتا رہوں

مٹتے مٹتے مرا مٹنا بھی مٹے
اس طرح روز میں سنورتا رہوں

دل پہ اس کی ہو نظر پیار کی اک
ذکر سے اس طرح نکھرتا رہوں

دور اغیار مرے دل سے اب
سامنے باغ ہے میں چرتا رہوں

دل سے دیکھا اسے ہے جب سے شبیرؔ
اس پہ ہر روز اب تو مرتا رہوں

کیا حد ہے تباہی کی اسے چھوڑ دیا گر

دنیا کی محبت کا سرا کیا یہاں ملے
پھر حبِ الٰہی کی انتہاء کہاں ملے

جب اس کی نظر سے کوئی کیسے ہی گر گیا
اس کو کیا ملے اگر سارا جہاں ملے

جو اس کے پاس بھیج دیا وہ ہی ہے محفوظ
کتنا یہاں سے بڑھ کے وہ سارا وہاں ملے

کیا حد ہے تباہی کی اسے چھوڑ دیا گر
کتنی ہی اس کو یاں پہ دعوتِ بتاں ملے[200]

دنیا کی لذتوں سے وہ لذات ہوں محسوس
اور ان کی پھر طلب ہو تو سرِ نہاں ملے

اس زیست کے اک کام کا طالب بنوں شبیرؔ
بس اس کا ہی ہونے کا جو جذبہ جواں ملے

اللہ اللہ کریں

صراطِ مستقیم پر اب ہم چلا کریں
دل سے بھی اور زبان سے اللہ اللہ کریں

ہیں قیدِ شریعت میں کان دونوں اپنے بند
جائز اگر نہ ہو تو اسے کیوں سنا کریں

بیشک ہماری آنکھیں بھی ہیں اس کی امانت
غیر محرم دیکھنے سے نہ مجرم بنا کریں

اک گوشت کا لوتھڑا ہے زباں میرے منہ میں بند
جائز نہ ہوں جو بول اسے کیوں ادا کریں

اس سر میں جو دماغ ہے کنٹرول پہ مامور
تو اس کا استعمال غلط کیوں کیا کریں

یہ دل بھی امانت ہے مرے رب کی جب شبیرؔ
تو اس کے علاوہ نہ کسی کو دیا کریں

نہ ہوں منزلوں کی تلاش میں

نہ ہوں منزلوں کی تلاش میں نہ ہی درجوں کی ہے طلب مجھے[201]
بس یہی تو دل کی ہے آرزو کہ اب اپنا بنا ہی لے رب مجھے

یہ دیوانگی ہی کی تو بات ہے کہ حجاب اب نہ ہو درمیاں[202]
مرا مانگنا اِس کا عجیب تر مگر کیا ہوا ہے یہ اب مجھے[203]

میری خلوت و جلوت بھی اس کی ہو مرا دل و دماغ بھی اس کا ہو
میں دیوانہ ہوں ہاں دیوانہ ہوں کہیں یہ کہیں لوگ سب مجھے[204]

جو سبب ہے اس کا ہے حکم[205] ہاں میں کروں گا پورا، ضروری ہے
میرے دل کی نگاہ سے وہ دور ہو کبھی کھینچے یوں نہ سبب مجھے[206]

نہ ہو لمحہ بھر کی بھی غفلت اب مجھے کیا پتہ کہ ہو جائے کیا[207]
کہیں بے خبر رہوں میں یوں اور کرم سے دیکھے وہ کب مجھے[208]

مرے سجدے عبادتیں اس کا حق[209]، مرا حق تو اس پہ کوئی نہیں
یہ کرم ہے اس کا کرے قبول سنو خود سے کھینچے وہ جب مجھے[210]

مجھ پہ فضل رب کا ہے اے شبیرؔ مجھے اہلِ حق سے ملا دیا[211]
اب خدا کے کرم سے نصیب ہو ان ہی اہلِ حق کا ادب مجھے[212]

دین کا ظاہر اور باطن

ظاہرِ دین ایک چھلکا ہے
اصل معاملہ تو دل کا ہے
چھلکا اس دین کو سلامت رکھے
دل میں ہی راستہ منزل کا ہے

اغیار سے دوستی

اغیار کی اب دوستی سے ہے مری توبہ
کہ ان کی بے وفائی نے ہے مجھ پہ یہ کھولا
دنیا ہو جس کے دل میں تجھے دل میں کیا سمجھے
جو ہے غلام نفس کا کرے کیسے وہ وفا

اللہ والوں کو دیکھ لینا

اللہ کے ہونے کے لئے اللہ والوں کو دیکھ لینا[213]
اللہ کو دیکھ سکتے نہیں اس کے بندوں کو دیکھ لینا[214]

سورج کی شعائیں رستے میں غائب ہوتی ہیں بالکل تو
جس پر پڑیں وہ روشن ہوں تب ان شعاؤں کو دیکھ لینا[215]

تو روشن دل سے روشن ہو یہ روشنی کہاں سے آئی ہے[216]
روشنی کے سفر کو دیکھ لینا[217] روشن راستوں کو دیکھ لینا[218]

دل پر دنیا کی چھاپ ہو تو دنیا ہی نظر آئے فقط[219]
گر دل کو بنانا چاہتے ہو ان کے دلوں کو دیکھ لینا[220]

جو مٹ مٹ کے باقی بنے رحمت کے سائے میں ہیں وہ
تم بھی ذرا طالب بنو اور ان سایوں کو دیکھ لینا [221]

تجھ سے لینا کیا چاہیں گے تو ان کو کیا دے سکتا ہے؟[222]
اللہ کے طالب ہیں وہ فقط ان کے کاموں کو دیکھ لینا[223]

بات ان کی کان میں رس گھولے آنکھیں دید سے بھی ٹھنڈی ہوں
آنکھوں سے لٹائے جائیں [224]شبیرؔ تو ان جاموں کو دیکھ لینا

ذکر اور صحبت صالحین

ذکر سے دل کی جب تیار ہو زمین
کر لے اختیار صحبتِ صالحین
اس سے اعمال ان کے پائے تو
اس سے حاصل ہو تجھ کو فوزِ مبین

اہلِ دل سے ملنا

جو ظاہر میں خرابی ہو تو لوگ وہ درست کر دیں گے
اگر دل میں خرابی ہے تو نفس اور سست کر دیں گے
تو اہلِ دل سے ملنا اس لئے ہوتا ضروری ہے
کہ دل کے ٹھیک کرنے کے لئے وہ چست کر دیں گے

اک طرف ہی جائے نظر

کتنی اپنی کوئی چھپائے نظر[225]
وہ ہر صو رت میں اس کی پائے نظر[226]

سر کی آنکھوں سے نظر آئے نہیں[227]
دل کی آنکھوں سے مگر آئے نظر[228]

جو نظر اس کے ساتھ ہو نامانوس
پڑے جہاں وہ غضب ڈھائے نظر[229]

جو مجھے اس سے آشنا کردے
کوئی مجھ کو بھی وہ بتائے نظر[230]

میں تو جو بھی کروں شبیرؔ یہاں
بس مری اک طرف ہی جائے نظر[231]

مجھے اپنے رنگ میں رنگ دے

مجھے اپنے رنگ میں رنگ دے[232] مرا اپنا رنگ نہیں ہے
ترا رنگ اپنا بھی رنگ ہو مرے دل کی آرزو یہی ہے

ترا رنگ سب پہ ہے غالب سارے رنگ جذب ہوں اس میں
گو نظر آئے سیاہ یہ ہے یہی جو روشنی ہے[233]

مرا رنگ فانی مٹے گا ترا رنگ اس پہ چڑھے گا[234]
یہ فنا بقا کا ہے رستہ یہی بات میں نے سنی ہے[235]

میں ہوں خاک خاک کا میں ہوں مگر دیکھ بندہ ہوں کس کا[236]
میں خطا کا پتلا یقیناً پر امید اس سے تو بھی ہے

مری لاج رکھ لے خدایا کروں سلسلہ نہ میں بدنام
ترے عفو سے ہے امید اب مجھ میں گو بہت ہی کمی ہے

میں شبیرؔ حقیر کہوں کیا میں اٹھاؤں آنکھ تو کیسے
مرے لفظ اچھے تو ہوں گے مگر حالت کتنی گری ہے

کیا ہے؟

تیرا تکلیف پہ یہ شور اور غوغا کیا ہے
ارے ناداں محبت کا تقا ضا کیا ہے

تو کہ دنیا کے تقاضوں سے خبردار ہے خوب
یہ بھی تو جان لے کہ عشق کی دنیا کیا ہے

تو جب اس کا ہے تو تیری تو کوئی چیز نہیں
سب کچھ اس کا جو ہے پھر سوچ کہ ترا کیا ہے

دل تو بادشاہ ہے یہ بادشاہ بھی جب اس کو ہے دیا
پھر تیرے پاس ذرا دیکھ کہ رہتا کیا ہے

یہ تکا لیف تو ہر ایک کو پیش آتی ہیں
اس پہ تو چیخ لے گر، چیخ سے ہوتا کیا ہے

قدم قدم پہ نعمتوں کو کرتے ہو تم وصول
ان نعمتوں پہ کبھی شکر بھی کیا کیا ہے؟

عقل سے کام لے اور نفس کو دبانا ہے شبیرؔ
پھر تو جان لے گا کہ اچھا کیا برا کیا ہے

ایک انتظار

مرا مالک جب بلائے گا مجھے رکھا سامان بھی میں نے ہے تیار
چھت ہے کلمے کی مرے سر پہ ہمیش اور زبان پہ میں رکھوں استغفار

بڑا غفور ہے رحیم ہے وہ اور وہ سبحان بھی ہے عظیم بھی ہے
تو ہے بے رنگ رنگ میں اس کے رنگ جاوہ کرے کیا پھر تجھے باغ و بہار

ارے نادان گلاب کیسے کھلیں جب مناسب نہ ہو ماحول اس کا
دل گناہوں کی طرف مائل ہو کیسے آئے اس پہ رحمت کی پھوار

ہاں مگر چاہے تو کہ اس کا بنے گندگی سے تجھے مڑنا ہوگا
رک جا، کر عزم پھر نہ کرنے کا، دل گزشتہ پہ ہو بھرپور شرمسار

نظر اٹھا کے دیکھوں میں تھوڑا چار سو دنیا کے نقشے موجود
ہاں مگر دل میں اگر جھانک سکوں وہاں موجود ہے تصویرِ یار

بے وفائی اور محبت دل میں کیسے دونوں جمع ہوسکتے ہیں
عشق کا بھی ہے اک اٹل قانون کہ یہ ہوتا ہے بس صرف اک بار

اب سنو دل میرا کہتا ہے کیا؟ اس کی آغوش میں خاموش رہوں
اور چھپ جاؤں میں اغیار سے اب شاید نہ ہوسکے مزید انتظار

سر مرا سجدے میں رہے صبح و شام اور سامنے آنکھوں کے قرآن رہے
کعبہ نظروں میں، دل میں یار رہے، کہیں یہی شبیرؔ کے اشعار

فکرِ دنیا اور فکرِ آخر

فکرِ دنیا کو ذرا کم کرلے
فکرِ آخر کا بھی کچھ غم کرلے
تاکہ غمناکیوں سے بچ جائے
اور مستقبل کو بھی محکم کرلے

موت کی یاد اور ذکر

موت کی یاد جگائے تجھ کو
ذکر غفلت سے بچائے تجھ کو
راہِ سنت سے تو محبوب بنے
فضل جنت میں پہنچائے تجھ کو

میں دیوانہ ہوں

میں دیوانہ ہوں دیوانہ میں دیوانہ ہوں دیوانہ
کروں گا ذکر ہردم یہ مرا نعرہ ہے مستانہ

میں جل جاؤں بکھر جاؤں گریبان چاک میں کردوں
میں خود کو خاک کردوں اور مجھے روکے کوئی نہ نہ

میں پگھلوں عشق میں اس کے، مری آنکھوں میں بس وہ ہو
میں تیرا ہوں تو میرا ہے یہی اس کا ہو فرمانا

ریا کاری کا لیبل بھی قبول میں شوق سے کرلوں
یہ کیا ہے عشق میں مجھ کو قبول ہر بات ہر طعنہ

جلے جو عشق میں اس کو ملے جسم جدید ہر دم[237]
یہی تھا گفتِ عشق کاکی کا، تھا جس میں گزرجانا

کبھی وہ سامنے آئے کبھی پردوں میں چھپ جائے
یہ ہے اک امتحانِ عشق اس میں نہ پھسل جانا

کمال ہے حسنِ فانی کب مقابل اس کے ٹھہرے یاں
جو اس میں مار کھائے اس کا کیا پھر ذوقِ جانانہ

ہوس میں عشق میں کیا فرق ہے شبیرؔ گر پوچھو
یہاں خود غرضی، اس میں مٹنے میں ہے کچھ پانا

عشق کا جام

ذرا ساقی سے عشق کا جام لیجئے
ہے کام کی یہ چیز اس سے کام لیجئے
اگر پانا مطلوب ہے آپ کو عزیز
درِ ساقی جبڑوں سے تھام لیجئے

سنبھل کے

دلِ ناداں ذرا سنبھل کے عشق کے رستے پہ جانا سنبھل کے
ادب یہاں پہ ہے پہلی سیڑھی اس پہ تو چڑھ کے آنا سنبھل کے

قدم قدم پہ ہیں چھپے رہزن کتنے کتنے نئے بہروپ بھرے
اپنی منزل کو طے تو کرنا ہے ان سے خود کو بچانا سنبھل کے

یہ عشق کی آگ ہے اس کو دیکھو مگر اندر سے یہ گلزار سمجھو
اس سمندر کو خود میں بھرنا ہے خود کو اس سے جلانا سنبھل کے

یہاں پر وصلِ یار کے واسطے روئےتُو بار بار تُوروئے
یہ کوئی کھیل کی نہیں ہے بات عشق ہے اس کو پانا سنبھل کے

تو کہ جس راہ پہ گامزن ہے اب اس میں کانٹے ہیں وسوسوں کے بہت
زخمی زخمی ہیں گو قدم تیرے ان پہ مرہم لگانا سنبھل کے

طور بھی عشق کی آگ میں جل جائے کبھی معراج بھی ہو جائے نصیب
عشق لگے پر نظر یہ آئے نہیں سر نہ اوپر اٹھانا سنبھل کے

تیرا اس عشق میں جل جانے میں جانتا ہوں میں کہ تیرا ہے سکوں
تیرا جل جانا ہو منظور اسے جل کے خود کو دکھانا سنبھل کے

اب کہ منزل یہ تیری سیدھی ہے اب تو رکنے کا نام بھی تو نہ لے
در یار پر بھی جاکے رکنا نہیں خود کو اس کا بنا نا سنبھل کے

تو ہے شبیرؔ کا پر شبیرؔ کی نہ مان، مان اس کی جسے دیا ہے تجھے
عشق میں ایسا ہی تو پھر ہوتا ہے یہی سب کو سکھانا سنبھل کے

دل کی صفائی

ذکر سے دل اگر ہو جائے صاف
اس کو پھر حق بھی نظر آئے صاف
نفس ہو قابو میں اور دل ذاکر
دل حقیقت کو پھر دکھائے صاف

دیدار کا عالم

اُف کیا خوب نظارہ ہوگا
سامنے محبوب ہمارا ہوگا

ہم تو مر مر کے جینا چاہیں گے
اذن جینے کا جو پایا ہوگا

وہ کیا مدہوشی کا عالم ہوگا
ھُو کا عالم ہی جو چھایا ہوگا

وقت گزرنے کا تو احساس ختم
چہرہ اپنا جو دکھایا ہوگا

سمجھے ہم کیا پھر اس عالم کو شبیرؔ
سب کیسے ہوں گے اور کیا ہوگا

شوقِ جنوں

شو ق دل میں مرے مچلتا ہے کہ حق بندگی ادا میں کروں
ہاتھ میں کیا ہے مرے کیا ہوں میں سوچتا رہتا ہوں کہ کیا میں کروں

دل سے آواز ایک آئی ہے یہ مرا نفس جس کا باغی ہے
اسے پابندِ سلاسل میں کروں جو کہے وہ اس پہ چلا میں کروں

جان و مال وقت مجھے دے کر اس نے کام ان کا مجھے بتا یا ہے
جن سے بچنے کو کہا ہے ان کو جان لوں اور ان سے بچا میں کروں

مجھے اپنا بنا کے زور دے کر کہا کہ غیر کا کبھی بھی نہ بنو
اس کا غیر جو بھی ہے کہیں بھی ہے کبھی اس سے نہ اب ملا میں کروں

مجھے شوقِ جنوں کہے اپنا ہر وقت یاد رہے وہ ہی شبیرؔ
پھر اس کی یاد میں مست ہو ہو کر جو کہوں اس کو پھر لکھا میں کروں

جذب

جذب کچھ اس طرح سے آتا ہے
وہ کرشمے نئے دکھاتا ہے

وہ وہی چاہے جو کہ چاہے وہ
یعنی اس کا ہی وہ بن جاتا ہے

دل پھر اس کا بنے عرشِ اصغر
جو وہ چاہے اس سے کراتا ہے

دنیا مقصود نہ رہے اس کی
وہ آخرت کے گن ہی گاتا ہے

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ شبیرؔ
کا جو مفہوم ہے یہ سکھاتا ہے

اندازِ محبت

کبھی فردوس کی جانب خود کو اٹھتا دیکھا
زمیں سے نیچے کبھی اپنا تماشا دیکھا

عجب اندازِ محبت مجھے اس کا ہے نصیب
دیکھتے دیکھتے مٹی سے بنتے ہیرا دیکھا

کبھی خیالات کے صحرا میں اکیلے بھٹکوں
اور کبھی چاہنےوالوں کا بھی میلہ دیکھا

میں اندھا نور کی تلاش میں چل پڑا تو پھر
جو خود پہ دیکھا اس کے نور کا جلوہ دیکھا

بے بسی سے کبھی میں یوں جب اشکبار ہوا
بولے کیوں مجھ کونہیں آپ نے اپنا دیکھا

جب کبھی اس کی چاہتوں پہ مجھے ناز ہوا
تو معاً لطف پہ اس کے خود کو مٹتا دیکھا[238]

جو رضا میری ہے وہ اس کی رضا میں ہوئی گم
پھر ہر اک کام مطابق اپنی رضا کا دیکھا

یہی تو عشق کی دنیا ہے بھلادے سب شبیرؔ
میں نے دیکھا مگر کچھ اس کے نہ سوا دیکھا

اخفاء اور اظہار

ساقی نے مجھ کو خوب پلایا ہے عشق کا جام
جس سے بنا ہے خوب محبت کا یہ پیغام
اخفا کا دور اس کا گو طویل بہت تھا
پر اس میں ہی ہوا ہے اس اظہار کا انتظام

سفرِ عشق

سکوں ظاہر پہ میرے گو ہے طاری
پر اندر اضطراب ہے دل پہ جاری

زباں خاموش میری چپ ہوں لیکن
کوئی جانے نہیں حالت ہماری

دبایا مجھ کو ہے شہواتِ نفس نے
ہے جنگ جاری مگر دشمن ہے بھاری

وساوس زور پہ شیطان کے ہیں
چلائی میں نے ہے لاحول کی آری

قدم میرے پھسل جائیں کہیں نہ
قیامت میں نہ ہووے شرمساری

وقت کوتاہ ہے کرلے فکر اپنی
تو نوری بن کہیں نہ ہو تو ناری

دکھایا راستہ محسن نے عشق کا
بنوں اللہ کا ہے کوشش یہ ساری

سفر ہے عشق کا اب شبیرؔ جاری
کہ جس میں جان مری اس پر ہو واری

کامیابی

کامیابی تو کام سے ہوگی
اور حسنِ انتظام سے ہوگی
قال بے حال لاش بے روح ہے اس کی
تدفین اہتمام سے ہوگی

تعلیم و تربیت

علم کا نور بھی ضروری ہو
بلا تربیت بات ادھوری ہو
دل کو اللہ کی یاد سے کر روشن
نفس کی اصلاح کی بات پوری ہو

کیفیات

ہجر کی آگ میں سلگتا ہوں ترستا رہتا ہوں میں انتظار میں
یہ کوئی گپ نہیں حقیقت ہے ایسا ہی ہوتا رہتا ہے پیار میں

میں کیسے چپ رہوں خموش رہوں دل مرا پھٹ نہ جائے اس غم سے
گو کہ معلوم ہے حقیقت اپنی کہ نہیں ہوں میں کسی بھی شمار میں

تجھ کو کیا ہے خبر اے دل میرے ترا محبوب کون ہے دیکھو
تجھ کو سنبھالوں میں کیسے اب کہ کچھ بھی نہیں ہے میرے اختیار میں

پیار میں جلنا تو کوئی بات نہیں کہ جلانا تو پیار کا حق ہے
مجھ کو ہے خوف کہ کروں نہ کبھی اپنے کپڑوں کو اس سے تار تار میں[239]

پلایا ساقی نے مجھ کو اتنا چھلک نہ جائے پیمانہ میرا
چھپانا راز دوست کا ہے شبیر کہیں ناکام نہ ہوں اعتبار میں

یادوں کے دریچے

دل کی یادوں کی دریچوں کو کھٹکھٹاؤں میں
جو میں جانوں کچھ کو پی جاؤں کچھ بتاؤں میں

وہ مجھے یاد رکھے میں جب اس کو یاد کروں
اب ایسی پیار کی باتیں ذرا سناؤں میں

یاد ہے مجھ کو فخر اس نے کیا تھا ہم پر
اس لئے چھوڑ کے سب، اس کی طرف آؤں میں

میں کیا پیار کروں پیار تو کرتے ہیں وہ
میں تو گڑ بڑ کروں اس پر بھی نہ شرماؤں میں

وہ تو ظاہر ہے اس کا پیار بھی ظاہر باہر
کھول کے رکھ دیا سب کچھ، کیا چھپاؤں میں

مجھ سے جو پیار پہ دیکھا تو جل گیا دشمن
اب تو شبیرؔ اس کو اور بھی جلاؤں میں

کیا سے کیا ہو گیا

کچھ کہتے کہتے رک میں گیا کچھ رکتے رکتے کہہ بھی دیا
آئے جب میرے دل میں وہ تو اس میں فنا میں ہو بھی گیا

محبوب کی بات محبوب سے ہو آشکارا نہ ہو یہ غیروں پہ
بے صبری سے کچھ کہہ جو دیا تو اس پہ یہ پیغام ملا

وہ مجھ کو کرے ہے اشارا یہ میں دیکھتا رہوں بس اس کو ہی
جب دیکھا میں نے اس جانب تو روتے روتے ہنس پڑا[240]

ہے کس کو خبر وہ چاہے مجھے ہاں چاہے مجھے بے حد بے حد
یہ اس کی ادا معلوم ہوئی تو اس کی جانب میں لپکا

اس نے کہا اب صبر کرو کہ وقت ملن اب دور نہیں
میں شرم کے مارے پگھل ہی گیا جو اس کا پیار ایسا دیکھا

ہر جانب میرے وہ ہی ہے تو وصل کی کیا اب بات کروں
جو غم بھی ملن کا ہے دیکھو وہ بھی تو ہے میٹھا میٹھا

وہ کیا تھی زباں شبیرؔ جس میں وہ دل کی کتاب میں لکھتا ہے
میں دل کی آنکھ سے پڑھنے لگا تو اس سے غزل یہ لکھنے لگا

راز راز رہے

جو دوست کے راز نہیں رکھتے ہیں راز
کرتے وہ دوستی سے ہیں اعراض
کہا چشتی معین الدین نے یہ
قابل دوستی نہیں یہ انداز

کیا کہنا

دل کی دنیا کی ہر اک بات کا ہے کیا کہنا
اپنے محبوب کے تصور میں ہمیشہ رہنا
اس کی ہر پیار کی نظر پہ ہو قربان ہونا
اور اس کی یاد میں چپکے چپکے یہ آنسو بہنا

عشق آگ ہے

عشق اک آگ ہے جس دل میں جلے
دل میں معشوق ہو کوئی اور نہ رہے

اور اگر یوں نہیں تو عشق ہی نہیں
اس کو گو عشق کوئی کتنا کہے

جب تلک عشق کسی دل میں نہ ہو
عشق کے حال کا یقین نہ کرے

یادِ معشوق میں عاشق رہے مست
چپکے چپکے بہیں آنسو اس کے

ہر وقت لب پہ ہو ذکر معشوق
اور اس کی یاد میں ٹھنڈی آہیں بھرے

ایک ہی خوف دل پہ چھایا رہے
اس سے محبوب کبھی ناراض نہ رہے

نفس کی چاہتیں اس کے ہوں خلاف
تو وہ ان چاہتوں سے کیسے دبے

خوش قسمتی سے یہ خالق سے ہو گر
اس کو شبیرؔ جی پھر کیا نہ ملے

دل اور نفس کا تقابل

دل ہو اچھا اور نفس پر زور ہو
ہر وقت خواہشوں کا پھردور ہو
دل توروئے گا اور تڑپے گا
نفس کی آرزو تو do more ہو

نفس کی مثال

نفس اگر گاڑی ہے دل اس کا سوار
کردے ذکر اللہ سے اس کو پر بہار
جہد سے اس نفس کو مغلوب کر
تاکہ طاعت کے لئے ہو یہ تیار

خمار آلود کیفیت

ان کی نظروں کے جب حصار میں ہوں
میں اک عجیب سے خمار میں ہوں

کبھی ہے امتحان کبھی منزل
کبھی صحرا کبھی گلزار میں ہوں

کیا بنا خوب ہے اب ذوق حیات
ان کے در پر لگی قطار میں ہوں

یہ محبت ہے یا عقیدت ہے
کہ اک عالم اضطرار میں ہوں

سوچتے سوچتے میں اس کا پیار
اپنے مذکور کے اذکار میں ہوں

آپ کے قدموں میں ہو دیدار نصیب
میں اسی دن کے انتظار میں ہوں

کھوٹے سکوں کو جمع کرکے شبیر
فضل کا اس کے امیدوار میں ہوں

نظر اس پہ رکھ

بس تو ہر حال میں نظر اس پہ رکھ
دل کی آنکھوں سے دیکھ اس کی جھلک
کٹ کے ہر ایک سے بن اس کا تو
لطف پھر اپنی زندگی کا چکھ

عبث جان دینا

تُو اگر اپنا دل اسے دے گا
تیرے کھوٹے سکوں کو لے لے گا
اور مگر دل میں اگر غیر آئے
تو پھر عبث تُو جان دے دے گا

مِٹوں اس کے لیے

مٹایا پیار سے مجھے یوں کہ مٹوں اس کے لیے
اور مٹتے مٹتے لٹتے پٹتے بنوں اس کے لیے

موم ہوں موم کی طرح تو پگھل جاؤں میں
پھر وہ جلائے تو میں کیوں نہ جلوں اس کے لیے

عشق آتش ہے لگے تو وہ بجھائے نہ بجھے
اسی آتش ہی میں میں کیوں نہ رہوں اس کے لیے

نظر کرم کی تھی اس کی جو پڑی مجھ پہ یوں
نور ہی نور ہوا نور ہی ہوں اس کے لیے

وفا یہی ہے کہ دیکھوں وہ ہے راضی کس پر
اور اس کو دیکھ کے سب کچھ میں کروں اس کے لیے

خون روتی ہیں یہ آنکھیں مری دیدار کے لیے
آنکھیں ہیں اس کے لیے کیوں نہ روؤں اس کے لیے

چھلک چھلک جائے ساغر مری نظروں سے مگر
دل شبیرؔ چاہتا ہے اور بھروں اس کے لیے

دوسرے پہ نظر کیسی

ہم تو مٹنے کے لیے آئے ہیں مٹیں ہم جتنے مٹ سکیں ہم یہاں
اور ہر طرف سے اٹھا اپنی نظر پڑی تھی تیری نظر جہاں جہاں
صرف وہ ایک ہی اب آئے نظر دیکھ اس کی مثال کوئی نہیں
یہ نظر دوسرے پہ کیسے پڑے کوئی کمی ہے کیا سوچ وہاں

معرکہ حق و باطل بسیف عشق

عشق آتش ہے جلاتا ہے یہ
دل میں معشوق ہی لاتا ہے یہ
حق کا ہو جب ہو کاٹ باطل کی
ایسے باطل سے بچاتا ہے یہ

نفس کی کار گزاری

مرا نفس اس سے مجھ کو تو کبھی ملنے نہیں دیتا
جو شیطاں ہے مجھے اللہ کا بننے نہیں دیتا

اگر میں بات اس کی مان لوں تو اور وہ مانگے
کسی اک بات پہ مجھ کو کبھی ٹکنے نہیں دیتا

مگر خوبی جو اس میں ہے کہ مانے جبر سے بھی یہ
ہلاؤ اس کو ہل جائے گو یوں ہلنے نہیں دیتا

طریقہ اس کی اصلاح کا ہے کہ مانو نہیں اس کا
بغیر اس کے کسی بھی طرح سنبھلنے نہیں دیتا

کوئی ہو رہنما اپنا جو گر اصلاح کا جانتا ہو
کرائے اس سے جو ہم کو کبھی کرنے نہیں دیتا

دل اپنا بھی منور ہو کہ راستہ جان لے اپنا
کہ ہر گز حق کو گندہ دل کبھی پڑھنے نہیں دیتا

اگر ہو نفس گاڑی تو بنے دل اس کا ڈرائیور پھر
ہو ان میں نقص کسی میں آگے وہ بڑھنے نہیں دیتا

ذکر سے دل ہو ٹھیک اور نفس کو دینا جہد کی گولی
ہو رہبر ساتھ کہ داؤ شیطان کا وہ چلنے نہیں دیتا

چراگاہیں وہ جنت کی ملیں ہم کو چریں ان میں
مگر شیطان کبھی بھی مکر سے چرنے نہیں دیتا

جو شر ہے بڑھ رہا ہے خوب رکاوٹ خیر کے واسطے ہے
خدا سے ہم کو وہ ظالم کبھی ڈرنے نہیں دیتا

کریمی کا مگر در ہے کھلا رب کا کریں توبہ
کہ مایوسی کا کوئی لفظ وہ سننے نہیں دیتا

شبیرؔ پھر فضل رب کا ہو تو مقصد پورا ہوجائے
کبھی شیطاں جو دال اپنی ہے وہ گلنے نہیں دیتا

سوزِ دل

سوزِ دل اپنا چھپانا تو ہے
کہ تعلق کو بچانا تو ہے

وہ مجھے جو کہے کروں گا وہی
اپنا دل اس سے ملانا تو ہے

غیر سے دل کو کیوں نہ خالی کروں
کہ وہیں اس کو بلانا تو ہے

میں کہاں اور کہاں وہ دلبر
خیر مگر اس کو منانا تو ہے

پیش کرنے کو پاس کچھ بھی نہیں
زخمی دل اس کو دکھانا تو ہے

دل میں ہے وہ ہی اور آنکھوں میں بھی
مرا دل اس کا نشانہ تو ہے

اپنے اشعار میں اسے دیکھوں شبیر
یہ بھی ملنے کا بہانا تو ہے

نفس اور محبوب

اک طرف نفس ہے اور دوسرے جانب محبوب
جو چلا نفس کی جانب وہ ہوگیا مجوب
اس کے آنکھوں پہ پٹی نفس کی چاہتوں کی ہے اب
وہ کیسے جان سکے کیا ہے ردی اور کیا خوب

آنکھوں کا سودا

دل کی آنکھوں سے گر محبوب اپنا دیکھ سکو
پھر ہر طرف سے کٹ کے اپنے ہی محبوب کا رہو
آج تو نفس کی چاہتوں سے ورے دیکھ اسے
تاکہ دیدار وہاں خوب ان آنکھوں سے کرو

فغانِ دل

کیا کہوں دل نے کیسے کیسے سلسلے دیکھے
عشق کے نام پہ ہوس کے نظارے دیکھے

خواہشیں نفس کی سوار دل پہ ہیں ہر وقت
ان کے جواز میں ہم نے لکھتے فتوے دیکھے

سوزِ دل ختم ہوا جاتا ہے دھیرے دھیرے
سوزشِ لب کے بہت ہم نے تماشے دیکھے[241]

گند دنیا کی محبت تو روز روز بڑھے
مگر اصلاح کی فکروں کے جنازے دیکھے

مسجد و مدرسہ خانقاہ کا جو سنگم تھا شبیرؔ
اپنوں کے ہاتھوں سے اس کے ہوتے ٹکڑے دیکھے[242]

تقابل

کیا عشقِ لیلیٰ زیادہ ہو اور عشق مولا کم رہے
فارمولا ہو جس کا یہ اس کے عقل پہ ماتم رہے

یہ دنیا جو چند روزہ ہے اس پر مر مٹنا کیسا ہے
آخر کی طلب جو اصلی ہے دل میں وہ کالعدم رہے

دنیا کو حقیقت سمجھا ہے اور جنت کو اک افسانہ
اب دل پر کچھ ہم رحم کریں کب تک یہ ظلم و ستم رہے

لوگوں میں نمازی اور اندر دنیا کی محبت خوب بھری
ظاہر میں سجدے میں ہیں مگر جو دل ہے اس میں صنم رہے

آخر کی دنیا باقی ہے اور خیر بھی ہے رب کہتا ہے
جس میں عقل کی رتی بھی ہو اس پر ہی محکم رہے

شیطان اور نفس کے ہاتھوں میں کب تک کھیلوں گا میں شبیرؔ
اب اٹھ، کچھ کر لے کب تلک دل میں صرف بس غم رہے

ایک آرزو

کاش دل میں جو ہے وہ سب قلم پہ آجائے
دلِ مجذوب جذب کا راستہ دکھا جائے

اپنے محبوب کی ایک ایک ادا جانوں خوب
غیر کی ساری ادائیں یہ علم کھا جائے

دلِ بیدار کی آنکھوں سے اسے دیکھوگے تو
سب سمجھ آئے اگر یہ کوئی سمجھا جائے

ایک خواہشات کی محفل اک ذاکرین کی ہے
باہمی دست و گریبان اس کو پاجائے

دل عاشق کو اتارا ہے اکھاڑے میں یہاں
کاش عشق کا شعلہ نفس کے زور کو جلا جائے

نفس کو باندھ یہ باندھنے میں بھلا رہتا ہے
عشق کا ہار مگر دل کو تو پہنا جائے

ہر ادا اپنی تو سرشار ِسنت کرلے شبیر
ہر ادا حسنِ ازل کو پھر تری بھا جائے

محبوب کی ادائیں

اپنے محبوب کے محبوب کی ادائیں تُو جان
تو اس کا چاہنے والا ہے تو خود کو پہچان
اپنا دل اس پہ فدا کرلے تو پھر دل کی سن
وہ تجھے جو کہے وہ حق ہے تُو پھر اس کی مان

نفس کا مقابلہ

ارادہ تیرا اس کے ہونے کا، ہوا تو دے دیا سہارا تجھے
چلنا اس کی طرف ہوا آسان اور یوں چلانے لگا پیارا تجھے
اب تو سنبھل مقابلے کا ہے وقت پیٹھ دکھانا نہیں ہے نفس کو سن
جو کہ مطلوبِ زیست ہے اس کے لیے اس اکھاڑے میں ہے اتارا تجھے

دانا بصورتِ دیوانہ

وہ دانا ہے اصل میں جو ترا دیوانہ بن جائے
لٹائے چشم سے اور اس کا دل میخانہ بن جائے

وہ خوشبو یار کی محفل میں پھیلاتا رہے ایسا
کہ جس سے مست ہو کر کوئی بھی مستانہ بن جائے

دل اس کا ہو کمان اور چشم اس کے تیر پھینکے یوں
کہ جو دیکھے اسے اس تیر کا نشانہ بن جائے

جدارِ عشق کے اس پار ہے خلدِ بریں موجود
شمع روشن ہے عشق کا کوئی بھی پروانہ بن جائے[243]

شبیرؔ رکنا نہیں نظریں لگی ہیں تیری ساغر پر
وصل کے واسطے شاید یہ غزل پیمانہ بن جائے[244]

چشتیہ نسبت

جلنا پروانے نے ہم سے سیکھا اور ہمیں دیکھ کے پگھلی شمع بھی ہے
پھول نے ہم کو دیکھ کے پھاڑ دیئے کپڑے اپنے یہی دیوانگی ہے

سب حسینوں نے حسن ان سے لیا میرا محبوب ہو پھر کتنا حسین
آگے پھر سوچنا ممکن ہی نہیں آگے حیرانگی ہی حیرانگی ہے

دنیا سو بھیس بدل کے آئے آگے عاشق کے ہو ذلیل رسوا
جس کے دل میں ہو یاد یار کی بس اس کی آنکھوں کے سامنے یار ہی ہے

علم دولت ہے لازوال مگر گر اُس کے حسن کا دیوانہ نہ ہو
نفس اس کو بھی جال میں لے لے بات کچھ اس کی یوں نشیلی ہے

جو عبادت پہ اپنی نازاں ہے عشق کی اس کو ہوا لگی ہی نہیں
کیونکہ عاشق کا ناز صرف اور صرف زلفِ معشوق کی اسیری ہے

دیکھ شیطان تھا عابد عالم اور عارف بھی مگر بچ نہ سکا
دیکھ اس عشق کے بنا نفس کی کتنی مضبوط دادا گیری ہے

نفس کی چال بہت سخت ہے مگر عشق کے سامنے اس کی نہ چلے
عشق کے سامنے کوئی آئے کیسے یہ تو سوچو مجال کس کی ہے

عقل بھی نفس آلودہ ہو اگر نفس کا شر نظر نہ آئے اسے
عقل خاموش سامنے ہو شبیرؔ جس کا بھی عشق عشقِ حقیقی ہے

مدرسہ اور خانقاہ

ماضی میں بزرگوں کی جب خانقاہیں تھیں موجود
تھے مدرسے اور ساتھ تربیت گاہیں تھیں موجود
آج مدرسہ تو ہے مگرخانقاہ ہے اجنبی
کیوں ختم ہوں اصلاح کی جو راہیں تھیں موجود

علم و ذکر کے مراکز

ہیں مدرسہ خانقاہ علم و ذکر کے مراکز
ان دونوں کا سنگم بلاشبہ سمجھو جائز
تعلیم مدرسے سے ہو حاصل ہے ضروری
خانقاہ میں پھر احسانی کیفیت پہ ہو فائز

دل کی اصلاح

دل کی دنیا اگر بدل جائے
پھر آخرت کا کام چل جائے

دل ہے بادشاہ سارے اعضاء محکوم
سلطنت اس کی پھر سنبھل جائے

سارے پھر حکم شریعت پہ چلیں
صدرِ شیطاں پہ مونگ دل جائے

غیر محرم کو آنکھ دیکھ نہ سکے
اور شر کان کا بھی ٹل جائے

اور زباں سوچ سوچ کر بولے
سارا گند ذہن سے نکل جائے

نفس ہو تیار مجاہدے کے لیے
اور اس کے شر کا پر بھی جل جائے

حالتِ دل پہ فیصلہ ہے شبیرؔ
جو بھی میزان میں عمل جائے

نفسِ امارہ اور دل

نفسِ امارہ کا جب دل کبھی اثر لے لے
عقل پھر حصہ اس میں ساتھ برابر لے لے
پھر وساوسِ شیطانی کا یہ غلام بن کر
خیر کو چھوڑ کر خوب ہر طرف سے شر لے لے

الہام رحمانی

جن کے دل اللہ کے جانب ہی مائل ہوتے ہیں
دور ہوں جب جو درمیاں میں حائل ہوتے ہیں
ان کے دل خود ہی پھر اللہ سے وصول کرتے ہیں
ایسے الہام جو ان کے دل پہ نازل ہوتے ہیں

اصلاحِ نفس

سات قسموں کے بعداللہ نے ایک بات کہی
نفس کو الہام کیا فجور اور تقویٰ بھی

اور پھر جزم سے تشدید سے اعلان کیا
جو کرے نفس اپنا پاک ہے کامیاب وہی

جو بدنصیب زندگی میں ایسا کر نہ سکے
توتباہ حال ہے خائب ہے اور خاسر ہے یہی

اس کی تشدید سے اصلاح نفس فرض ہوئی
نفس کی اصلاح کے بغیر کام نہیں ٹھیک کوئی

دیکھ شیطان کو بھی نفس نے دھوکہ ہے دیا
منطقی بحث جو اللہ سے ظالم نے کی

اک طرف حکم خدا ہے براہ راست اس کو
اک طرف علتوں کی بات اور یہ کج بحثی

نفس کی اصلاح نہیں ہوتی مجاہدے کے بغیر
دل ہے ڈرائیور اپنی منزل کا اور نفس گاڑی

نفس جب تک تم اپنے شیخ کے حوالے نہ کرو
اس کی اصلاح کسی صورت بھی نہیں ہے ہوتی

جو ترا نفس کرے تجویز مجاہدہ وہ نہیں
مجاہدہ مخالفت ہے نفس کی بھائی

جو ترا شیخ کہے نفس کو گوارا وہ نہ ہو
مجاہدہ ہے یہی اس میں ہے اصلاح تیری

یہ قال سے حال کا لمبا سفر ہو کیسے طے
نفس پامال کرو پیش ِشیخ کامل ہی

خدا کو پیار اس اخلاص پہ آجاتا ہے
جس نے شبیرؔ کیا یہ، فلاح اس کو ملی

معرفتِ الٰہی

ذات میں غور تو ممکن ہی نہیں ہاں مگر اس کی کچھ صفات سمجھیں
اس کی دنیائے خلق کو دیکھیں اور کچھ اس کی کائنات سمجھیں

ہر طرف وہ ہی نظر آتے ہیں اپنے تخلیق کے پردوں میں چھپے
اپنے اندر بھی ذرا غور کرلیں اور کچھ اپنی نفسیات سمجھیں

لوگ تحقیق بہت کرتے ہیں پر نتائج میں غلطیاں کرکے
ڈھونڈنے والا ہو نمایاں اس میں اس سے ہم اصل کیا حالات سمجھیں

جو بنا تا ہے اس کا ذکر نہ ہو ان ہی تخلیق کے شہہ پاروں میں
جس وجہ سے ہے یہ غلطی ممکن آیئے ایسے خیالات سمجھیں

فکر اچھی ہے مگر ذکر کے ساتھ ذکر ہے یاد اس کے صانع کی
اس سے کھل جائیں غلطیاں اپنی اب سمجھنا ہے یہی بات سمجھیں

اس سے مل جائے معرفت اس کی وہ تو سبحان ہے اور ہم عاجز
اس کی تخلیق میں باطل ہی نہیں ہم اگر اس کی تخلیقات سمجھیں

آگے تخلیق نار کی بھی ہے اس کے وجود سے انکار نہیں
ہم کو اللہ اس سے محفوظ کرے یہی تحقیق کی مناجات سمجھیں

فکر جس کی ہو ذکر سے ماخوذ اس سے مل جائے معرفت اس کی
بس یہی لوگ اولو الالباب ہی ہیں پھر آگے ان کے مقامات سمجھیں

فکر جس کی بغیر ذکر کے ہو یہ عیاشی ہے ذہن کی بس فقط
یہ شہرتوں کے سمندر میں ہیں غرق ان بے چاروں کی یہ اوقات سمجھیں

فانی دنیا کے لیے چھوڑدیا جو تھا لافانی فائدہ اس کا
حشر میں ان کی پھر زبانوں پر ہائے افسوس اور ہیہات سمجھیں

تو بھی ان میں تھا مختلف ہوگیا ،وجہ اس کی تو کوئی ہوگی شبیرؔ
مختصر یہ خدا کا فضل ہی ہے اور بزرگوں کی برکات سمجھیں

کیا مقصود ہے؟

اپنا مقصود بزرگی نہیں ہے
بڑا ہونا کامیابی نہیں ہے
صرف یہ ہو کہ ہم گناہ نہ کریں
کہ اجازت بالکل اس کی نہیں ہے

خود آگاہی

خود اپنے آپ پہ کرتے ہیں ہم ظلم اس پر وہ روٹھ جاتے ہیں
پھر اگر ان سے معافی مانگیں معاف کر کے پھر اپناتے ہیں

روٹھنا بھی ان کا ہمارے لیے پھر ہمارے لیے ہی مان جانا
اس طرح روٹھ روٹھ جانے سے اور پھر ماننے سے بچاتے ہیں

کتنے پہلے سے ہم تھے یاد اس کو پوری کرلیں ضرورتیں اپنی
اور پھر جس کی ضرورت ہو ہمیں خود سے پھر خود ہی دے دلاتے ہیں

تھوڑی تکلیف اگر دے دیں ہمیں تا کہ کچھ اور اس سے دے جائیں
بے سمجھ ہم کہاں سمجھ پائیں جانے کیا کیسے منہ بناتے ہیں

اس طرح نعمتیں ہمیں جو ملیں کاش کچھ اس کا ہو ادراک ہمیں
وہ تو جب شکر اس پہ کرتے ہیں نعمتیں اور بھی بڑھاتے ہیں

دل کو اب کھول روشنی کو دیکھ وہ جو قرآن سے آتی ہے رہی
دل کی کانوں سے ذرا سن تو سہی اس میں آیات جو سناتے ہیں

دیکھ ہم کو فضل سے کتنا عظیم جو رسولوں میں تھا وہ دے ہے دیا
کتنے محبوب طریقے ہیں اسے جو کہ سنت میں ان کی پاتے ہیں

کاش کوئی ہو جو یہ سمجھائے کتنا رب ہم پہ مہربان ہے یہاں
کتنا خوش ہوتا ہم سے ہے وہ شبیرؔ جس وقت ہم اسے مناتے ہیں

شہوات اور تقویٰ

ہیں یہ دنیا کی خواہشات خس و خاشاک کی طرح
حمام تقویٰ ہے روشن ان سے یہ سوچ ذرا
اندھا کہہ دے کہ میں بد نظری نہیں کرتا کبھی
کیا ہے بس ان سے ہی معلوم ہو کھوٹا اور کھرا

تواضع اور شکر

ان کے قدموں میں آکے پڑجائیں
رفعتوں پر مزید چڑھ جائیں

شکر جب نعمتوں پہ حاصل ہو
نعمتیں پھر مزید بڑھ جائیں

کیسا ہے؟

جو بات ہو سچی اور پکی تو اس کا بتانا کیسا ہے
کمزور بھی ہوں محتاج بھی ہوں تو جان چھڑانا کیسا ہے

جب ظلم خود پر کر لیں ہم اس پر ہم سے وہ روٹھے تو
احساس اگر کچھ ہوجائے روٹھے کو منانا کیسا ہے

وہ ہم سے تو کچھ مانگے نہیں اس پر بھی دینا چاہتا ہو
تو اس کے سامنے سوچ ذرا پھر خودکو جھکانا کیسا ہے

وہ آئندہ کی تکلیفوں سے ہم کو بچانا جو چاہیں
تو ان کی مان کر رو رو کر پھر خود کوبچانا کیسا ہے

جو دشمن ہے ہم ساروں کا وہ دور کرے اس سے ہم کو
تو بھاگ کر اس کے پہلو میں پھر خود کو لانا کیسا ہے

ہم ٹسوے چند بہائیں جب اور اس پر بھی وہ مانے جب
تو اس کے در پر رو رو کر آنسو بہانا کیسا ہے

ہم اس کے سامنے پڑ جائیں تو اس کے جواب میں تر جائیں
تو اس کے سامنے پڑجانے سے یوں تر جانا کیسا ہے

دشمن چھوڑے ہم کو نہیں اور نفس اپنا مانے نہیں
اس بگڑے نفس کو پھر شبیرؔ تربیت دلانا کیسا ہے

نور اور ظلمت

نور آنے ہی سے ظلمت بھاگے
علم آنے سے جہالت بھاگے
دل ہو بیدار نور پر نور ہو
دل سے دنیا کی محبت بھاگے

دوست اور دشمن

اللہ کی بات جو مانتے نہیں ہیں
اس کا نقصان جانتے نہیں ہیں
دشمن کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں وہ
اور اپنے دوست پہچانتے نہیں ہیں

داستانِ زوال

حسن کی دنیا سر راہ لٹ رہی ہے آج
یہ بے حسی کی ہوا کیسے اب چلی ہے آج

نفس نے حسن کا سنگھار کیا ہے آج خوب
عقل ایمانی کی میت بھی یہ پڑی ہے آج

قہقہے کھوکھلے ہر سمت سنے جاتے ہیں
دلوں کی دنیا پہ ویرانی سی چھائی ہے آج

نعمت ہر ایک ذریعہ خدا کے شکر کا ہے
ان نعمتوں کا تقاضا شکر کا بھی ہے آج

ہم شہوتوں کی ہی دنیا میں ڈوبے جاتے ہیں
دلوں کی دنیا اس کی ذکر سے خالی ہے آج

عشق سینے سے لگا لینا اس کی ذکر کے ساتھ
نفس کو شبیرؔ دے لگام یہ باغی ہے آج

رنگینی میں سنگینی

یہ مناظر یہ آوازیں یہ رنگینی یہ شباب
تھام لے دل کہیں ہو نہ اس میں جاؤ خراب

ہر ایک پتہ اس کی یاد کا پتا دیتا ہے
بشرطیکہ ترے دل میں اس کی یاد ہو جناب

یہ اپنی آنکھیں ،اپنے کان و زبان دیکھ لینا
ہیں کسی اور کے جو دینا پڑے گا ان کا حساب

اب تو تو محو خواب غفلت دنیا ہے یہاں
خود سے ہی جاگ ورنہ تجھ کو جگا لے گا عذاب

دل پہ ضربوں سے دستکوں کا عمل تیز کرلے
سوتا رہنا نہیں ہے سخت کہ ہے اس کا عتاب

یہ مزے دنیا کے جنت کے مزوں کی ہے خبر
تجھ پہ کھل جائے شبیرؔ اصلی مزوں کا آب و تاب

جانا پڑے گا

جو آیا ہے اسے جانا پڑے گا
سبق خود کو یہ سکھانا پڑے گا

یہ دنیا آنی جانی ہے سمجھ لے
یہ اپنے نفس کو سمجھانا پڑے گا

جو گند دنیا کی دل میں ہے پڑا تو
اسے دل سے نکلوانا پڑے گا

چڑھایا خود کو جو تو نے ہے اب تک
تو اب خود کو اتروانا پڑے گا

نفس آزاد کا جو باگ ہے اب
کسی کے ہاتھ میں دلوانا پڑے گا

یہاں رولے شبیرؔ ہنس لے وہاں پر
وگرنہ اس جہاں رونا پڑے گا

داستانِ بے بسی

سمجھ میں آجائے اے کاش شاعری میری
ورنہ ہے سامنے اپنی تو بے بسی میری

کس طرح روح کی آواز میں پہنچادوں انہیں
جس نے کانوں سے گو غزل تو ہے سنی میری

دل کی آواز دل کے کان ہی سن پاتے ہیں
نہ رکاوٹ بنے کہیں اس میں کمی میری

نفس و شیطان کہاں ان کو یہ سننے دیں گے
جو نہ چاہے تو سنے بات وہ کیسی میری

بس دعا ہے کہ اب شبیرؔ کی مدد ہو خدا
گو کامیاب نہ ہو کوشش ہے اک سہی میری

لا الہ الا اللہ

زبان پہ جاری رہے لا الہ الا اللہ
نہیں میرا کوئی مقصود مگر ایک خدا

میرا سب کچھ خدا کے واسطے ہو میں بھی ساتھ
مگر ہو کیسے ؟ سکھائے یہ محمد مصطفیٰ ﷺ

جب محمد ﷺ کا طریقہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
اور خدا کے لیے نہ ہو یہ تو پھر کیا رہا

اسے طریقِ محمد ﷺ ہی چاہیے ہے فقط
راستے بند ہیں سبھی صرف یہی ہے راستہ کھلا

ہو محبت خدا کی دل میں مجتبیٰ کی طرح
کہ اتباع ہی سے اس کے بنیں گے ہم مجتبیٰ

دل کو خالی کرو دنیا سے شبیرؔ بالکل ہی
دل میں دنیا کی طلب ہو تو وہ نہیں آتا

بہت

فضل اس کا ہے بے حساب بہت
اپنی حالت گو ہے خراب بہت

بار بار کرتا میں گڑ بڑ تو ہوں
اس سے ہوتی ہے پیچ تاب بہت

جب اس کے در کی طرف دیکھتا ہوں
کرم اس کا ہے لاجواب بہت

ہاں اس کی حلم پہ جرأت بھی نہ ہو
کیونکہ ہے سخت اس کا عذاب بہت

خوف اور امید کے درمیان ہوں شبیرؔ
صحیح طریق ہے یہ جناب بہت

ذوقِ اعلیٰ

دل کی دنیا کی بات اور ہی ہے
عشقِ اعلیٰ کی بات اور ہی ہے

فکرِ دنیا میں لوگ غرق ہیں سب
فکرِ عقبیٰ کی بات اور ہی ہے

جانتا ہوں شراب ہوگی لذیذ
عشق کے مینا کی بات اور ہی ہے

جس کو حاصل ہو فقر کی شاہی
اس ارتقا کی بات اور ہی ہے

دل پہ جم جائے یار کے یار کا
اُس نقشِ پا کی بات اور ہی ہے

میں اس کی یاد میں آجاؤں شبیرؔ
ذکرِ مولیٰ کی بات اور ہی ہے

عشاق کا اجتماع

سوختہ دل اس کی محبت میں جمع ہوتے ہیں جب
ایک ہی فکر میں مشغول ہو کے روتے ہیں سب

دل کی دنیا کی ہوں باتیں اوراس کی یاد بھی ہو
دوسری دنیا کی جو فرصت ہے ان کو ہوتی ہے کب

نظر اس پر لبِ گریان دل عشق سے سرشار
مانگتے ایسے ہیں ہوتے ہیں جیسے جان بلب

شور اذکار کا پر لطف نظارہ بھی ہو
دل جلا جاتا ہے ہوتا ہے مگر پاسِ ادب

پاس ان کے جو ہیں بیٹھے وہ بھی محروم نہیں
ڈھونڈ شبیرؔ انہیں بغیر کسی نام و نسب

یہ یوں ہی جلتے رہتے ہیں

پگھلنا ہے مقدر میں یہ یوں ہی جلتے رہتے ہیں
کہ عاشق اپنے محبوبوں پہ ہر دم مر تے رہتے ہیں

یہ آنکھیں کیسی ان کی ہیں کہ نہریں ان سے جاری ہیں
کسی کی یاد میں وہ ٹھنڈی آہیں بھرتے رہتے ہیں

یہ کیسی بات ہے ان کی کہ ہر پل ان سے ملتے ہیں
جدائی کی مگر شکوہ برابر کرتے رہتے ہیں

سکوں طاری ہے ظاہر میں مگر طوفان ہے اندر
کہ ہوسکتا ہے کچھ بھی اس سے ہر دم ڈرتے رہتے ہیں

یہ دھوتے رہتے ہیں دل کو جب آنسو بہتے ہیں ان کی
زبانِ حال سے یوں عشق کا دم بھرتے رہتے ہیں

مقام جانے گا ان کا کیا کوئی شبیرؔ دیکھونا
یہ دوست کا راز رکھنے کے لئے سنبھلتے رہتے ہیں

دنیا کی یا اس کی محبت

پائے دنیا سے بھی وفا کوئی
مجھ کو ایسا نہیں ملا کوئی

اس کے ہاں کتنی قدردانی ہے
اس پہ ہوجائے تو فدا کوئی

اس کے غم نے کیا ہے سب کچھ صاف
جیسے اب غم نہیں رہا کوئی

اس کے در پر میں رکھوں اپنا سر
پھر کہوں اور کرے کیا کوئی

واسطے اس کے ہی ہم آئے ہیں
کرے نہ کام یہ بھی بھلا کوئی

اس پہ پڑ کر ہی نظر پاک ہوئی
اثر اس کا جو ہے جدا کوئی

میں زباں پر نہ اس کا نام لوں کیوں
کچھ ہو اس کا بھی حق ادا کوئی

دل سے دیکھوں شبیرؔ میں اس کی طرف
اور تو بس کام نہ ہو مرا کوئی

دنیا کیا ہے؟

یہ جو دنیا ہے ہے محنت کی جگہ
اچھے کاموں کی ہے ہمت کی جگہ
مزے یہاں کہاں! وہاں ہیں صرف
یہ تو ہے بس استقامت کی جگہ

دنیا کی محبت

ہے جڑ سب خطاؤں کی یہ دنیا کی محبت
کنجی ہر سعادت کی ہے اللہ کی محبت
دنیا کی محبت کا گلا گھونٹ دے شبیر
راسخ ہو دل میں تیرے پھر خدا کی محبت

تصورِ شیخ

نظر آئے شیخ جب تجھے سوچتا ہوں
تو یاد آئے اس کو جو میں دیکھتا ہوں

مرا شیخ مجھ کو تجھی سے ملا دے
میں عاشق ہوں تیرا تجھ ہی کو میں چاہوں

مرا شیخ مجھے دیکھ کر مسکرائے
ہو خوش دیکھ کر یہ کہ میں بھی ترا ہوں

یہ دل کا تعلق ہی ہے اس کے دل سے
جدھر بھی وہ جائے تو میں بھی وہاں ہوں

میں ان میں فنا ہو کے تجھ ہی کو دیکھوں
کہ نقش قدم پہ میں ان کی چلا ہوں

محبت میں شیخ کے ہوا تیرا شبیر
فنا ہو کے اس میں میں تجھ پر مٹا ہوں

ایک چسک

ذکر سے تیری زباں میری ہمیشہ رہے تر
اور ترے در پہ خدایا پڑا رہے مرا سر

اپنا دل تجھ کو خدا یا میں اس میں پیش کروں
اور اس کے نور سے روشن ہو مرا قلب و نظر

میں تجھ کو یاد کروں اور خود کو بھول جاؤں
جمگا اٹھے تیری یاد سے مرے شام و سحر

شوق سے پڑھتا رہوں تیرا الٰہی میں کلام
اور مرا دل ہو ہمیشہ یا الٰہی ترا گھر

لمحہ لمحہ اور بال بال پیسہ پیسہ مرا
کروں قرباں میں ترے واسطے پھروں نگر نگر

آنکھ کان اور زباں میں حیا شبیرؔ کے ہو
قلب پر نور ہو مرا اور زباں پہ ہو اثر

تہجد

تہجد میں مانگو یہ وقت قیمتی ہے
کہ اس وقت مانگنے کی دعوت جو دی ہے
جو تنگ ہو مرض سے ہو بیمار کوئی
کہیں بھی نہ ہو اس کی گر اشک شوئی
تہجد کے بعد گڑ گڑا کے تو مانگیں
کہ کتنوں کو راحت اسی سے ملی ہے
جو وقت دینے کا کوئی خود ہی بتائے
تو کیوں کوئی سائل نہ لینے پہ آئے
جو فرمایا خود ہے کہ ہے کوئی سائل
تو اس وقت مانگنا طریقہ صحیح ہے
ہوں سوئے ہوئے سارے تو ان میں جاگے
تو جو کامیابی ہے ہو تیرے آگے
تجھے پیارے رب نے کہا اٹھنے کو ہے
تو چھوڑے یہ نعمت یہ کیا سادگی ہے
تعلق خدا سے تو اس میں بنادو
جہنم کی آگ سے تو خود کو بچا لو
ہمارے مسائل کا حل اس میں پنہاں
تقاضا محبت کی شبیرؔ بھی ہے
تہجد میں مانگو یہ وقت قیمتی ہے
کہ اس وقت مانگنے کی دعوت جو دی ہے

وقت آئے گا

وقت آئے گا یہاں سے ہمیں جانا ہوگا
جو کیا ہوگا یہاں، واں پہ وہ پانا ہوگا

ایک ایک بات ہماری یاں لکھی جاتی ہے
ان پہ سب فیصلے ہونے کا زمانہ ہوگا

اپنا دل دنیا کی چیزوں میں نہ گھسا اتنا
ہوگی مشکل ان سے جب دل کو ہٹانا ہوگا

دولت اور اہل عیال سب یہاں رہ جائیں گے
ایک عمل ہی ہے جو کہ شانہ بہ شانہ ہوگا

کچھ ہوں گے لوگ جن پہ سختی کے حالات ہوں گے
اور بعض کیلئے منظر اک سہانا ہوگا

اپنے محبوب کا دیدار بھی ممکن ہے وہاں
واسطے اس کے جس نے حکم یاں مانا ہوگا

چاہیں گر ہم کہ شفاعت نبی کی ہووے نصیب
ان کی اُسوہ پہ خود کو دل سے یاں لانا ہوگا

علمِ نافع پہ ہو نصیب حسنِ عمل اے شبیرؔ
کہے قبول ہے جب ہم کو بلانا ہوگا

ریٹائرمنٹ

دنیا سے جانے کی ریہرسل ہے سروس سے یہ ریٹائرمنٹ اپنی
وقت پورا کرنے پہ خیریت سے دیتی پنشن ہے گورنمنٹ اپنی
یہ تو آرام سے جانا ہے کہ تو یہ جانتا ہے کہ کب جانا ہے
جانا دنیا سے اچانک ہوگا پوری کر اس سے کمٹمنٹ اپنی

چند حقیقتیں

پھول کے ساتھ تو کانٹا بھی لگا ہوتا ہے
خوشی کے پیچھے کبھی غم بھی چھپا ہوتا ہے

نہ دیکھو یہ کبھی بھولے سے بھی کہ کیا نہ ملا
ہے کامیاب جس نے شکر کیا ہوتا ہے

شکر کر شکر کہ ہوں اور نعمتیں زیادہ
ناشکری سے بھلا کس کا بھلا ہوتا ہے

جو ہو راضی برضا اس کی کامیاب ہے وہ
ان ہی کو اس نے تو آغوش میں لیا ہوتا ہے[245]

زندگی بھر ہو ترا کام اس کو یاد کرنا
سکون قلب اس نے اس میں رکھا ہوتا ہے

چھوڑ دو اپنی خواہشات وہی چاہ تو بھی
جو وہ چاہتا ہے تو پھر دیکھ کیا ہوتا ہے[246]

کر نظر اپنے عمل پر کیا بندگی ہے یہی
جو ہو بندہ تو وہ آقاپہ مٹا ہوتا ہے

ابتلاء اور محبت یہ ہے لازم ملزوم
عشق عمارت ہے تو دروازہ فنا ہوتا ہے[247]

وصل چاہتے ہو تو پھر دیکھو واصلین [248] کے دل
وہ واصلین کے شبیرؔ دل میں بسا ہوتا ہے

مصیبت میں رحمت

جب مصائب کا دور آجائے
اناللہ تو بھی کہ پائے
انا الیہ راجعون بھی پڑھ
سایہ رحمت کا تجھ پہ چھا جائے

کیفِ ذکر

دل میں ہے جوش بپا فیضِ ذکر کا ہے ظہور[249]
میں بیاں کیسے کروں دل میں ہے کیا کیف و سرور

لاالہ دل سے کہوں دل ہو غیر سے خالی[250]
اورالااللہ سے دل میں مرے ہو نور ہی نور[251]

پھر الا اللہ سے میں دل کو کہوں وہ ہی ہے[252]
تب دل سے اس کی سنوں ہو یہ مرا کوہِ طور[253]

ضرب اللہُ اللہ کی لگائی دل پہ میں نے
د ل میں جو غیر تھا باقی وہ ہوا چکنا چور[254]

دل میں جب بھی کیا ہے یاداسے ،پیار ملا[255]
سرورِ دل ملا ہم سے ہے اس کو پیار ضرور[256]

خوفِ گناہ ہے مگر فضل کی امید بھی ہے[257]
کہ مرا رب بڑا کریم ہے بڑا ہی غفور

دل کو کر تربتر خوشبو سے اب تو اپنا شبیر[258]
درود شوق سے پڑھ ،ہے رئیسِ کل عطور[259]

شیخ کا تصور

ہم تصور میں شیخ کو دیکھیں اور شیخ کے فیض سے ملے ہم کو خدا
شرک کیسے یہ تصور ہے کہ اس سے کیا ہوتے ہیں خدا سے جدا

یہ تو اک پل ہے جس پہ ہم گزر کے آگے پاجائیں منزلِ مقصود
شیخ کا کام ہے ملانا اس سے فرض اپنا کرتے ہیں وہ اس سے ادا

ہاں مگر جس میں احتیاط نہیں، نہیں جائز اسے تصور یہ
ممکن ہے اس کے منہ سے نکلے کبھی غیب میں بصیغۂ حاضر کچھ ندا

اس لئے اپنے بزرگ دیتے نہیں یہ تصور عوام کو آج کل
کسی ناسمجھ کے کلام سے نہ ہو کوئی لفظ شرک کا کبھی ہویدا

ہاں مگر خود بخود کسی کو ملے اس کو روکتے بھی نہیں اس سے کہ
اپنی نعمت کی لاج رکھتے ہیں وہ شبیرؔ اس کی یہ عادت ہے سدا

توبہ

یاالٰہی مری توبہ قبول کرلینا
خراب حال ہے میرا اسے سنور لینا

ہو تیرا فضل تو توبہ پہ رہوں میں قائم
مرے دامن کو اپنے فضل سے توبھر لینا

مری آنکھوں کو حیا اب نصیب ہوجائے
نصیب دل کو ہو ہر خیر سے اثر لینا

مرے اب کان جو جائز ہو سنے صرف وہی
نہ غیبتوں، کانا پھوسی کا کوئی شر لینا

اور زبان میری ترے ذکر سے تر رہتی رہے
کہ دائمی ہو ترا نام برابر لینا

سستی میں چھوڑ دوں چستی سے کروں کام سارے
نصیب شبیرؔ کو ہو نفس کی خبر لینا

خدا کیلئے میں خدا چاہتا ہوں

نہ آہ چاہتا ہوں نہ واہ چاہتا ہوں
خدا کیلئے میں خدا چاہتا ہوں

اسی کا میں بندہ اسی سے میں مانگوں
اسی سے مدد ہر جگہ چاہتا ہوں

اسی نے عطا کی ہے ایماں کی دولت
اسی سے ہی اس کی بقاء چاہتا ہوں

ھدایت کا طالب میں اسکے حضور ہوں
جو سیدھی ہوبالکل وہ راہ چاہتا ہوں

اگرچہ میں عصیاں کی گرد سے اٹا ہوں
میں اس سے کرم کی نگاہ چاہتا ہوں

نہ کھینچیں مجھے دوسری بھول بھلیاں
طریقِ محمد ﷺ صفا چاہتا ہوں

نہ جبہ نہ قبا نہ دستار بندی
جو مقبول ہو وہ ادا چاہتا ہوں

میں اس کی محبت کی دولت کا طالب
اسی کو ہے معلوم کیا چاہتا ہوں

خدایا مجھے اب تو اپنا بنا دے
خدایا میں تیری رضا چاہتا ہوں

کرم کر کرم کر کریموں کے خالق
کرم کی نظر میں سدا چاہتا ہوں

میں صدقِ صدیق ؓ اور عمرؓ کی فراست
اور عثمانؓ کی جود و سخاچاہتا ہوں

علیؓ کی شجاعت سے حصہ میں پاؤں
حسنؓ کا طریقِ وفا چاہتا ہوں

میں شبیرؔ سجدۂ شبیرؓ نہ بھولوں
ترے واسطے ہونا فدا چاہتا ہوں

جو سوچا یہ دل میں کہ کیا چاہئے؟

نہ تسخیر ارض و سما چاہئے
نہ دستار و جبہ قبا چاہئے

جو سوچا یہ دل میں کہ کیا چاہئے؟
جواب آیا اس کی رضا چاہئے

جو چاہوں یہاں اسکی چاہت سے چاہوں
خدا کیلئے ہی خدا چاہئے

میں اللہ کا بندہ ہاں اللہ کا بندہ
جو مقبول ہو وہ ادا چاہئے

کرم کی نظر کا طلبگار ہوں
مجھے یہ ملے یہ دعا چاہئے

کروں یاد اس کو رہوں اس کو یاد
رہے یاد وہ ، یہ سدا چاہئے

جو محبوب میرا ہے اس کا بھی ہے
تو کیوں دل نہ اس پر فدا چاہئے

ہوں لاکھوں درودوسلام اس پہ کہ
یہاں سے بھی کچھ تو وفا چاہئے

قیامت کے دن بارے شبیرؔ کے
اشارہ کرے ہے مرا چاہئے

چاہت

ایک اس کی ہے اک مری چاہت
مجھ کو مطلوب ہے اس کی چاہت
مہرباں مجھ پہ مجھ سے زیادہ ہے جب
کیوں نہ چاہوں میں اس کی ہی چاہت

چار چیزوں پہ جنت

جو بھی سلام کو پھیلاتا ہے
اور کھانا بھی وہ کھلاتا ہے
صلہ رحمی کرے تہجد پڑھے
داخل جنت میں کیا جاتا ہے

دہر میں آئے ہیں ہم اسکی محبت کیلئے

محفلِ ناجنس میں ہر گز نہ جانا چاہئے
اس سے بچ جائیں ہمیں یہ گر بھی آنا چاہئے

بس میں جو ہیں ان کو سستی سے نہ چھوڑیں ہم کبھی
اور جو بس میں نہیں ان کی نہ پرواہ چاہئے

وسوسے آنے کی صورت میں نہ ہو کچھ التفات
وسوسے لانے سے ہر صورت میں بچنا چاہئے

معصیت سے بچنا ایسا ہو کہ جیسے زہر سے
سب بدکتے ہیں تو اس سے بھی بدکنا چاہئے

جو ذرائع ہیں تو رکھ ان کو ذرائع کی جگہ
جو مقاصد ہیں انہیں مقصد بنانا چاہئے

کیا ہے کرنا کیا نہیں کرنا بس اس کا علم ہو
اور نامقصود قصوں میں نہ پڑنا چاہئے

ذکر میں مشغول ہو اپنی زبان و دِل ہمیش
اپنے فارغ وقت کو ضائع نہ کرنا چاہئے

دہر میں آئے ہیں ہم اسکی محبت کیلئے
اس درِ مطلوب کو شبیرؔ پانا چاہئے

مفاہیم کی درستگی

چاہیےہے کہ مفاہیم ہوں درست
اور اس کے واسطے تعلیم ہو درست
دل میں تقویٰ کا نور آجائے
بلا شبہ پھر ہر اک سکیم ہو درست

دنیا اور آخرت

دل کبھی دنیا سے لگانا نہیں
اور آخرت کو بھول جانا نہیں
آخرت اچھی ہے اور باقی بھی
پیٹھ اس کو کبھی دکھانا نہیں

پکی باتیں

سمجھنا دین کا موقوف بصیرت پر ہے
اور آگے اس کا حصول نفس کی تربیت پر ہے

سمجھ نہ دیں کی ہو حاصل تو اسی حال میں پھر
بچت موقوف صالحین کی صحبت پر ہے

صحبتِ سوء سے بہتر خلوت از روئے حدیث
صحبتِ نیک کو فوقیت نری خلوت پر ہے

صحبتِ شیخ صالحین کی صحبت کا اصل
اور اس سے اخذ پھر اپنی صلاحیت پر ہے

یہ تو ٹونٹی ہے اسے کھول جتنا چاہے تو
لازماً نفع اس میں شیخ سے محبت پر ہے

اور ہو شیخ سے محبت اور صلاحیت بھی
تو باقی کام منحصر سارا ہمت پر ہے

تین نقطوں کی مستوی سب سے مضبوط تو ہو[260]
فیصلہ اس کا پھر اللہ کی مشیت پر ہے

تمہارا کام تو اسباب جمع کرنا ہے
نتیجہ اس کا پھر ان کی قبولیت پر ہے

در پہ مسببُ الاسباب کے پھر پڑجانا
خود کو چھوڑ، دل کو تو دیکھ، یہ کہ کس حالت پر ہے

جمع اسبابِ دعا کر کہ یہ قبول بھی ہو
یہ ہو قبول یہ مانگنے کی کیفیت پر ہے

نہ سمجھ خود کو کچھ ،ہو اس کی کریمی پہ نظر
نظر کرم کی جو اس کی مسکینیت پر ہے

اور اس سے اچھی امید اس میں لازم ہے
کامیابی پھر بہر حال استقامت پر ہے

ہوں میں شبیرؔ پر امید بھی ان سب کے لیے
طریق میں جن کی نظر ایسی نصیحت پر ہے

الہام ربانی اور الہام شیطانی

دل میں چینل ہے اک الہامِ ربانی کے لئے
دوسرا چینل ہے وساوسِ شیطانی کے لئے
دل ہو ذاکر تو وسوسۂ شیطانی بند ہو
روک کوئی نہ ہو الہامِ رحمانی کے لئے

حبِّ جاہ نہ ہو

چاہیے ہے کہ حبِّ جاہ نہیں ہو
اور کسی قسم کا دعویٰ نہیں ہو
خوف اور امید کے درمیاں ہے ایماں
نتیجتاً کوئی انا نہیں ہو

جس کو کرنا تھا کیا وہ کام کیا؟

کس طرح ہم نے صبح شام کیا؟
جس کو کرنا تھا کیا وہ کام کیا؟

ہر کسی سے یہ پوچھ ہوگی ضرور
وقت کس کام میں تمام کیا

جس کے لینے پہ پابندی ہی نہیں
اپنا نام لینا کتنا عام کیا

عشق کو فسق سمجھتے ہیں لوگ
فسق نے عشق کو بدنام کیا

کامیابی انہیں ہی ملتی ہے
جنہوں نے نفس اپنا رام کیا

آخرت میں وہ ہی کامیاب ہیں بس
جس نے بھی اس کا انتظام کیا

اور اس کی قبولیت کے لیے
پھر دعاؤں کا اہتمام کیا

شبیرؔ دنیا سے بچنے کے لیے
میں نے تو دور سے سلام کیا

ابھی وقت ہے

کرلے کرنا جو ہے ہے وقت ابھی
نہ ملے گا تمہیں یہ وقت پھر کبھی
وقت گزرنے کے بعد ہے ہوتا کیا
ہاتھ ملتے رہتے ہیں پھر لوگ سبھی

حال کو قابو کر

ماضی مستقبل ہیں حجاب مگر
حال ترے پاس ہے اس کو قابو کر
حال میں توبہ گناہوں پہ کریں
اس سے غافل نہ ہو تو لمحہ بھر

جنجال

یہ دنیا جال ہے اس میں بڑا جنجال ہوتا ہے
بھلا جنجال میں یوں بھی کوئی خوشحال ہوتا ہے

جو اس جنجال میں رہ کر وہاں کا سوچ لیتا ہے
تو اس کا موت کے دہلیز پہ استقبال ہوتا ہے

نہ مستقبل کو پکڑیں ہم نہ ہم ماضی کو صرف روئیں
حقیقت میں ہمارے ہاتھ تو بس حال ہوتا ہے

اگر میں قال کو سیکھوں نہ اس میں حال حاصل ہو
تو خالی ہاتھ میرے ہاتھ قیل و قال ہوتا ہے

بس اک وہ دل سلیم اپنا ہمارے کام آئے گا
نہ آئیں کام بیٹے اور نہ وہ جو مال ہوتا ہے

عقیدہ گر صحیح ہو اور اعمال ٹھیک ہوں سارے
حاصل احسان سے تب اعمال میں کمال ہوتا ہے

تو اس احسان کے واسطے پکڑنا شیخ ہوتا ہے
شبیرؔ جس سے اسی نسبت کا انتقال ہوتا ہے

دنیا کیا ہے؟

جو تجھے اللہ سے غافل کرے
حب حق تیرا جو ہے باطل کرے
وہ ہے دنیا اس کے تو درپے نہ ہو
پھر تو خود ہی ساتھ وہ واصل کرے

نفس کا اثر دل پر

نفس ہو بد وہ دل خراب کرے
اس میں داخل شر بے حساب کرے
دل وساوس کا پھر اثر لے لے
لازم اپنے لیے عذاب کرے

ہم آلے ان کے ہاتھ میں ہیں

ہم آلے ان کے ہاتھ میں ہیں وہ کام کرائے جاتے ہیں
کچھ کرنے کی توفیق ہو جب تو ان کو پیچھے پاتے ہیں

وہ کرواناجب چاہیں تو خود ہی سب کچھ ہوتا ہے
ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں بس اسباب وہ خود بناتے ہیں

وہ چاہیں تو ناسمجھوں کو اک آن میں سمجھدار کرے
اور اس کو اپنی جانب سے پھر کیا کیا گر سمجھاتے ہیں

ہے شکر خدا کا بار بار ہے شکر خدا کا بار بار
یہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو ہم جیسوں کو دلواتے ہیں

کیفیت کس پر طاری ہے اور قلم کس کا جاری ہے [261]
یہ فضل بھی ان کا بھاری ہے جو ہم سے یہ کرواتے ہیں

مخلوق ہے ان کا کنبہ اور اس پر مہرباں ہیں وہ
ان کی ہدایت کے واسطے رستے ان کو دکھاتے ہیں

ان کی غضب پر غالب ہے رحمت کی ان کی صفت جب
ان کی غضب کی لہروں کو رحمت کے پردے کھاتے ہیں

ان کی دو انگلیوں میں دل ہر ایک کا ہر دم ہوتا ہے
جس جانب ان کی چاہت ہو وہ دل اسکا گھماتے ہیں

مجھ سا بے ڈھب شاعر کوئی اور ایسا کلام وہ کہہ بیٹھے
یہ ان کا ہی تو کرم ہے شبیرؔ کہ وہ تجھ سے کہلواتے ہیں

علم اور عمل

دنیا بس علم و عمل کا ہے محل
اور جو اچھے ہیں کریں ان کی نقل
علم سے جان لیں کیا کرنا ہے
اور اس پر کریں پھر دل سے عمل

اب

ساری چیزوں کی محبت کو سمیٹوں میں اب
بس اک خدا کی محبت کو ہی رکھوں میں اب

ان سے ہو پیار جو محبوب رکھے اس کو ہی
جو اس کا پیار دلادے اس کو چاہوں میں اب

اس نے مجھ سے بھی جو بے لوث محبت کی ہے
اس پہ بے لوث ہی یہ زندگی واروں میں اب

عشق بے لوث محبت کا صلہ کیا مانگے
جو اس کا حق ہے اس پہ کیا صلہ مانگوں میں اب

جو اس کے پیار میں حائل ہو کوئی چیز بھی اب
مری دشمن ہے اک نظر بھی نہ دیکھوں میں اب

حسنِ فانی اک امتحان ہے اسے کیا دیکھوں
کیا اس کے واسطے حسنِ ازل چھوڑوں میں اب

دل پہ دستک میں اسکے نام کی ہر وقت دے دوں
تو دل میں اور کسی کو بھی نہ لاؤں میں اب

باندھ لوں خود کو حسیں پیار کی رسی سے اسکی
میں صرف اس کو ہی دیکھوں اس کو سنوں میں اب

کفر ہے اس میں جو غافل رہے دل اس سے شبیرؔ
دل کو تب ذکر سے ہر دم ہی جگالوں میں اب

چاہیے

خدا کی محبت مجھے چاہیے
یہی ہم سے بھی تو اسے چاہیے
محبت جو اس کی ہو دل پر رہے
اور اغیار سے دل پرے چاہیے

ایک فکر

حسن اخلاق سے گرے کتنے فسق کے عشق پہ مرنے والے
کتنے محروم ہوگئے حق سے عشق کو فسق سمجھنے والے

حق تو یہ ہے کہ حق کو چھوڑ نہیں اور باطل سے رشتہ جوڑ نہیں
آگ سے بچنا ہو جن کو وہ بنیں فسق سے ہر حال میں بچنے والے

حسنِ فانی پہ دل نہ آئے ترا تو ہے جب حسنِ ازل کے سامنے
جو بھی ہو اس کی اجازت سے ہو جیت جاتے ہیں سنبھلنے والے[262]

خوف و غم سے وہ پریشان ہوں گے آج ڈر سے جو ہیں آزاد اس کے
خوف و غم سے وہاں آزاد ہوں گے اس سے ہر حال میں ڈرنے والے

اپنی آنکھوں کے گرادے پردے آج بے پردہ ہیں کچھ پردہ نشین
دل کی آنکھوں پہ ہے جن کا پردہ وادیٔ شر میں بھٹکنے والے

کاش ان کو بھی کچھ سمجھ ہوتی اس کی ظلمت کا کچھ احساس ہوتا
کچھ عاقبت کا خیال کرلیتے حد سے شبیرؔ نکلنے والے

ایک سوچ

بھلا کیا چیز ہیں تصویریں لوگ ان پر جو مرتے ہیں
کہ ان کے واسطے لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں

یہ اپنے گھر میں رکھنے کے لیے کیا چیز کھوتے ہیں
وہ کھونے سے ہو جب نقصان تو اس پر یہ روتے ہیں

کوئی کتا ہو گھر میں یا کوئی جاندار کی تصویر
ذرا دیکھو بڑی کتنی ہے یہ شیطان کی زنجیر

کہ رحمت کے فرشتے پھر وہاں پر آنہیں سکتے
ہے رحمت ساتھ ان کی جو یہ ہر گز پا نہیں سکتے

تو جوق در جوق پھر شیطان کی افواج آتی ہیں
جو دل میں ڈال کے پھر وسوسے ان کو لڑاتی ہیں

تلاوت ذکر کرتے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوتا
کوئی جذبہ عموماً حق کا پھر پیدا نہیں ہوتا

یہ خود کو دنیائے رحمت سے یوں ہی کاٹ دیتے ہیں
یہ گند شیطانیت کا اس طرح پھر چاٹ لیتے ہیں

یہ پھر معمول ساحر کے لیے آسان ہوتے ہیں
کہ ان کے گھر میں چپے چپے پہ شیطان ہوتے ہیں

اگر ہو ساتھ موسیقی بھی کیوں نہ ان کی بن آئے
توشیطان بھنگڑا ڈالے گھر میں اور یہ خود کو پھنسائے

توگھر میں جنگ ہوتی ہے جو دل پھر تنگ ہوتے ہیں
نرالے شوق ہوتے ہیں نرالے ڈھنگ ہوتے ہیں

گر اس کے ساتھ موجود گھر میں ان کے ہو کوئی ٹی وی
تو یہ ڈبہ تباہی کا محرک ہو ہمیش ان کی

نظر آئے کھلے بندوں ہمیشہ ان میں غیر محرم
اور ان کے ساتھ موسیقی کا شر بھی رہتا ہے ہر دم

تو اندازہ کرو اس سے کیا نقصان ہوگا پھر
جو سٹیرنگ پرہاں ان کے دل جب شیطان ہو گا پھر

وہ ان کے نفس کی شہوات کو مہمیز کردے گا
تو خوب پھر انتقام آدم کا ان کی نسل سے لے گا

یہ دجالی جو آلے ہیں انہیں بس چھوڑدینا ہے
دلوں کا رخ شبیرؔ اب حق کی جانب موڑ لینا ہے

خبردار

رستہ صرف ہے ایک اسے بھول نہ جانا
منزل ہےاپنی ایسی کہ واپس نہیں آنا
خوب دیکھ کے قدم رکھنا پھسلنا بھی ہے ممکن
دشمن بھی سر پہ بیٹھا ہے دھوکہ بھی نہ کھانا

عقل اور جذبات

وقتی جذبہ کوئی انگڑائی سی اگر لے لے[263]
عقل کمزور ہےاس سے اگر اثر لے لے

عقل تسلیم کرے خود سے حقیقت کوئی
دو آتشہ بنے اس کو اگر دل پر لے لے[264]

پھر اسی بات کی تایئد وحی سے بھی ہو
اور پرزور بنے اس کو تو خاص کر لے لے[265]

حسنِ فانی نرے جذبات اور حسنِ ازل
عقل سے ہےیہ اثر جذب سے مگر لے لے[266]

حسنِ فانی تو محض امتحان ہے اپنا
یہ ہے کیا حسنِ ازل سے اگر ٹکر لے لے

جس نے اس حسنِ ازل سے کیا سودا دل کا
وہ اس کے واسطے سبق ایک مختصر لے لے

بہ تقاضائے وفا کوئی تقاضا ہی نہ ہو
ہو نظر اس پہ نام اس کا برابر لے لے

وہ قدردان ہے تو قدر نہ مانگو اس سے
وہ جتنا دے شبیرؔ تو بھی اس قدر لے لے

عاشق

عاشق محبوب کی باتوں میں کرے کیا تاویل
نہ وہ محبوب کو کہتا ہے کہ کریں تسہیل
عشق عقیدت سے کہیں بالا ہی رکھتا ہے مقام
عشق نامراد کی سمجھ میں کہاں ہے قال اور قیل

ذوق و شوق

ذوق و شوق دین نہیں دنیا ہے یہ
دین کا ہو تو پھر اچھا ہے یہ
ختم ہو گر تو یہ مقصود نہیں
کام جاری ہو ابتلا ہے یہ

ایک منصوبہ بندی

کہاں جرأت مری گناہ اپنے شمار کروں
بجائے اس کے میں کیوں نہ استغفار کروں

میں غلطیوں کا ہوں پتلا میں تو انسان ہوں نا
اس طرح رہ کے خود کو اور بھی کیوں خوار کروں

میں اس کا بندہ ہوں بندوں پہ مہربان ہے وہ
اس مہربانی پہ میں کیوں نہ اس سے پیار کروں

فضل اس کا جو ہوسب کچھ مرا ہو ٹھیک فوراً
یہ نہ ہو تو کیا کوشش اگر ہزار کروں

دست بہ دعا ہوں الٰہی فضل مجھ پر فرما
بس ترا بن کے تجھ پہ خود کو میں نثار کروں

کہیں گمراہ نہ بنوں نہ کہیں خود رائے بنوں
میں صرف اور صرف ترے محبوب پہ اعتبار کروں

مجھ کو سنت ترے محبوب کی ہو حاصل ہر دم
موت کے وقت میں شیطاں کو شرمسار کروں

موت کے وقت مجھے کلمہ طیبہ ہو نصیب
ابھی بھی پڑھ میں اس میں کیوں ادھار کروں

تو کہے حشر میں دیکھ کر مجھے میرا ہے شبیرؔ
بابِ جنت پہ پھر میں شکر کا اظہار کروں

منصوبہ زیر نظر

وقت و جاں مال صلاحیتیں محدود ساری
سامنے منزلِ آخر کا خوف ہے طاری
ان کو منصوبے سے کردیں استعمال خوب ورنہ
کہیں بھگتیں نہ ہم وہاں سزا اس کی بھاری

میں

تجھ کو چاہوں میں تو کچھ اور کیا چاہوں میں
تری آغوش کے سوا اور کیا مانگوں میں

کچھ میں چاہوں تو اس لیے کہ تو یہ چاہتا ہے
اب تو روکنا نہیں جب تیرے طرف آؤں میں

تو کہے اس کو نہ روک یہ تو مرا عاشق ہے
اس سے بہتر بھلا کیا اور صلہ پاؤں میں

آ مرے دل میں یہ دل کب سے منتظر ہے ترا
تو نہ ہو اس میں تو پھر دل کو کیا سمجھاؤں میں

اس کی رحمت کی نظر اور مرے دل پر ہو
تو شبیرؔ شکر اس کا کیسے بجالاؤں میں

تو کہے میرے ہی ہو

ترا بن جاؤں میں اور تو مرا یہ چاہوں میں
جو ہے مقصودِ زندگی تو یہی مانگوں میں

تڑپ تڑپ کے ملا ہے مجھے محبوب مرا
مزہ میں اس کا کہیں اور سے کیا لاؤں میں

دل میں آجا تو مرے کب سے منتظر ہے ترا
ترے آنے سے ہی آباد ہو یہ کہہ پاؤں میں

دل میں ہے آگ لگی میری یہ ویسے تو نہیں
تری نظر سے ہے اب اور اس کو بھڑکاؤں میں

مرے جاں دل تو تری یاد میں جل بھن ہی گئے
اب کیا باقی ہے اب ساتھ ہی جل جاؤں میں

روک لئے کتنے سمندر ہیں اپنی آنکھوں میں
دل کی طوفان سے کہیں ویسے نہ پھٹ جاؤں میں

آنکھ ترے رخ پہ دل میں تو کان بھی ہیں تیری طرف
تو کہے میرے ہی ہو یہ تجھ سے سن جاؤں میں

اب صرف آس تو تیری ہی تسلی سے ہے
بے قرار دل شبیرؔ کا آج اس سے بہلاؤں میں

جذبات بے نظیر

اتنی بڑی ہستی کہاں اور میں کہاں حقیر
میں اس کا وصل مانگوں ذرا سوچ لے شبیر
پر دل ہے کہ بِن اس کے گزارہ نہیں کرتا
معشوق بھی مانگے یہی جذبات بے نظیر

محبوب جانتے ہیں

محبوب جانتے ہیں مجھے خوب کہ کیا ہوں میں
دیوانگی کے راہ پہ جب دل سے چلا ہوں میں
میں اس کا بننا چاہوں تو وہ میرے بنیں گے
قادر ہے کر دکھائیں گے وہ گو کہ برا ہوں میں

الہامی باتیں

کیسے ممکن ہے یہ شاعر سے بھلا اپنے اشعار کی تعریف کرنا
لوگ اس کو کریں ملامت خوب اس ملامت سے اس کو ہو ڈرنا

یہ شاعری جو ہے میری تو نہیں خدا کا فضل ہے الہامی ہے
اس لئے موقع ملامت کا نہیں اس شاعری کا میرا دم بھرنا

میرا کوئی بیان اپنا نہیں اس کی تعریف میں خوب کرتا ہوں
یہ میں اگر نہ کروں ہوجائے تحدیث نعمت کے خلاف ورنہ

یہ بزرگوں کی دعائیں ہی ہیں کروں تقسیم آج ان کے فیوض
اس کو منسوب کروں اپنی طرف حقیقت سے نہیں مجھ کو لڑنا

میں تو اللہ سے دعائیں یہ کروں ان کے راستے پر چلائے شبیرؔ
وہ رہنما ہیں ان کے پیچھے رہوں ان کے پیچھے نصیب ہو چلنا

تماشا

رستے کے تماشے میں نہ بن جا خود تماشا
جو اس تک پہنچائے رکھنا یاد وہ رستہ

جو اس سے ملائے تجھے اس پر چلے چلو
اور اس میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو ترا

رستے کی بھول بھلیوں میں گم تم نہ ہو کبھی
خوب دل پہ جمال لینا جو جانے کا ہے نقشہ

راہبر سے رکھنا تجھ کو تعلق ہے ضروری
تو جس کا ہے، رکھنا ہمیشہ اس پہ بھروسہ

دینے میں کبھی وہ کمی کرتے نہیں شبیرؔ
سب کچھ لٹا کے لینا ہے اس سے اپنا حصہ

ٹھیک

جو موافق ہوں شریعت کے وہ الہام ہیں ٹھیک
چاہے اخبار ہوں اشعار ہوں سب کام ہیں ٹھیک

ان سے قرآن سنت کی مخالفت نہ ہو اور
جن کا الہام ہے گر ان کے صبح شام ہیں ٹھیک

ان کی صحبت میں ملا کرتا ہے اللہ کا عشق
وہ جو آنکھوں سے لٹاتے ہیں عشق کے جام ہیں ٹھیک

ان کے الفاظ کی تاثیر دل بدل ڈالے
ان میں سارے ہی سفید فام سیاہ فام ہیں ٹھیک

دل سے سنتے ہیں دل کے نالے جو پوشیدہ ہیں
اس پہ حیرت نہ ہو ممکن ہیں یہ نظام ہیں ٹھیک

دل کو اللہ کے لیے ان کے دل سے جوڑلینا
شبیرؔ شک نہ کریں ایسے انتظام ہیں ٹھیک

اللہ کی نظروں میں گرنا

جب کبھی دل میں یہ آئے کہ میں ہوں اچھا تو
کہے وہ خود کو کہ پہلے اگر تھے اب نہیں ہو

کیونکہ جس وقت کو ئی خود کو سمجھے اچھا اگر
تو اسی وقت گرا اللہ کی نظروں میں ہے وہ

اپنی اچھائیوں میں فضل اس کی آئے نظر
تو اس کا فضل اس کو سمجھو اس پہ شکر کرو

جب کبھی تجھ کو دکھائے تجھے دشمن اچھا
تو بھگانے کے لیے اس کے تعوذ بھی پڑھو

برائی اپنی نظر آنا کشف اعلیٰ ہے
پھر ساری عمر نظر ان کی ہی اصلاح پہ رکھو

بندگی اس کی بہت اعلیٰ ہی حالت ہے شبیر
لے کے تو اس کو شرع پر استقامت سے چلو

حمدِ باری تعالیٰ

دن میں تو رات میں تو چاند ستاروں میں ہے تو
اپنی تخلیق کے لازوال اشاروں میں ہے تو

یہ سمندر میں جو چلتی ہیں کشتیاں اور جہاز
باربرداری کے انسانی سہاروں میں ہے تو

یہ بارشیں یہ آندھیاں یہ نہریں اور دریا
رات میں خموشی سے شبنم کے پھواروں میں ہے تو

اتنے اونچے اور فلک بوس عالیشان یہ پہاڑ
یہ جو سبزے کی ہیں اوڑھی ان چادروں میں ہے تو

نیلے آسمان کو دیکھوں شگاف کوئی نہیں
بے ستون چھت کے ان پرکیف نظاروں میں ہے تو

یہ ہر اک چیز کے ذرات میں کائنات اک الگ
ان الیکٹران کی حرکتوں اور رفتاروں میں ہے تو

کہاں افلاک کی وسعتیں کہاں یہ باریکی
ان لاتعداد اشاروں اور شاہکاروں میں ہے تو

زمیں کے ٹیڑھ سے دن رات بڑا چھوٹا ہو
اسی ہی ٹیڑھ سے بدلتے موسموں میں ہے تو

نہ ابتدا کی سمجھ ہے نہ انتہاء کی سمجھ
ہمارے ذہن کے حیرت کے پہاڑوں میں تو

تری اک چیز کے پانے سے بھی قاصر ہے شبیرؔ
پھر بھی ہو کتنے قریب دل کی دھڑکنوں میں ہے تو

تو تجھے پاؤں

اپنی سوچوں میں جو سوچوں میں تو تجھے پاؤں
اپنی نظروں میں جو دیکھوں میں تو تجھے پاؤں
جب ہر جگہ تو ہی تو ہے مرے ہر جانب تو
پھر کیوں نہ خود کو بھلاؤں میں تو تجھے پاؤں

حمدِ باری تعالیٰ

ذکر ایسا ہو کہ ہر چیز سے وہ یاد آجائے
اور اس کی یاد سے ٹھنڈک سی دل میں چھا جائے

ایک ایک پتے پہ دفتر ہے معرفت کا لکھا
اس کے پڑھنے کا اگر گر کوئی سمجھا جائے

یہ پہاڑ اور یہ چشمے یہ چرند اور پرند
دیکھنا غور سے انہیں، راستہ دکھا جائے

یہ جو آسماں پہ ہیں ان گنت ستارے روشن
ان سے اک نور معرفت دل میں سما جائے

تر رکھو ذکر سے اس کے زباں اپنی شبیرؔ
دل اس کے ساتھ ہو تو سب کچھ تُو اس سے پا جائے

حبِّ رسول

اُمت کا درد اصل میں حبِّ رسول(ﷺ) ہے
جب کام یہ بڑا ہے اس سے کیوں زہول ہے

جب تک نہ سارے لوگوں سے پیارے ہوں محمد(ﷺ)
کچھ بھی نہیں گفتار کا عبث ہی طول ہے

اُمت کے لیے سوچنے اور فکر میں رہنا
منشائے الہیٰ ہے خدا کو قبول ہے

سنت کے طریقے پہ ہمہ وقت ہم چلیں
ہر کام ہے خراب اگر اس میں جھول ہے

اصلاح اپنے نفس کی قرآن سے ثابت
اور قلب حدیث میں اس کا اصل الاصول ہے

فکرِ اُمت نصیب ہو اصلاحِ نفس کے بعد
شبیرؔ ٹھیک ہے، یہ گر نہ ہو توبھول ہے

نعت شریف

اپنے محبوب کے محبوب کو میں یاد کروں
یاد آنے سے اس کے دل کو اپنے شاد کروں

کتنا ہے پیار اس کو ہم سے ہمیں یاد رکھا
اب اس کی یاد سے خانۂ دل آباد کروں

کتنے آسان طریقے ہیں سکھائے ہم کو
دین میں ان کے علاوہ کیوں ایجاد کروں

جو صحابہؓ تھے فنا اس میں ہوگئے تھے فقط
تو عمل میں ان صحابہؓ کو میں استاد کروں

اور پھر ان سے فقہاءؒ نے جو حاصل ہے کیا
ان کو اخلاص سے میں آج زندہ باد کروں

دل مرا دل ہو اس کے دل کی طرح کیسے شبیرؔ
واسطے اس کے میں صوفی کے دل پہ صاد کروں

نعت شریف

عجب نہیں ہے یہ وہ میرے خیالوں میں ہے
جو خوش نصیب ہیں لوگ وہ ان کے دلوں میں ہے

یہ کائنات ہر اک چیز اس کے دم سے ہے
جو اس کو جان لے تو وہ ہی سیانوں میں ہے

جس کو محبوب ہوں ہر وقت سنتیں اس کی
ہے وہ مؤمن بخدا رب کے وہ پیاروں میں ہے

دل محبت سے ہو پر اس کی، زباں پر ہو درود
اور سنت پر ہو عمل کام یہ کاموں ہے

سارے محبوبوں کے ست سے ہے بنا یہ محبوب
وہ عقلمند ہے جو اس کے دیوانوں میں ہے

میرے لیے یہ سعادت کچھ کم نہیں ہے شبیرؔ
کہ میرا نام اس کے چاہنے والوں میں ہے

اڑا دل میرا دیکھنے گنبدا خضرا مدینے میں

اڑا دل دیکھنے کو گنبدا خضرا مدینے میں
میں دیکھوں تو نظر آتا نہیں ہے میرے سینے میں

سلام ان پر پڑھوں دل سے ہو دل میں یاد بھی اس کی
درود بھیجوں زباں سے اور کیاہو لطف جینے میں

کروں میں رب کے واسطے اتباع ان کی محبت سے
کہ بے حد قیمتی ہے کام یہ رب کے خزینے میں

سلام ان پر درود ان پر کروڑوں اربوں ہر وقت ہوں
جو رحمت عالمیں کا ہے رہیں ان کے سفینے میں

کرے بس اتباع ان کی کہ یہ ہے اس کی جب چاہت
رہے تب اتباع شبیرؔ شرابِ عشق کے پینے میں[267]

نعت شریف

رسول پاک کی تعریف کس زباں سے کروں
تنگیٔ دامنِ اشعار کے بیاں سے کروں

خدا نے کیا نہ دیا ان کو قابلِ تعریف
متردد ہوں کہ بیان کس عنواں سے کروں

خدا کے بعد یقیناً بزرگ تر ین ہستی
وہ آپ ہی ہیں تو شروع اسی اعلاں سے کروں

نبی ہمارا وہ ایسا ہو اور یہ ہم کیا ہیں
اس کا شکوہ میں جلے دل سے مسلماں سے کروں

آپ (ﷺ) کے ہوتے نقل اوروں کی کرلیں کیسے
میں ہر بزرگ سے کہوں، بات ہر جواں سے کروں

ہر طریقہ ان کا محبوب خدا کو ہے جب
کیوں نہ اپنانے کی شروع میں اپنی جاں سے کروں

خدا کا ذکر جب ہو گا تو ان کا بھی ہوگا
میں اشارہ حدیث قدسی کے فرماں سے کروں

آپ مخلوق میں خلق عظیم پر فائز
بیان آپ کے بارے میں گر قرآں سے کروں

جو طریقے پہ چلے آپ کے محبوب ہیں وہ
خدا کے سچے یہ ثابت قول رحماں سے کروں

اور ہیں باذنِ الٰہی شفیع اعظم آپ
دل چاہے ذکر شبیرؔ اس کا کل جہاں سے کروں

لمحۂ شکر

خدانے نعت کی تو فیق بخشی آج مجھے
تسلی حبِ نبی(ﷺ) کی ہے جو دی آج مجھے

اپنی نظروں میں گڑگیا زمیں میں آج مزید
جگہ جو چاہنے والوں میں ملی آج مجھے

کہاں یہ خاک کہاں عالمِ پاک کا یہ ذکر
باوجود اسکے ملی کتنی خوشی آج مجھے

بفضلِ رب درود پاک کے تحفے بھیجوں
کہ نعت لکھنے کی توفیق ہوئی آج مجھے

دعا ہے ان کے ہی قدموں میں جگہ پاؤں شبیرؔ
روکے مانگنے سے نہ کوئی بھی کمی آج مجھے

نعت لکھنا مشکل کیوں؟

ہے کام مشکلوں میں نعتِ رسول مشکل
تلوار پہ چلنا ہے تلوار پہ ہاں بالکل

ان کا مقامِ اعلیٰ کچھ اور بڑھاؤ تو
صفاتِ الٰہی میں ممکن ہے کر دو شامل

اور کم اگر کرو گے تو بھی کباڑا ہووے
اپنا کباڑا جو بھی کرے گا ہوگا پاگل

بے شک نیک نیتی سے ہو بول خلافِ واقعہ
ہو آپ کے بارے میں ہے آگ کی اک دلدل

پس چپ شبیرؔ اس میں صدیق کی ہے سنت
باہر تو خموشی ہو دل میں ہو چاہے ہلچل

نعت شریف

حسن میں یکتا ہے تو عالی نسب
رحمۃ اللعالمین تیرا لقب

تیری ہر نسبت ہے پیاری رب کو جب
اسلئے ہر ایک کا کردوں ادب

تیری اُمت پر خدا ہے مہربان
اور یقیناً تو ہی ہے اس کا سبب

بھیجوں میں تجھ پر درود و السلام
یہ عمل میرا رہے اب روز و شب

تو شفیع ہے دور ہو تیرے طفیل
ہم گناہگاروں سے اللہ کا غضب

تیرے پاس مرقد شبیرؔ کو ہو نصیب
اور وہاں سے ہی اٹھائے میرا رب

نعت شریف

دل میں ہو حبِّ رسول اور عمل میں سنت
ہوجب اللہ کے لیے پھر نہیں کوئی حاجت

جب یقیناً ہیں وہ محبوب خدا تو جان لو
ہو عمل ان کی سنتوں پہ بھی محبوب حالت

کہے خدا و رفعنا لک ذکرک کتاب میں
ان کی پھر شان پہ کیسے ہو اور کیوں حیرت

میں تمہیں جان سے پیارا بنوں آقا جب کہے
اس پہ قربان نہ کروں کیوں میں جان و دل غیرت

اپنے آقا کی پیروی کیوں نہ اعمال میں کروں
جس پہ محبوب بنائے مجھے رب العزت

ان کی تعریف کے لیے کہاں قابل ہے شبیر
بس پہنچاتا ہوں اس سے اپنے دل کو راحت

کئی زبانوں میں نعت

دل میں ہو حبِّ رسول اور عمل میں سنت
ہوجب اللہ کے لیے پھر نہیں کوئی حاجت

او کہ محبوبِ خدا است یقیناً بعدازاں
ہو عمل ان کی سنتوں پہ بھی محبوب حالت

قال ربی و رفعنا لك ذكرك فی الكتاب
ان کی پھر شان پہ کیسے ہو اور کیوں حیرت

تاسو ته ځزان نه دےې نزدےې شمه آقا ويئلي
اس پہ قربان نہ کروں کیوں میں جان و دل غیرت

Why should not I follow path of Muhammad the Great
جس پہ محبوب بنائے مجھے رب العزت

اناں دی تعریف لئ میں کتھے قابل شبیرؔ
وہ ہے محمود ہی،ہے نعت مرے دل کی راحت

نعت شریف

نعت لکھنے کو چاہے دل مگر لکھوں کیسے
یہ تو تلوار پہ چلنا ہے تو چلوں کیسے

اک طرف پاسِ ادب اک طرف یہ سوزشِ دل
درمیاں دونوں کے میں معتدل رہوں کیسے

دل تو چاہے کہ میں دل اپنا اس میں پیش کروں
اپنے اعمال کے ہوتے سامنے آؤں کیسے

ایک حسرت ہی ہے دربار میں اسے پیش کروں
مانگنا ہے تو بہت کچھ مگر مانگوں کیسے

مجھ کو اللہ مرے اس در کا بنا لینا غلام
بات زباں پر میں شبیرؔ دوسری لاؤں کیسے

شریعت پہ چلوں

دل میں ہے تیری محبت تو شریعت پہ چلوں
اور ساری زندگی عقیدۂ وحدت پہ چلوں

آپ نے زندگی بھر جو یہاں کی ہے محنت
وہ مری جان ہے میں بھی اُسی محنت پہ چلوں

کیا یہ ممکن ہے تجھے چاہوں اور مانوں نہ ترا
بلکہ ہروقت میں تیری مخالفت پہ چلوں؟

ہو کسی کام میں آپ کا بھی طریقہ موجود
میں اسے چھوڑ دوں بدبخت بنوں بدعت پہ چلوں؟

تجھ سا کوئی نہیں مخلوق میں، عقیدہ ہے مرا
تو ہی محبوب مجھے، تیری اطاعت پہ چلوں

مجھے عزیز اپنی جاں سے تری ہر نسبت
میں اس کی لاج رکھوں اس سے محبت پہ چلوں

جو اہل بیت ہیں سارے وہ ہیں محبوب آپ کو
قریب ان کے ہوں ہر دم اور سعادت پہ چلوں

ہماری مائیں اور ازواج مطہرات جو ہیں
وفا شعار ہوں ان کی ان کی خدمت پہ چلوں

جو صحابہؓ ہیں آپ ﷺ کے آپ ﷺ کو کتنے ہیں عزیز
ان کے بارے میں بھی میں عشق وعقیدت پہ چلوں

آپ ﷺ کا پیغام سمجھ کے میں اس کو پھیلاؤں
مصداق آیت میں کنتم خیر امت پہ چلوں

یہی منشورِ زندگی ہے اور آئین میرا
اگر میں اس پہ چلوں تو بس ہدایت پہ چلوں

میں اگر حبِ الٰہی کا ہوں طالب شبیرؔ
میں کیوں نہ حکمِ الٰہی سے پھر سنت پہ چلوں

خیالِ مدینہ

دل میں نقشہ سا مدینے کا ابھر جائے ہے
جب مدینے کا مرے دل میں خیال آئے ہے

یہ تصور مرا آنے کا جالیوں کے سامنے
ایک دلآویز سا منظر مجھے دکھائے ہے

سامنے گنبد خضرا کي چھتریوں کے تلے
لوگ بیٹھے ہیں خیال یہ وہاں بلائے ہے

وہ فضائیں وہ ہوائیں اور وہ سلام و درود
یاد آتی ہیں خیال یہ مجھے رلائے ہے

قدموں میں بیٹھ کے تخیل میں چپکے چپکے شبیرؔ
پڑھے درود و سلام یاں بھی سر جھکائے ہے

جسم اپنا ہے مشین اعمال کا

جسم اپنا ہے مشین اعمال کا
اور دل کیفیت و احوال کا

دل کی آنکھیں کان ہوں سب ٹھیک تو
ڈھنگ جانے نفس کے استعمال کا[268]

نفس بھی مانے حکم جو دل کرے[269]
حال بھی ہو خیال رکھے قال کا[270]

اور ذہن بھی دل کا تابع بن سکے[271]
بندہ بن جائے نہ اپنے خیال کا[272]

بندگی رب کی ملے پھر خوب خوب
کیا مزہ ہوگا پھر اس کے حال کا[273]

ہوں اگر یہ سب تمنائیں محض
پھر محض ہے کھیل قیل و قال کا[274]

ہاں ارادہ ہو پکا ہمت بھی ہو
شیخ مل جائے اگر کمال کا

پھر ہو خواب شرمندہ تعبیر شبیرؔ
ہو فضل پھر رب ذو الجلال کا

دنیا دارالعمل

وہی کاٹو گے جو تو بوئے گا
ہو گے محروم اگر سوئے گا
رولے خوب تو یہاں توبہ کرکے
ورنہ کتنا وہاں پہ روئے گا

دل ہی دل

دل سے رستے نکلتے سارے ہیں
کان آنکھ زبان جو ہمارے ہیں
دل ترا ٹھیک ہو یہ ٹھیک ہوں سب
بخت بیدار پھر تمھارے ہیں

شیخ کامل

ایک ہے بات ، ہے مشکل سمجھ میں آئے نہیں
بے اس کے سمجھے کوئی خیر کوئی پائے نہیں

جو سمجھ ہو نہیں رستے کا پوچھنا لازم
بے پوچھے ایسے ہی رستے پہ کوئی جائے نہیں

ایسے رستے پہ ہو چلنا اور راہبر نہ ہو ساتھ
غلطی اپنی ہو تو نقصان پہ چلائے نہیں

اور رہزن ہومگر رہبری کے جامے میں
اس کی شامت ہے جو خود کو اس سے بچائے نہیں

ہونا اللہ کا بطریق نبی(ﷺ) ہے بس شبیرؔ
شیخ کامل ہو جس کا وہ نقصان اٹھائے نہیں

بیادِ شیخ

ہوا مجھ پر یقیناً ہاں یقیناً فضل سبحانی
ملا جو شیخ کامل مجھ کو جب اشرف سلیمانی

وہ شفقت ان کی ہم سب کے لئے کیا اس کا کہنا ہے
محبت کی وہ ملتے وقت ہوتی جو فراوانی

وہ باتوں میں بتانا باتیں جو تھیں چاہئیے ہم کو
وہ اپنے دل کی باتیں ان کا منہ اور اپنی حیرانی

سوالوں کے جوابوں میں علوم انڈیلنا ان کا
نظر آنا عیوب اپنے ظہور سرِّ پنہانی

جو ان سے مل کے ملتا تھا سکوں دل کو وہ کیسا تھا
وہ ان سے بات کرتے وقت ختم ہوتی پریشانی

عطر ان کے لئیے بھیجا تھا جب فخر رسل نے پھر
تولائیں ہم کہاں سے اب کہ وہ اس کا بنے ثانی

وہ تکلیفیں مصائب اور تھیں بیماریاں کیا کیا
نہ کم ہوتی تھی اس سے بھی کبھی چہرے کی تابانی

جب اس درویش نے درویش مسجد کرنی تھی شروع
تو حیراں استقامت پر تھا اس کی جورِ سلطانی

مصائب پر وہ دوسروں کے تو کڑھتا تھا اور روتا تھا
رہی اپنے مصائب پر ہمیشہ خندہ پیشانی

مناقب ان کا کیا لکھے قلم شبیرؔ کا بس یہ
ملے ہم کو طفیل ان کے وہی کیفیت احسانی

شیخ کے ساتھ تعلق

اصلاح کے لئے شیخ کے پاس ہے جانا ضروری
اس واسطے ان سے ہے تربیت پانا ضروری
سستی نہ ہو، کرے جو کہے، پر نتیجے میں
تعجیل سے بھی خود کو ہے بچانا ضروری

اچھا مرید

زمین میں دفن کردے دانہ مالی
رہے دیتا پھر اس کو کھاد پانی

تو اگ آتا ہے اس سے پودا باہر
خدا کی ہوتی ہے جب مہربانی

اسے گرمی اور سردی سے بچانا
ضروری ہے اب اس کی نگہبانی

تو ایک دن خوب دیتا ہے یہ پھر پھل
یہ مالی کی ہے ہوتی پھر نشانی

خدا بھی خوش اور لوگوں کو بھی فائدہ
سمجھ لو ایک حقیقت یہ کہانی

جو طالب شیخ کے پاس آئے سوالی
وہ کردے پیش خود کو اور جوانی

لگا دے شیخ اسے راہ فنا پر
یہ سمجھا دے کہ یہ دنیا ہے فانی

محبت کا لگا دے دل میں پودا
ذکر کرنے سے ہو یہ باآسانی

تلخ باتوں کی کھاد بھی اس کو دے دے
پلادے جھاڑ اس کو ناگہانی

پرہیز طالب کرے جس کا ہے مطلوب
کہ محنت اپنی اس کو ہے بچانی

تو یہ پودا بڑھے پھر دن بدن خوب
اگر بات شیخ کی ہے اس نے مانی

وصل ہو فضل سے اس کو نصیب پھر
ہو حاصل ذوق اس سے لامکانی

محیط اس کی بھی صحبت پھر ہو شبیرؔ
غزل یہ ہے فقط ایک یاد دہانی

شیخ زبان مریدکان

چاہیے شیخ کو کہ زبان بنے
اور ہر مرید کو کہ کان بنے
بولنے اور سننے کی اس محفل سے
اک معرفت کی پھر دکان بنے

شیخ کی مرید کے لئے حیثیت

یہ یقیناً بزرگوں سے ہے شنید
نبی(ﷺ) کا نائب شیخ برائے مرید
مظہر اللہ کی صفت ہادی کا
اور اخروی کامیابی کا نوید

نماز

نماز کیا ہے خود کو کھونا رب کا پانا ہے
اور رب کے سامنے کھڑا ہونا عاجزانہ ہے

اس میں کہنا ہےجو کہنے کو کہا جائے ہمیں
کنکشن دل کا اس کے ساتھ بھی ملانا ہے

اس میں افعالِ عبدیت کے پائے جاتے ہیں
تو اس سے خود کو اس کا بندہ بھی بنانا ہے

آنکھ سجدے کی جگہ سے نہ تجاوز کرلے
کھڑا ہونے میں خشوع دل میں اگر لانا ہے

سوچ لو خود کو ہو مسجود کے سامنے اس میں
ہوش میں رہنا ہےنس نس کو بھی جگانا ہے

یہ ہو مشکل تو تصور میں پہنچ کعبہ تو
ہو سامنے یہ تصور تجھے جمانا ہے

یہ بھی مشکل تو سوچ سوچ کے الفاظ کہو
کچے حافظ کی طرح ان کو ہی دھرانا ہے

یا پھر ہر رکن میں شامل ہو دل کی نیت سے
یعنی اعمال میں دل کو شامل کرانا ہے

پڑھ ہررکعت میں منشورِ زندگی اپنی
خود کو احساس یہ ہرکام میں دلانا ہے

قیام تیرا عاجزی سے مزین ہو سب
رکوع میں سر کو اس کےسامنے جھکانا ہے

پھر جا مقامِ عبدیت میں یعنی سجدے میں
تُو تو بندہ ہے وہ مالک کیا چھپانا ہے

التحیات سے معراج ہو مستحضر تجھ کو
ان کے ملنے کا یہ منظر کتنا سہانا ہے

تو اس کو دیکھ کے درود آپ پہ پڑھ لینا
حکمِ خدا ہے یقیناً یہ ہم نے مانا ہے

دعا میں مانگ اپنے رب مہربان سے اب
جتنا تُو چاہے اس کا رنگ جدا گانہ ہے

اگر نماز تری ٹھیک ہوگئی تو شبیرؔ
یہ ملا تجھ کو آخرت کا اک خزانہ ہے

نماز

ذرا بتاؤ کچھ کہ کیا ہے نماز
خدا سے لینے کا رستہ ہے نماز
اس میں احسان کی کیفیت ہو نصیب
خوب رفعتوں کا پھر زینہ ہے نماز

ایک دعا

الہیٰ بندہ تو خالص اپنا بنانا مجھے
راہ جو پسند ہے تجھے اس پر ہی چلانا مجھے

میں نفس کے دام میں ہر وقت پھڑ پھڑاتا ہوں
اب اس کے دام سے فضل سے تو نکلوانا مجھے

میں دل سے تیرا بنوں تو مجھے اپنا سمجھے
میرے محبوب کا جو راستہ ہے اس پر لانا مجھے

اب کوئی غیر میرے دل میں کبھی آ نہ سکے
ہے جو اغیار کی محبت اس سے چھڑانا مجھے

میں تیری یاد میں مشغول رہوں تیرا رہوں
حلال رزق اپنے فضل سے کھلانا مجھے

میرا جان و مال اور اولاد ہوں قبول
فریب دے مجھے مکان اور نہ زمانہ مجھے

میرا ہر لمحہ با ل بال ہر ایک پیسہ شبیرؔ
فدا ہو اس پہ، ہو نصیب اس کا پانا مجھے

دعا

ہوشیاری ہے یہی کہ ہم ہر وقت دعا کریں
اور اس کے ذریعے سے ہم اس سے ملا کریں
ایاک نستعین کہلوا کے کہا یہ
ہم اس سے ہی ہر وقت ہر اک چیز کہاکریں

اسباب اور مسبّب الاسباب

ہے حکم کہ اسبا ب کو کریں گے ہم اختیار
پر اس کے نتیجے میں نہ ہو ان پہ انحصار
ہو اس میں پھر مسبب الاسبا ب پہ بھروسہ
کرلیں دعا کہ بیڑا ہمارا کرے وہ پار

کے لئے

اٹھا دیجیئے ہاتھ دعا کے لئے
دعا مانگ لیں اب خدا کے لئے

پریشان ہم کتنے ہیں اس سے اب
نکلنا ہو تو ایسی راہ کے لئے

وہ راستہ طریقہ نبی(ﷺ) ہی کا ہے
ہوسب کچھ صرف اس کی رضا کے لئے

یہ دنیا نہ مقصود اب اپنی ہو
تیاری ہو اپنی وہاں کے لئے

ہوئے پیدا ہم صرف اس کے لئے
زماں کے لئے نہ مکاں کے لئے

یہ پیغام محبت کا ہو وے قبول
پہنچے وہاں، ہے جہاں کے لئے

رہیں اس کے ہی، ہوں جہاں بھی شبیرؔ
نصیحت ہے پیر و جواں کے لئے

قبر کی زندگی

قبر میں روشنی اللہ کی معرفت کی ملے
سورۃ ملک کی ہمیشہ کی تلاوت کی ملے

ایک باغیچہ ہو جنت کی قبر میری وہاں
برزخی زندگی یوں مجھ کو سہولت کی ملے

ہو سوالات جب منکر نکیر کی جانب سے
بشارت مجھ کو چھوڑنے کی اجازت کی ملے

چہرہ انور میں رسول عربی کا دیکھوں
بفضل حق نظر پھراس کی محبت کی ملے

اک میرا مونس قرآن ہو اور دوسرا نماز
اور روزے کا بھی ساتھ قبر میں بچت کی ملے

کھڑکی جنت کی طرف کھول دی جائے پھر وہاں
خوشبویں ٹھنڈی ہوائیں اس سے فرحت کی ملے

میرے اعمال اس دار العمل میں ایسے بنیں
قبول ہوکہ اس سے گوشہ عافیت کی ملے

مجھ کو پیشاب کی ناپاکی کی قطروں سے بچا
کہیں اس کی نہ سزا قبر میں غفلت کی ملے

مجھ کو حاصل ہو ہمیشہ حیات کی دولت
یعنی آخر میں مجھے موت شہادت کی ملے

کیا مقدر ہو ملے ٹکڑا بقیع کا کوئی
اور برزخ میں نوید آپ کی صحبت کی ملے

میں کہاں اور یہ جذبات، ہوں مجبور دل سے
در کریم پہ مجھے بھیک اس کی رحمت کی ملے

وہ ہے تنہائی کا گھر پر شبیرؔ کو خوف نہ ہو
کچھ تسلی اسے گر اس کی معیت کی ملے

جنتی لوگ

کہا جنہوں نے کہ اللہ رب ہمارے ہیں
عمر بھر اس پہ وہ قائم بھی رہنے والے ہیں

موت کے وقت فرشتے پھر ان سے ملتے ہیں
ان سے کہتے ہیں کہ اللہ کے وہ پیارے ہیں

تمہیں نہ خوف ہو نہ غم، تمارے ساتھ ہیں ہم
تمہارے ساتھ یہاں دن ہم نے گزارے ہیں

تم کو جنت کی بشارت ہو جس کا وعدہ تھا
وہاں پر لطف ہی لطف اور وار ےنیارے ہیں

وہاں من چاہی زندگی ہے اور منہ مانگی بھی
خدا نے دن تمہارے کیسے اب سنوارے ہیں

ہے مہربان تم پہ اب خدا غفور و رحیم
یعنی مہمانی ہے ان کی جو رب تمہارے ہیں

خدایا ان میں نہ شبیرؔ کو شامل فرما
جو کہ نرغے میں ہیں شیطاں کے نفس کے مارے ہیں

شکر کا مقام

ہم ہیں اک پر فتن زمانے میں
کتنی مشکل ہے دین پہ آنے میں
کردیا ہم کو اہل حق کے ساتھ
جو کہ مطلوب ہے اس کے پانے میں

دنیا اک دارالعمل

وہی کاٹے گا جو تو بوئے گا
ہو گا محروم اگر سوئے گا
رولے خوب تو یہاں توبہ کرکے
ورنہ پھر خوب وہاں روئے گا

نہیں

ہے یہ شہید وفا یہ کوئی مجبور نہیں
ضرب باطل پہ اسی سے کوئی بھرپور نہیں

ہوئے شہید جو ان کو مرا ہوا نہ کہو
بلکہ زندہ ہیں البتہ تمہیں شعور نہیں

کہنا ہے کیا انہیں مردہ گمان کرنا نہیں
مردہ کہلانا ان کا رب کو جو منظور نہیں

تمہیں تکلیف و مشکلات سے آزمائے گا
صبر والوں کو بشارت دو، وہ دن دور نہیں

ہوں گے میزبان تمہارے اس میں غفور رحیم
وہ ملے گا تمہیں جس کا یہاں ظہور نہیں

جس نے تکلیف میں انّا لِلّٰہِ دل سے پڑھا
حق ہے کہ رب کائنات اس سے مستور نہیں

انا الیہ راجعون بھی ساتھ پڑھ لے جو
ملے گا اس سے، کسی سے بھی جو مجبور نہیں

اس پہ رحمت خدا کی خاص اتر جائے گی
پھر نظر آئے کیسے دل میں اس کو نور نہیں

یہی ہے راہ ہدایت یہ مہتدین ہیں شبیرؔ
ان سے زیادہ درحقیقت کوئی مسرور نہیں

شہید

جو ہو شہید کہاں وہ مردہ ہے
کہ وہ بے شک ہمیشہ زندہ ہے
اس کو مردہ کبھی گماں نہ کرو
وہ بامراد ہے رخشندہ ہے

کردوں

مرا دل تو ترا تھا، پیش میں اب جان بھی کردوں
میں تیرا ہوں، تو میرا ہے، میں یہ اعلان بھی کردوں

مری یہ جان فانی ہے اسے باقی بنانا ہے
اسے باقی بنا کر خود پہ میں احسان بھی کردوں

میں نے دل میں جگہ اس کے لیے کب سے بنائی ہے
تو اپنے گھر میں اس کو لا کے میزبان بھی کردوں

مرا دشمن مرا حاسد مرا بد خواہ کہاں مانے
چڑا کر اس کا منہ خوب اس کو پریشان بھی کردوں

یہ ہے اک زندگی فانی اسے دے کر میں لوں دوسری
شہادت سے میں خود کو زندہ جاوید ان بھی کردوں

کہاں یہ زندگی اک میں کروں قربان یہ خود سے
زبان حال سے شکوہ تنگیٔ داماں بھی کردوں

شہادت مانگ لے شبیرؑ کرے اس کو عنایت تو
سعادت کی یہی درخواست آویزان بھی کردوں

شہادت

شہادت کا رتبہ کسی کو ملے گر
تو کیوں پھر نہ ہو بے حساب رشک اس پر
کہ قربان اس نے یہ جان اس پہ کردی
ہے زندہ ہمیشہ محبت میں مر کر

کامیاب

زندگی کا لمحہ لمحہ قیمتی ہے بے حساب
اس لئے اک ثانیہ اس کا کبھی نہ ہو خراب
ہاں مگر یکمشت سودا اس کا کرنا گر ہے تو
سر لٹا دو اس کی راہ میں تو رہو پھر کامیاب

ذکر کرنا

رستہ بھر کچھ نہیں کرتے ہیں ہم
ذکر کرلیں خدا کا کم سے کم

دل پڑا غفلتوں میں دنیاکی
کیوں نہ ہوعقل اپنے پہ ماتم

اتنا غفلت کو توڑنا ہے کہ
ذکر ہو یاد، کر سکے پیہم

پھر ترا دل کرے محسوس ظلمت
آنکھ سے لائے جو کہ غیر محرم

تو پھر مقام حضوری میں رہے
اور شریعت پہ رہے مستحکم

کلمہ کا ورد ہو شبیرؔ نصیب
جس وقت آئے ترا آخر دم

زہد

کپڑا پہنا کسی نے موٹا ہو
اور کھانا بھی روکھا سوکھا ہو

یہ نہیں زہد ، زہد ہے بھائی
کہ لالچ کم کسی کو ہوتا ہو

زہد سیر چشمی ہے، ہو دل مطمئن
چاہے چیز تھوڑی یا زیادہ ہو

اس کو چیزوں سے غرض ہو ہی نہیں
اس کے دل میں بس اس کا مولیٰ ہو

زہد پہ ناز زہد کیسے شبیر
ہاں کسی کو زہد کا دھوکا ہو

حیا

روشنی گر آنکھ میں حیا کی ہے
تو سمجھ یہ کہ دل میں پاکی ہے

بے حیا بن کے جو بھی چاہے کر
اس سے ہی نکلی ہوس ناکی ہے

لگتی اچھی نہیں ہے یہ حالت
نوجوانوں میں جو بے باکی ہے

کان حیا سوز گانے سنتے ہوں
یہ نشانی دلِ تباہ کی ہے

اور زباں پر بھی احتیاط نہ ہو
یہ علامت دل کی خطا کی ہے

دل میں گر اس کو بسا لوگے شبیرؔ
بہترین صورتِ تقویٰ کی ہے

شکر

شکر سے نعمتیں بڑھائے جا
خود کو اس رستے پہ مٹائے جا

ذکر سے تیل روحانیت کا
ڈال کے گاڑی اپنی چلائے جا

اور پھر خدا کی خوان نعمت سے
نعمتیں مختلف تو کھائے جا

جو ملیں تجھ کو نعمتیں، دوسروں کو
واسطے اس کے تُو کھلائے جا

وسوسوں کی طرف دھیان نہ ہو
اس سے دشمن کا دل جلائے جا

اس کو ہی دیکھو نظر اس پہ رہے
اس طرح خود کو تو بچائے جا

شعر خدا کی محبت میں شبیرؔ
جذب کے واسطے سنائے جا

تواضع

جس نے بھی اس کے واسطے خود کو گرا لیا
اس قدردان نے اس کوتو اوپر چڑھالیا

ناداں نے سر اٹھا کے خود کو کردیا معتوب
اور جو ہے سمجھ دار اس نے سر جھکالیا

جو بولتے بے حد ہیں وہ پکڑے گئے، ان میں
خاموش نے خاموشی سے خود کو بچا لیا

جو ہیں سمجھتے خود کوکہ کچھ ہیں وہ کچھ نہیں
سمجھے نہ خود کو کچھ بھی، انہوں نے کمالیا

اس در کی بڑائی کا کیا حساب ہے شبیر
اس میں فنا سے ہی در مراد پالیا

وسوسہ اور حدیث نفس

نفس چاہے کہ ہو خواہش پوری چاہے گناہ ہو یا ہو یہ ثواب
اور شیطان کی خواہش ہے یہ کہ عاقبت ہماری ہو وے خراب

جو مسلسل رہے اور ختم نہ ہو حدیث نفس ہے دبا دے اسے
بدل بدل کے برے خیال آئیں وسوسہ ہے بس اسے چھوڑ دیں جناب

وسوسہ آنا برا کوئی نہیں اس سے ڈرنا عبث ہے ڈرنا چھوڑ
اس طرف بالکل التفات نہ کر علاج اس کا بتائے یہ کتاب

تم اگر وسوسے پہ سوچنے لگو اور اس کے ساتھ تم بھی چلنے لگو
یہ ہو گناہ تو اس کا عزم کرنا اسے تو چھوڑ یہ گناہ کا ہے باب

تقاضے نفس میں گناہوں کے بہت پڑے ہوں تو کوئی نقصان نہیں
حدیث دل میں ان تقاضوں کا ہو تو دبا لینا چاہیے یہ شتاب

کسی مباح کی جانب تو سوچ تاکہ تیرا خیال بدل جائے
یہ ہی انداز بے نیازی شبیرؔ، ہے ان دونوں کے لیے اچھا جواب

خشوع

کوئی پوچھے نماز میں کیا ہے خشوع
بتادے جیسے کہ ہوتا ہے وضو

وضو نماز کا ظاہر کرے ٹھیک
خشوع سے دل میں ترے آئے ھُو

وہ ترے سامنے ہو دیکھے اسے
دل کی آنکھوں سے اس کو دیکھے تو

ورنہ یہ ہو وہ تجھے دیکھتا ہے
اس طرح کرلے خود کو تو یکسو

یہ نماز پھول ہے شبیرؔ سمجھ
اور خشوع اس کی مگر ہے خوشبو

دعا

ہر ایک شخص کو ہے دعا کی ضرورت
کہ ہر چیز میں ہے خدا کی ضرورت

دعا کرنے والے نہ رکنا دعا سے
دعا تیری ارض و سماء کی ضرورت

دعا کرنے والے نہ مایوس ہونا
مسلسل ہے اس میں صدا کی ضرورت

وہ چاہے تو دے دے تجھے جو تو چاہے
کہ ہے یہ ہر اک مبتلا کی ضرورت

کرے دور تجھ سے مصیبت کوئی اور
تجھے اس میں بھی ہو عطا کی ضرورت

یا کردے جمع اس کا اجر وہاں پر
کرے پوری تیری وہاں کی ضرورت

دعا کرنا شبیرؔ کہ حکم خدا ہے
کہ تجھ کو ہے اس کی رضا کی ضرورت

دعا میں

دعا میں جلدی مچانا نہیں ہے
اس میں مایوس ہوجانا نہیں ہے
ہمارا کام دستک دیتے رہنا
اور اس میں سستی دکھانا نہیں ہے

دعا کریں ہم

ہم کو ہے حکم کہ دعا کریں ہم
نہ کہ تقدیر پہ سوچا کریں ہم
حکم اس کا عبث ہو کیسے یہ ہو
ایسی باتوں سے تو بچا کریں ہم

دعا

خدایا مجھ کو زندگی میں عافیت دے دے
سب تکالیف و مصائب سے تو راحت دے دے

دور کرنا ان مشکلات کا آسان ہے تجھے
میں تجھ سے مانگ لوں ہر چیز اجازت دے دے

میں ترا بندہ ہوں آداب بندگی بھی سکھا
پسند تجھ کو جو آئے وہی حالت دے دے

ترے حبیب (ﷺ) کی امت کو میں بدنام نہ کروں
کتنا پیارا ہے خدایا راہ سنت دے دے

اچھے اعمال کے لیے مجھے قبول فرما
زندگی لمبی عافیت اچھی صحت دے دے

تجھ کو پانے کا ہو جذبہ مجھے ہر وقت حاصل
تجھ کو یاد رکھنے کی ہروقت سعادت دے دے

قلب سلیم عطا کر مجھے اب یا معطی
نفس پہ قابو کے لیے بھی مجھے قوت دے دے

اور شریعت پہ مرا نفس مطمئن کردے
میں ترا ہی رہوں یا رب ایسی حالت دے دے

وہی قابل ہے ترے در پہ جو قبول ہوا
واسطے اس کے الٰہی قبولیت دے دے

میں ایک آنکھ بھر گناہ کی طرف نہ دیکھوں
نظر تو پاک دے گناہ سے نفرت دے دے

مجھ کو حاصل رہے ہر دم ترا اب نظر کرم
تجھے پسند جو ہے وہ ہی کیفیت دے دے

روز محشر مجھے حاصل ہو تری لطف کی نظر
مانگتا شبیرؔ ہے رضا کی جگہ جنت دے دے

رمضان شریف

بارش ہے رحمتوں کی رمضان کے مہینے میں
بہتات ہے اجروں کی رمضان کے مہینے میں

جو نفل پڑھے اس میں فرضوں میں شمار ہووے
ہے حد عنایتوں کی؟ رمضان کے مہینے میں

طے کرلیں جتنا کرلیں اصلاح کی سڑک یہ
تقویٰ کی منزلوں کی رمضاں کے مہینے میں

قرآن کا مہینہ ہے کیا شان نظر آئے
اس کی تلاوتوں کی رمضان کے مہینے میں

فرضوں کا اجر اس میں ستر گنا بڑھ جائے
کیا حد ہے عطاؤں کی رمضان کے مہینے میں

افطار جو کرادے لے اجر وہ روزے کا
ہے حد کوئی احسان کی رمضان کے مہینے میں

تو بولے اور سنے وہ، وہ بولے اور سنے تو
بہار ہے قرآن کی رمضان کے مہینے میں

اخلاص کا پیکر ہے اور عشق کی اک صورت
انسان کی پہچان کی رمضان کے مہینے میں

پیر نفس پہ رکھنا ہے دل نور سے بھرنا ہے
ہے سیر گلستاں کی رمضان کے مہینے میں

اک رات اس میں یوں ہے شبیرؔ وہ مل جائے
دولت ہے کل جہاں کی رمضان کے مہینے میں

اک عشق کی منزل رمضان ہے

اک عشق کی منزل حج ہے اگر اک عشق کی منزل رمضاں ہے
دونوں سے اللہ ملتا ہے دونوں کے پیچھے رحماں ہے

اک دل دینا اللہ کو ہے اک نفس کو قابو کرنا ہے
اک قربانی کا منظر ہے اور اک کے اندر قرآں ہے

اک ڈوب جانے میں ملنا ہے اک ملنے میں ڈوب جانا ہے[275]
وہ بھی تو رب کا احساں ہے یہ بھی تو رب کا احساں ہے

اک میں خود کو دیکھو نہیں اک میں خو د میں اس کو دیکھو[276]
اک میں کرنا اس کے لِئے اک میں رکنے کا فرماں ہے

ایک بولتی اپنی بند رکھنا اک بولی اس کی سننا ہے[277]
پہلے پہ پھر کیا ملتا ہے اور دوسرے کی بھی کیا شاں ہے

میں دونوں کا شیدا ہوں شبیرؔ مٹ مٹ کے اس کا بن جاؤں
یہ دونوں میرے رستے ہیں اور منزل میری جاناں ہے

کلامِ ربی

قاریِ قرآن ذراتو دیکھو کہ سامنے کیا ہے کلامِ ربی
کلامِ حاکم کلامِ محبوب کیا خوش ادا ہے کلامِ ربی

یہ تیرا آئین ، یہ تیرا منشور، ہے تیری زیست کا یہ ایک دستور
مقابلے کا نہ سوچو اس کے کہ بس جدا ہے کلامِ ربی

لفظ لفظ میں ہے پیار کتنا تو ہم ہوں اس پر نثار کتنے
زبان کتنی ہے خوش نصیب وہ، چلا ہے جس پہ کلامِ ربی

سکون دل بھی نصیب اس سے اَجر تلاوت کا اس کا زیادہ
تو طاق میں بند بغیر دیکھے کیوں رکھا ہے کلامِ ربی

شفائے دل ہے دلوں کا نور ہے دلوں میں اس سے کیا سرور ہے
کثافتیں ہوں جو دل میں زیادہ تو پھر شفا ہے کلامِ ربی

زبان مشغول ہواس میں اور آنکھ دیکھنے میں ہو اس کے محو
تلاوت اس کی ہوں سنتے کان سے مری دعا ہے کلامِ ربی

کلامِ ربی پہ غور کرنا کلام پر ہو اور رب پہ بھی ہو
شبیرؔ دل سے ذرا تو پوچھو کبھی سنا ہے کلامِ ربی

علم اور کیفیت احسان

جاننا ٹھیک مگر جان بھی ہو
یعنی کیفیت احسان بھی ہو
شیخ کامل کے پاس ہی یہ ملے
کچھ سنورنے کا تو سامان بھی ہو

نورِ خارجی و باطنی

علم اک نورِ خارجی ہے سنو
وہ جو کہ حاملِ وحی ہے سنو
جڑ پکڑتا ہے دل میں صرف اس وقت
دل میں گر نورِ باطنی ہے سنو

شرفِ انسانیت

خلق میں اشرف ہے جو بھی انساں ہے
منتخب ان میں ہر مسلماں ہے

بول پہنچے ہیں اس کے ہم تک جو
براہ راست تو وہ قرآن ہے

حکمِ حاکم ہے یادِ محبوب ہے
یہ جو ہم میں ہے رب کا احساں ہے

اس کو سمجھنے کی تُو کوشش کر
احکم الحاکمین کا فرماں ہے

اپنے محبوب کا ہے فرمودہ
آنکھ اشکبار قلب حیراں ہے

میں تراویح میں سنتا جاؤں اسے
خدا کا فضل ہے اور رمضاں ہے

نور سے دل کو میں معمور کروں
یہ فرحت دل کی آج مہماں ہے

شبیرؔ قلب اس کے حوالے کر
پڑھ سکوں سے، کلامِ جاناں ہے

دل بنا ہو

ہو دل نہیں بنا کوئی سمجھے کتاب کیا
جب عقل نفس زدہ ہو ملے پھر جواب کیا
نفس مطمئن ہو قلب ہو سلیم فہم ہو رسا
پھر تجھ کو نتائج ملیں ان کے جناب کیا

تعلیم و تربیت

علم کا نور بھی ضروری ہو
بے تربیت یہ بات ادھوری ہو

علم حاصل کرو اصلاح بھی کرو
اپنے نفس کی تو بات پوری ہو

قرآن سے عشق

عشق قرآن سے کرو حاصل
تاکہ محبوب سے ہو تم واصل

نور سے بھرپور ہے ہر لفظ اس کا
اس سے معمور کرو اپنا دل

دل سے رستے پہ گامزن ہوجا
لازمی پائے گا اپنی منزل

روانی اس کی ملائک کی طرح
کم نہیں اجر میں اس کی مشکل

بے رخی اس سے مہنگی ہے بہت
کہیں رہنا نہیں اس سے جاہل

جاری رکھنا ہے دور اس کا ہمیش
تجلیات ہوں حاصل کامل

ہو نصیب خدمتِ قرآن مجھے
یا الٰہی شبیرؔ ہے سائل

قرآن اپنا توشہ

کلامِ الٰہی کلام پر اثر
نہ شعر ہے یہ اور نہ یہ نثر

اگر چاہے تو کہ خدا کی سنے
تو پڑھ اس کو تجھ کو بھی ہو کچھ خبر

خدا کو فضیلت جو مخلوق پہ ہے
تو اس کو کلاموں پہ ہے اس قدر

اگر دل میں تیرے یہ موجود ہو
تو بھٹکے خدا سے نہ تیری نظر

اگر تو عمل اس پہ کرلے تو بس
پھرے تو نہ دنیا میں پھر در بدر

اگر ظلمتیں چارسو ہوں ترے
تو اس سے ملے گی نوید سحر

تراویح میں سننے سے کیا ملتا ہے
پتا ہو تو چاہو یہ ہو عمر بھر

وظیفہ بعض سورتوں کا ہے ٹھیک
مگر جاری کوشش رہے دور پر

تجلی ہر آیت کی اس کی جدا
ملے تجھ کو بھی یوں ہر اک کا ثمر

شبیرؔ اپنا توشہ یہ رکھنا ہے پاس
اسے لے کے جانا تو ہے اپنے گھر

بجتا کٹورہ

بجتا زیادہ کٹورہ خالی ہے
جو بھرا ہو وہ شور سے عاری ہے
صرف ظاہر پہ جو ہیں مست ہیں وہ
گردن دل والوں نے جھکالی ہے

تلاوتِ قرآن

میں تلاوت اگر قرآن کی دھیان سے کروں
تو اس تلاوتِ قرآن میں خدا سے ملوں

میں دیکھوں سامنے میرے کلامِ ربی ہے
وہ ہم کلام ہو مجھ سے میں اس کو جیسے پڑھوں

کہیں جنت دکھائے اور کہیں دوزخ یہ
کہیں ہو شوق مجھے اس سے اور کہیں میں ڈروں

کہیں قارون کا قصہ مجھے ڈرائے ہے
کہیں فرعون کے قصے سے میں عبرت پکڑوں

حبِّ دنیا سے خون سفید بھائیوں کا ہوا
صبرِ یوسف سے البتہ مجھے مل جائے سکوں

دعویٰ کیا علم کا زیبا ہے علماء کے لیے
اس میں موسیٰ علیہ السلام و خضر علیہ السلام کا جو واقعہ میں پڑھوں

دلِ قرآن ہے یٰس، ہے یہ معلوم ہمیں
اس کی دھڑکن ملے دھڑکن سے مری میں یہ کہوں

گردشِ لیل و نہار میرے لیے ایک عبرت
سورۃِ شمس سے میں پیغامِ تزکیہ کیوں نہ لوں

پورے قرآن میں اصلاحِ نفس کے گر موجود
پورا قرآن تصوف ہے اور اس پر میں رہوں

اس کے الفاظ میں پنہاں عشقِ الٰہی شبیرؔ
اور معانی سے میں اس کے دل و دماغ بھروں

ظرف و مظروف

ظاہر و باطن ہے ظرف و مظروف
ہوتا ظاہر میں ہے باطن ملفوف
نہ ہو باطن قائم ظاہر کے بغیر
بغیر ظاہر کے نہ ہو باطن معروف

شبِ برات

شبِ برات کی اس رات کی برکات دیکھیں
اور پھر چشم تصور میں وہ حالات دیکھیں

فیصلے رب کے ہمارے لیے اترتے ہوں
ہمیشہ ہوتی جو ہیں اپنی وہ حاجات دیکھیں

کس طرح ہم ہوں مطمئن اس اہم رات میں پھر
زباں پہ اہلِ قلوب کی پھر مناجات دیکھیں

آنکھ پر نم ہے پر امید مگر خوف کے ساتھ
کچھ خوش نصیبوں کا یہ حال ساری رات دیکھیں

اس کی بخشش و داد کی لوٹ کی آواز بھی سن
کیا کرم اس کا ہے ہم پر بھی یہ ساعات دیکھیں

رات قیام میں گزرے اور دن میں روزہ ہو
دل ہو شرمندہ اور آنکھوں کی برسات دیکھیں

وہ ہیں نادان جو رسموں میں ہیں گم، ان میں تُو
شغلِ آتش کا ہندوؤں کی باقیات دیکھیں

دل سے میری ہے دعا مجھ کو لکھے وہ اپنا
کاش شبیرؔ ان سے ان کی آج یہ سوغات دیکھیں

مایوس نہ ہو

مایوسیوں کی باتیں چھوڑنا اب
دل کو بس اس کی طرف موڑنا اب
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا پڑھ
نفس کو اچھی طرح جھنجھوڑنا اب

مایوسی کے وساوس

جو ہو اس کا وہ ہو مایوس کیسے
لوگ وساوس میں گھرے ہیں ویسے
رستہ موجود ہے نظر آئے نہیں
متردد ہیں اندھے ہیں جیسے

لیلۃُ القدر

لیلۃ القدر ہے اجروں کی بہار
یہ اس اُمت سے ہے اللہ کا پیار

اس کی ایک رات کی عبادت ہے
اتنی جیسے کرے مہینے ہزار

اترتے اس میں جبرئیل بھی ہیں
ساتھ ہوتے ہیں ملائیک بے شمار

سب کے لئے وہ دعا کرتے ہیں
جو عبادت میں ہوں مشغول اس بار

داد اس کی ہے بے حساب اس میں
تم بھی اس کے لیے رہو تیار

معاف کرنا پسند ہے اس کو
اس میں خوب مانگ لے نہ ہمت ہار

آخری عشرے میں ہوتی ہے یہ
طاق راتوں کا زیادہ اعتبار

ستائیسویں میں ہے امکان زیادہ
صرف اس میں ہی نہیں ہے او یار

آخری عشرے کی ہر رات کوئی
گر رہے اس کے لئے شب بیدار

تو یقیناً ملے اس سال شبیرؔ
نقد لوگے نہیں ہے اس میں ادھار

اللہ کے بندوں پر رحم

رحم کر اس کے بندوں پر تو ہوگا رحم تجھ پر بھی
کہ بندے اس کا کنبہ ہیں خبر لے اس کے کنبہ کی
مگر وہ لوگ جو دشمن کنبہ کے ہیں پررحم کرنا
ہے ظلم مظلوم پر تو ان کا ساتھ نہ دینا کبھی

عید سعید

ایک رمضان کی خوشی اور پھر یہ عید سعید
اللہ بار بار ہمیں دے اور اس پہ مزید

اپنا دیدار ہمیں کردے نصیب جنت میں
ہم ہیں نالائق مگر اس سے یہ رکھتے ہیں امید

سارے اعمال ہوئے اس کی ہی توفیق سے ہیں
اب وہ فرمائے قبول اس کی ملے ہم کو نوید

ایک افطاری کی لذت ملے روزے سے یہاں
ایک جنت میں وہ فرحت ملے بوقت دید

علتِ صوم یعنی تقویٰ ہمیں مل جائے
کیونکہ ایمان سے ملن اسکا ولایت کی نوید

وہ جو دشمن ہے ہمارا، ہماری تاک میں ہے
حملہ کرتا ہے وہ سخت سب پہ اسی لیلۃ العید

اور پھر عید کے دنوں میں کہاں چھوڑے گا
کردے زہریلا ترے پاس لبن تیرا خرید

تو اس میں جاری رکھے صالحیں کی صحبت گر
تو اس کو مل نہ سکے کوئی ترے دل میں چھید

یہی تقویٰ ترا رمضان کا کافی ہو شبیرؔ
سال پورا رہے باقی بنے تو اس کا شہید

غیر محرم کا اثر

جو کہیں ان پہ غیر محرم کا اثر نہیں تو وہ سمجھے ہی نہیں
دیکھنا ان کا جرم، جب دیکھا تو وہ دیکھنے سے تو بچے ہی نہیں
جو گناہ ہو اور گناہ نہ سمجھے کوئی اس کو بڑا گناہ ہے یہ
پیروی خواہشِ نفس کی ہے یہ تو وہ اس سے ابھی نکلے ہی نہیں

عید کے دن کیا کریں؟

نورِ تقویٰ سے تو نعمت کی شناخت کرلو
حکم سے اسکے استعمال وہ نعمت کرلو

نور تقویٰ کا ملا تم کو جو رمضان سے ہے
باقی رکھنے کیلئے تھوڑی سی محنت کرلو

لیلۃُ العید میں ناجنس کی صحبت سے بچو
رات اچھی ہے کچھ اس میں بھی عبادت کرلو

لیلۃُ الجائزہ مزدوری کے ملنے کی ہے رات
اس کے لینے کے لئے تھوڑی سی حرکت کرلو

عید روحانی خوشی کا ہے ذریعہ کیا خوب
جائز اعمال سے حاصل اسکی لذت کرلو

نفس کو نفس کی چاہتوں کے حوالے نہ کرو
یہ اگر چاہے تو اس کی مخالفت کرلو

کپڑے اچھے، کھانا اچھا ہو مبارک تم کو
ہاں کسی طرح نہ تم قصد معصیت کرلو

لب پہ تکبیر ہو اور دل شکر سے ہو لبریز
واسطے اس کے قبول میری نصیحت کرلو

رشتہ داروں سے ہو ملنا صلہ رحمی کے لئے
دل سے کینے کو اور بغض کو رخصت کرلو

بھول جانا نہیں اس دن مرنے والوں کو بھی
ہو اگر صورتِ امکاں ان کی زیارت کرلو

ہاں مگر عورتوں کا جانا قبرستاں نہیں درست
لازم اپنے پہ پابندیٔ شریعت کرلو

اپنی خوشیوں میں غریبوں کی خوشی یاد رہے
صدقہ فطرانہ سے کچھ ان کی بھی خدمت کرلو

دینا بچوں کو ہو عیدی تو یہ بدلے پہ نہ ہو
اس طرح سود سے اپنی محافظت کر لو

تم اگر چاہو کہ دل کی خوشی کو پاجاؤ
یہ چند اشعار تم شبیرؔ کے سماعت کرلو

شوال کے روزے

روزے چاہے کہ تو کچھ اور رکھے
اسی شوال کے مہینے کے

دس مہینے بنے رمضان کے جب
اور ان کے بھی دو مہینے ہوئے

اک کے دس ملتے ہیں خدا کے ہاں
گویا رکھے ہیں سال بھر روزے

ہم کو اُمید اس سے یہ بھی ہوئی
اثر اس کا پھر سال بھر ہی رہے

کیا کوئی حد ہے اس کے دینے کی
لینا چاہو گے تو مزید ملے

یہ بہانے ہیں اس کے دینے کے
شبیرؔ کیوں رہیں پھر ہم پیچھے

ذی الحج کے روزے

روزے ذی الحج کے پہلے عشرے کے
دیکھ لینا کہ ہیں اہم کتنے

ایک روزے کا سال بھر ہے ثواب
اور عرفہ کے دن کی کیا بات ہے؟

وہ پچھلے سال اور آئندہ سال
کے گناہوں کا جب کفارہ بنے

لوٹ لیں لوٹ لیں نہ چھوڑیں یہ
اس کے دینے کے ہیں جو یہ رستے

اس کا بازار لوٹ کا ہے گرم
لے لے لیتا رہے کوئی لے لے

اب ہے موقع عمل کا آگے بڑھ
تاکہ شبیرؔ پھر حسرت نہ رہے

عاشورے کا روزہ

مدینہ پہنچ کے نبی(ﷺ) نے جو دیکھا
ہیں رکھتے یہودی محرم کا روزہ

تو پوچھا یہ کیا ہے؟ سبب اس کا کیا ہے؟
بتایا گیا یہ خوشی کا ہے موقع

ملی موسٰی اور قوم کو اس دن نجات جب
تو اس سے بڑا دن ہمارا کیا ہوگا

تو بولے نبی (ﷺ) پھر ہمیں زیادہ حق ہے
کہ رکھیں یہ روزہ ہمارے ہیں موسیٰ(علیہ السلام)

مشابہ نہ ہو پھر یہود کا کہیں یہ
بنے یوں نبی (ﷺ) سے سوالی صحابہ

یہ فرمایا اس سے نکلنے کے واسطے
رکھیں ہم یہ روزہ مگر اک زیادہ

ہو نیکی کہیں بھی نہ چھوڑیں ہم اس کو
مگر ایک بھی ہو نہ غیر کے مشابہ

صحابہ کا ہم پر ہے احسان کتنا
کریں ان سے ہر چیز میں استفادہ

تو سنت بنا یوں عاشورے کا روزہ
مگر اک اضافی کا ہو ساتھ ارادہ

شبیرؔ ان کی در سے ملے جو وہ لے لیں
کہ عشق و محبت کا ہے یہ تقاضا

ساتھ کس کا دیا جائے

کبھی رہو نہ ظالمین کے ساتھ
جو کہ شر ہے اور مفسدین کے ساتھ
شانِ دنیا تمہیں مرغوب نہ ہو
ارے خدا ہے صابرین کے ساتھ

صفر المظفر

نحس سے پاک مہینے سارے
کوئی منحوس نہیں ہے پیارے

اس طرح صفر المظفر بھی
غلط نہ سوچنا اس کے بارے

کہے منحوس اسے ہے منحوس
توہمات ہی اس کو مارے

جو بلائیں اسی میں مانتے ہیں
اُلٹے ہیں ان کی عقل کے دھارے

اپنی تقدیر کا مالک ہے خدا
کر سکیں کیا بے وقوفو تارے

کہے یوں ہوتا تو پھر یوں ہوتا
اس میں شیطان وسوسہ مارے

کہنا ایسا ہی تو مقدر تھا
اس میں شیطان سے کوئی کیوں ہارے

جھوٹے لوگوں کے جھوٹ کی شبیرؔ
تو نے لی خوب کیا خبر واہ رے

خود پر بھروسہ

تیرا جو خود پہ بھروسہ ہے چھوڑ
تجھ کو جو مال کا نشہ ہے چھوڑ
یہ جو چیزیں ہیں وفادار نہیں
قلب میں جو ان کا تقاضہ ہے چھوڑ

رب پر بھروسہ

اپنے رب پر بھروسہ ہی کرنا
وہ جو چاہے فکر اسکی کرنا
فکر دوسروں کی بھی ہے ٹھیک مگر
ان سے پہلے فکر اپنی کرنا

پیر کے دن

آپ کی ہے ولادت پیر کے دن
اور پھر آپ کی رحلت پیر کے دن

مدینے میں بھی آمد پیر کے دن
اور ابتدائے ہجرت پیر کے دن

ربیع اول میں سارے کام ہوئے یہ
بہت پائی ہے نعمت پیر کے دن

صدیقؓ کو اس کی خواہش تھی بہت ہی
کہ ان کی بھی ہو رحلت پیر کے دن

بزرگی اس لئے اس نام میں ہے
ملی ہم کو سعادت پیر کے دن

تو دل میں موجزن شبیرؔ کے ہے
تب آقا کی محبت پیر کے دن

ربیعُ الاول

ہے ماہِ ولادت ربیع الاول
سعادت سعادت ربیع الاول

مہینہ یہ آقا کی ہجرت کا ہے
بشارت بشارت ربیع الاول

اہم کام آقا کے اس میں ہوئے
محبت محبت ربیع الاول

خدا نے اسے چن لیا جب ہے تو
محبت کی دعوت ربیع الاول

اسی میں خدا نے بلایا بھی پاس
کہ ہے ماہِ رحلت ربیع الاول

ہواس ماہ میں بدعت کو کیسے فروغ
کہ ہے ماہِ سنت ربیع الاول

سرِمو ہٹے نہ سنت سے اُمت
یہ دیتا ہے دعوت ربیع الاول

صحابہ کے پیچھے چلو ہی چلو
کہے در حقیقت ربیع الاول

توبدعت سے شبیرؔ ہمیں آئے گھن
سکھائے یہ نفرت ربیع الاول

نورِ قلب نبی (ﷺ)

کوئی پوچھے یہ سلسلے کیا ہیں
کہہ دے یہ نور کی ہیں نوری راہیں
جس سے نور آپ ﷺ کا دل تک پہنچا
اور استعمال ہوئی یہ خانقاہیں

اہل بیت کی محبت

لائق تو اتباع کے اہل بیت ہیں سارے
آسمان جو عزت کا ہے یہ ان کے ہیں تارے

افراد خاندانِ رسول کے ہیں کیا عجیب
دنیا نے ان کے دیکھے کیا عجیب نظارے

جب حبِّ اہل بیت حبِّ نبی (ﷺ) سے ہے ناشی
اُمت کے مرد و زن کو پھر یہ کیوں نہ ہوں پیارے

ترغیب جب رسول کی ہے، ساتھ ان کے ہم رہیں
عامل ہیں اس پہ کیسے سب امام ہمارے

حسن و حسین و فاطمہ علی کی محبت
شبیرؔ دل میں رکھ نہ لگا خشک تو نعرے

تعارفِ اہلِ بیت

کیا نسبتِ رسول(ﷺ) کا بھی پاس نہیں کوئی
کیسی بے وفائی کی ہوائیں ہیں اب چلی

یہ سوچو کیا نہیں یہ گھرانہ رسول کا
تب کچھ پتہ چلے کہ کیا غلط ہے کیا صحیح

قرآن و عترتی ہے جو فرمایا نبی نے
حدیثِ سفینہ بھی کیا تو نے نہیں سنی

مَنْ کُنْتُ مُوْلَاہ کے ساتھ آگے بھی تو دیکھو
مولاہُ جس کے بارے میں فرمایا ، ہے علیؓ

شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ کے سردار کون ہیں
پھر ان ہی کے بارے میں کیا سوچ ہو تیری

شبیرؔ صحابہ کی محبت تو ہے لازم
یہ اہل بیت تو ہیں ہی ساتھ یہ ہیں صحابہ بھی

ٹکڑے نبی کے دل کے

ٹکڑے نبی کے دل کے اہل بیت ہیں طہار
ہے فاطمہ جنت کی خواتین کی سردار

پڑھ سیدا شباب اھل جنة حسنین
اور جاننے کا تجھ کو بھلا کیا ہے انتظار

مَنْ کُنْت مُوْلَاہ سے اشارہ کیا مطلوب
مُوْلَاہُ میں ہ کون ؟ ہیں وہ حید ر کرار

گر حبِّ اہل بیت کو کہتا ہے رفض کوئی
سن لیں امام شافعی کے پھر اس پہ اشعار

حبِّ یزید میں آگے نہ بڑھنا کہیں اتنا
سر پر ہاں نواصب کی کہیں آئے نہ تلوار

شبیرؔ کہاں بھول سکے سجدۂ شبیر
بے ساختہ اہل بیت پہ جب آئے اس کو پیار

صرف علم کافی نہیں

صرف علم ہی کافی نہیں ہمت بھی ضروری
اور اس پہ ہمیشہ استقامت بھی ضروری

تعلیم سے ہم کو ملے رستے کا پتا تو
اس رستے پہ چلنے کی ہے حرکت بھی ضروری

رستے میں اگر راستہ روکے
تو اس سے اپنے آپ کی حفاظت بھی ضروری

کھائی اگر ہو کوئی رستے میں تو پھر تو
اس سے بھی بچنے کے لیے محنت ہے ضروری

کھائی تقاضے نفس کے ہیں شیطان ہے ڈاکو
ہے ان سے بچنے کی صلاحیت بھی ضروری

تعلیم سے معلوم ہو شبیر، کریں کیا
تو اس کے لئے پھر ہے تربیت بھی ضروری

خانقاہیں اور مدرسے

خانقاہیں اگر درست نہیں ساری آج کل
مدرسے کیا ہیں سارے اہل حق پہ مشتمل

کھوٹے سکوں کا چلنا ہے دلیل کھروں کی
موجودگی کے ماحول میں ان کو دیکھنے تو چل

یہ مدرسے تعلیم کے پانے کے لیے ہیں
پر تربیت کے پانے کا مسئلہ بھی ہو وے حل

اس کے لیے نظام بھی کچھ سوچ لینا ہے
اپنے بڑوں کو دیکھو کہ کیسے بنے کامل

جب علم ضروری ہے مدرسے بھی ضروری
خانقاہیں کیوں نہیں ہیں اگر چاہیے عمل

یہ ہی بڑوں کا راستہ ہے اس پہ چل شبیر
خطرے کی یہ گھنٹی ہے نہ یہ راستہ بدل

دل کی غفلت

منہ سے دل تک رستہ بالشت بھر
اور نجات اس پر ہے ساری منحصر

ہر وقت باتوں میں ہم مشغول ہیں
دیکھ لے غفلت ہے دل میں کس قدر

دل اگر اللہ سے مانوس نہیں
آئے باتوں میں کہاں سے پھر اثر

قال تو ہے خوب پر ہو حال بھی
تاکہ چھلکے میں ملے ہم کو ثمر

شیخ کامل ڈھونڈ اور پھر اس کی مان
حکم سے پھر اس کی سرتابی نہ کر

دل بنادے اس طرح شبیرؔ تو
اور نفس کی اس طرح تو لے خبر

خود سے خطاب

تو بن جا خدا سے دعا کرنے والا
کہ وہ ہے ہر اک کو عطا کرنے والا

تو مایوس بن کے دعاسے رکے تو
اے بندے خدا کے ہے کیا کرنے والا

ہے ممکن کہ حالت تری یہ پسند ہو
اسے ہے پسند التجاکرنے والا
ا
خزانوں میں اس کے کمی تو نہیں ہے
ہے باطل کو حق سے جدا کرنے والا

حقیقی طلب کس کو ہے دیکھے اور کون
ہے حق بندگی کا ادا کرنے والا

نہیں دنیا یہ بس جگہ امتحان کی
تو بن اس پہ سب کچھ فدا کرنے والا

یہاں دکھ جو پائے وہاں سکھ بنے وہ
نہیں یوں ہی وہ مبتلا کرنے والا

وہاں عیش پر مبتلا کو جو دیکھیں
تو محروم بنے یوں صدا کرنے والا

اے کاش قینچی سے کاٹی جاتی جلد اس کی
مگر آج ہوتا ایسا کرنے والا

یہ دن زندگی کے ہیں چند بولے شبیرؔ
بنوں اس میں اس سے وفا کرنے والا

عورت

اپنا عورت ہونا عورت اگر تسلیم کرے
اس کی فطرت ہی بہت کچھ اس کو تعلیم کرے

خدا نے جس کو بنایا ہے جیسے حکمت سے
وہی اچھا ہے ، ہے اچھا جورب کریم کرے

مرد بس مرد رہے اور ہوعورت عورت
یہی احساس معاشرے کی بھی تنظیم کرے

مرد مردانگی دکھلائے اسے کم نہ کرے
کمی مردانگی کی اسے قسیم کرے

اورعورت کا ہے کمال نسوانیت شبیرؔ
یہی مطالبہ اس سے قلب سلیم کرے

اقبال

شناخت قوم کو اقبال نے بھی دی ہے عجیب
حق کھلا اس پہ تھے کیسے بلند اس کے نصیب

یہ تجلی تھی کسی دل کی جو اس دل پہ پڑی
وہ فلسفی تھا مگر عشق کا ہوا کیسے قریب

یدِ بیضا کے تصرف نے بدل ڈالا اسے
وہ تھا جو کچھ بھی مگر بن گیا وہ حق کا نقیب

کس طرح عشق رسول اس کو ہوا تھا حاصل
فکرِ فردا سے بنا میرِ حرم کا عندلیب

پیر رومی سے مستفید مریدِ ہندی
بنا شبیرؔ قلب و روح کے سوالوں کا مجیب

رومی

طریقِ جذب کا اک ترجمان رومی ہے
اک معرفتِ الٰہی کا نشان رومی ہے

جو خود کو بیچ کے اللہ کے ہے پانے کا حریص
اپنے شیخ شمس تبریزی کی زبان رومی ہے

جو آگ تھی حبِّ الٰہی کی شیخ کے دل میں روشن
اس آگ میں تپ کے ایک تیغِ فساں رومی ہے

وہ جو نعرہ دلِ اقبال سے زبان پر آیا
غور کرلو کہ اس میں بھی تو نہاں رومی ہے

اپنا دل دیکھ کے پرکھ لے مثنوی پہ شبیرؔ
عالمِ جذب کا کیونکہ پیرِ مغاں رومی ہے

اقبال اور خودی

کہا اقبال نے جس کو خودی وہ بننا رب کا ہے
کہ اس کا سرِنہاں خود یہ کہتے ہیں کہ کلمہ ہے

بقول اس کے خودی کو جو بھی کرتے ہیں بلند ان سے
خدا پوچھے ہے ہر تقدیر میں ان کی رضا کیا ہے

خدا کا بندہ بننے سے خدا بنتا ہے اپنا کہ
جو اللہ کا بنے فرمایا کہ اللہ بھی اس کا ہے

تو رومی بے خودی کے واسطے کوشش کے قائل ہیں
کہ جو کوشش کرے اس کی وہ اپنے آپ کو پاتا ہے

خودی کا لفظ اور معنٰی جدا لگتے ہیں آپس میں
ذہن نافہم لوگوں کا غلط سمت میں جاتا ہے

تو کیوں نہ لفظ بھی لیں پیر رومی سے ہم اس واسطے
کہ لفظ یہ بے خودی معنًاو لفظًا ایک آتا ہے

مرید ہندی کے تحقیقات میں لفظ بے خودی لانا
ہمیں قرآن و سنت سے سہولت سے ملاتا ہے

جب وحدت کے شہود کے ساتھ وجود کا ہے بدلنا درست
کوئی شبیرؔ اس تغییر پہ شور کیوں مچاتا ہے

رومی کی بے خودی

بے نفسی ہے مطلوب، ہے یہ رومی کی بے خودی
دع نفس و تعال کا جو ہے الہام ہے یہی
پس لفظ میں معنیٰ میں تفاوت نہیں رہا
ایک خاص کیفیت کی بھی تشریح ہوگئی

اقبال کی خودی

خودی ہے کلمۂ توحید سے ماخوذ اگر
تو خود کو چھوڑ کے اس کا ہو بننا اس کا اثر
خودی کے لفظ کا تطبیق معنیٰ سے مشکل
اس میں عنقا جو ہے تطبیقِ باطن و ظاہر

مقصود کا تعین

اقبال کے اشعار کا پیغام ہے عالی
تب تو دلوں میں اس نے جگہ اپنی بنالی

مشکل کوئی تعبیر اگر اس کی کوئی ہو
مقصود جو تعبیر ہے رومی سے وہ پالی

رومی کی بیخودی سے ملے درس فنا کا
اقبال نے بالعکس ہی خودی میں پناہ لی

جب تک کہ بیخودی نہ میسر ہو کسی کو
کیسے خودی بقا جو ہے اس نے اس کی راہ لی

جو گم ہوا الفاظ کی جھرمٹ میں خواب شبیر
تعبیر اس کی ہاتف غیبی نے سکھالی

عورتوں کی تعلیم

تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر
تعلیم صرف وہی ہو اچھا جس کا ہو اثر

کیا وہ جو شریعت سے بھی آزاد کرے ہے
جانے وہ اپنے نفس کی ہر اک بات معتبر

تعلیمِ دین عورتوں کو دینا ضروی
پر ایک بات پر ہے ضروری بہت نظر

ہو تربیت بھی ساتھ کہ بن جائے ان کا دل
ورنہ رکھیں کم اپنی نظر میں اپنا شوہر

جو فرض علم ہے اس سے تو غفلت کہیں نہ ہو
فرضِ کفایہ پر نہ رہے زور اس قدر

ہر چیز اعتدال پہ رکھنا ہے اے شبیر
مل جائے تاکہ تجھ کو ہر اک چیز کا ثمر

تعلیم اور جہالت

تعلیم جو اللہ سے آزاد کرے ہے
اور آدمی کے دل کو وہ برباد کرے ہے

تعلیم جو ایسی ہو جہالت اس سے اچھی
شیطان کو جس میں کوئی استاد کرے ہے

تعلیم جو مذہب سے ہی بیزار کرے وہ
شیطان ہی کے دل کو اس سے شاد کرے ہے

سائنس میں دین کی نہ ضرورت کوئی سمجھے
اور دین میں سائینس سے وہ عناد کرے ہے

تعلیم جو اللہ کا بنائے کسی کا دل
شبیرؔ کا دل اس پہ صرف صاد کرے ہے

مایوسی کا علاج

مایوسیوں کی فضا چھائی ہے
شمع امید کی ڈگمگائی ہے

بچا بجھنے سے اسے اس ہوا سے
بجھانے واسطے جو آئی ہے

ہمارا آسرا خدا ہے صرف
نہ کہ ظاہر کی یہ خدائی ہے

ہم اگر اب خدا کے بن جائیں
بہت قریب رہنمائی ہے

جو ہمیں راستہ دکھائے گی
بات ایسی سمجھ میں آئی ہے

سستی اسباب میں کرو نہ شبیر
پھر دعا کر یہی دہائی ہے

نظر کی حفاظت

نظر کی حفاظت بہت ہے ضروری
بدوں اس کی ہوتی خدا سے ہےدوری

نظر آئے سوچے کہ دیکھا نہیں ہے
ہاں قصداً نہ ڈالے یہ کوشش ہو پوری

اگر آئے سامنے کوئی غیر محرم
ہٹا دے نظر تو بنے اس سے نوری

نظر کا جھکانا یہ سیکھوگے تب ہو
یہ چلنا ہے دین پرنہ کہ کھانا چوری

اگر دل شبیرؔ اس بلا سے بچا لے
ملے باآسانی مقام حضوری

صورتِ دین میں دنیا کی طلب ؟

دیں میں جن کو بھی حرام سے احتیاط نہیں
یہی وجہ ہے کہ خدا بھی ان کے ساتھ نہیں

یہ شہرتوں کے سمندر میں ڈوب جانا ہے
جو شوقِ غیر میں اس کا شوقِ ملاقات نہیں

ہم مکلف تو صرف جائز طریقوں کے ہی ہیں
کیونکہ ممنوع کبھی باعث نجات نہیں

صورتِ دین میں دنیا کی طلب ؟ اف کیسی
ہے کیا یہ دین ؟ جو مطلوب اس کی ذات نہیں

میں بینروں پہ جو تصویرِ مولوی دیکھوں
جو ہونی ان میں ہے سمجھوں کہ اب وہ بات نہیں

مرے اشعار تو ناراض کرے ہیں شبیرؔ
کیا دن کو دن نہ کہوں؟ رات کو میں رات نہیں؟

اغیار کے طریقے

اغیار کے طریقے ہمیں مار رہے ہیں
یہ اس لیے کہ دل کے جو بیمار رہے ہیں[278]

روز ان کی سازشوں کا گلہ سنتے ہیں رہتے
کیا ان کی طرح ہم کبھی بیدار رہے ہیں[279]

کرتے ہیں جو زخمی اپنی تلوار سے ہم کو
لینے دوا کے ان سے خواستگار رہے ہیں[280]

اے کاش کچھ کریں بھی کبھی عقل استعمال
آبا ہمارے کتنے سمجھدار رہے ہیں

جن کو مفاد اپنے ہوں ملک سے عزیز تر
اپنے بھی ہوں وہ خنجرِ اغیار رہے ہیں[281]

عاقل کبھی دشمن سے نہ مانگیں رحم کی بھیک[282]
لڑنے کے لئے اس سے وہ تیار رہے ہیں

ہوتا ہے مؤمنوں کا بھروسہ خدا پہ ہی
وہ حبِّ الٰہی سے جو سرشار رہے ہیں

ڈھونڈ ایسی قیادت اب اپنے واسطے شبیرؔ
جو حق کے راستے کے شہسوار رہے ہیں

دنیا اور امتحان

دنیا نہیں ہے ایک ہے یہ امتحان گاہ
ہر ایک کا پرچہ ہے مگر ہے جداجدا
کسی کو دیا بہت ہے کسی کو بہت ہی کم
پرچہ کسی کا شکر ہے اور صبر کسی کا

دل کی اصلاح

جسم میں گوشت کا اک لوتھڑا ہے ہو سب کچھ ٹھیک اگر وہ ٹھیک رہے
اگر یہ ہو خراب اس کی خرابی سے کوئی بھی عضو بالکل نہ بچے
یہی لوتھڑا جسم کا قلب ہی ہے تو اس کا خیال بہت رکھنا ہے لازم
ہو ممکن جتنا بھی جلدی سے اس کا بہت لازم ہے کہ اصلاح کرے

دعویٰ اچھائی کا ہم کیسے کریں

غلطیاں ہر آن پے درپے کریں
دعویٰ اچھائی کا ہم کیسے کریں

نفس اور شیطان جب موجود ہے
ہم بھروسہ کس طرح خود پہ کریں

ہوگیا مردود شیطاں کس وقت
کیا خبر ہم لاکھ بھی سجدے کریں

گر عمر سمجھیں منافق خود کو تو
کیسے ہم محفوظ کے دعوے کریں

ہم ہیں غافل اور قوانین ہیں اٹل
دل کو ہم بیدار تو پہلے کریں

ہم صحابہؓ کے غلاموں میں رہیں
پیروی میں کام ان جیسے کریں

بخش دے ہم کو خدا ان کے طفیل
اور شبیرؔ کے معاف گناہ سارے کریں

نفس کے شر سے بچنا

نفس کے شر سے بچانا خود کو
حق کے رستے پہ چلانا خود کو
اہل باطل سے کنارہ کرلے
اہل حق سے ہی ملانا خود کو

عجز کے برکات

اپنی تقصیر ماننا آسان اس سے انکار مشکلات کی جڑ
گر گناہوں میں پھنس گیا ہے تو، رکنا فوراً اس سے اور آگے نہ بڑھ
خود کو بالا سمجھ کے ٹوٹ جانا اور ہر اک خیر سے محروم ہونا
اس سے بہتر ہے عاجزی کر کے سیڑھیاں رفعتوں کی خوب تو چڑھ

مہربانی

دل میں موجود مہربانی ہو
یہ سمجھنے میں پھر آسانی ہو

ہم خطا کار جب ہیں سب پھر کیوں
جو خطاکار ہیں ان پہ گرانی ہو

جس کو ہو یاد بندگی اپنی
اپنے دعوے پہ پھر حیرانی ہو

کوئی بھی جانے حقیقت اپنی
شرم سے خود ہی پانی پانی ہو

دل سے بن جائے اس کا جلد از جلد
گر عاقبت اپنی بچانی ہو

دل مرا نفس پہ حکمراں ہو شبیر
اور دل پہ اُس کی حکمرانی ہو

غصہ

سوچ لے کچھ تُو کہ کتنی ہے حماقت غصہ
نفس کے جہل و سفاہت کی علامت غصہ

غلطیاں دوسروں کی اور سزا تجھ کو ہو
کتنا نقصان کرے تیری یہ حرکت غصہ

وقت پہ عقل نہ ہو بعد میں پچھتاوہ ہو
کہنا ہے ٹھیک کہ ہے کوئے ملامت غصہ

جو طریقے سے ہو اک بات دل کو موم کرے
اور کتنی ہی بہا لے جائے محنت غصہ

تجھ کو دشمن کی ضرورت نہیں کچھ اور شبیرؔ
بات کرنے میں اگر تیری ہے عادت غصہ

احساسِ کمتری

لعنت ہے اور عذاب ہے احساسِ کمتری
موجود اگر یہ ہو تو عنقا ہو بہتری

دوسروں کی بری چیزیں بھی اچھی نظر آئیں
اچھائیاں اپنی نظر آتی ہیں پھر بری

دشمن نے ہم کو اس کا بنایا جو ہے مریض
تو کیسے ہو سکیں پھر ان کے سامنے ہم جری

اس پوری کائنات میں اچھے جو سب سے ہیں
دیکھیں ہم ان کو خوب، نہ ہو یوں ہی سرسری

تب فرق نظر آئے پھر اچھے میں برے میں
ہر شاخ نظر آئے کہ وہ خشک ہے یا ہری

جو کان شکار احساسِ کمتری کے ہوں شبیرؔ
منہ ان میں رکھ کے خوب سناؤ کھری کھری

حرص

مان لینا حرصِ دنیا نہ کرو
اپنے ہاتھوں خود کو تباہ نہ کرو

اُم الامراض ہے یہ اس میں کبھی
اس لیے خود کو مبتلا نہ کرو

اس کی بیماریاں بہت سخت ہیں
پیچھے ہو اس طرف بڑھا نہ کرو

اتنی تھوڑی عمر اور طولِ امل
لمبے منصوبے بنایا نہ کرو

جان نکلنے میں دیر لگتی نہیں
بوجھ اتنا بھی اٹھایا نہ کرو

آخرت اچھی ہے اور باقی بھی
اس کو غفلت سے یوں چھوڑا نہ کرو

حرص شبیرؔ دین وعلم اچھی
ہاں جودنیا کی ہو کیا نہ کرو

اعمال اورخلوص

سن لے دنیا یہ آنی جانی ہے
اپنی دنیا وہاں بسانی ہے
ترے اعمال ہیں درخت اس کے
ترا خلوص اس کا پانی ہے

اللہ پہ بھروسہ

کرتے ہیں جو ہر حال میں اللہ پہ بھروسہ
ان کا نہیں کم ہوتا کسی وقت بھی حوصلہ
جس کے ہم مکلف ہیں کئے جائیں ہم وہی
اور اس میں پھر اللہ کی مدد کا ہو آسرا

ریا

بے وقوفی سے عبارت ہے ریا
کتنی فضول حماقت ہے ریا

تیرا ہر معاملہ خدا سے ہے
پھر تری کیسی یہ حرکت ہے ریا

کوئی انسان تجھے کیا دے دے گا
بنتی کیوں تیری یہ محنت ہے ریا

وہ قدردان ہے اعمال کا جب
تُف ہے اس پر بھی جو عادت ہے ریا

دل سے اب غیر کو نکال دینا
بنتی یہ غیر کی محبت ہے ریا

رد ہوں اعمال سارے اس کے ساتھ
ایسا کوچۂ ملامت ہے ریا

اب خدا دل سے تو شبیرؔ پہچان
جو بھی اس سے ہے جہالت ہے ریا

ریا

ہر حال میں ہمارا ہے خدا سے واسطہ
رکھے تبھی عمل میں بھی اللہ سے واسطہ
جو غیر ہے کچھ بھی ہمیں وہ دے نہیں سکتا
اعمال میں پھر کیسے ہو ریا سے واسطہ

دنیا آخرت کی کھیتی

محبت کر نہ دنیا سے نہیں یہ چیز محبت کی
یہ کھیتی آخرت کی البتہ ہے اس کی محنت کی
ہر اک لمحہ ہر اک پیسہ جسم کا بال بال اس میں
لگالو راہ حق میں خوب یہ باعث ہے جنت کی

کینہ ایک عذاب

کینہ ہے دل میں تو تری حالت خراب ہے
دعا قبول ہونے سےجب یہ حجاب ہے

ہے مغزِ عبادت جب دعا اور قبول نہ ہو
پھرآپ کے ساتھ باقی رہا کیا جناب ہے

تو دل کو تنگ نہ کر جہاں جب اس کا ہےوسیع
دل صاف رکھنا، فضل اس کا بے حساب ہے

بن اب خدا کا تو اور کسی اور کا نہ بن
وساوسِ شیطاں کا یہ اچھا جواب ہے

غصہ نکالنا ہو اپنے نفس پہ نکال
کینہ شبیرؔ اس کا ہی تو پیچ و تاب ہے

بزرگی

اس کو سنا بہت ہے مگر کیا ہے بزرگی
کتنے ہی سالکوں کی تمنا ہے بزرگی

سچ مچ اگر ملے تو ہے یہ نور کا ہالہ
جو جھوٹ سے سمجھے تو اندھیرا ہے بزرگی

شیطان کے تیروں میں یہ زہریلا تیر ایک
اور نفس کے سفلہ پن کی اک ادا ہے بزرگی

جو بھی بنے بزرگ سمجھے خاک وہ خود کو
کچھ بھی نہ ہو تو اس کا ہی دعویٰ ہے بزرگی

اپنی ہی بزرگی کا ہو قائل وہ ہے مجوب
محبوب بنے جس کی بھی فنا ہے بزرگی

خود پہ نظر ہو کیسے اگر یار دل میں ہو
طالب نہ ہو تو دل کا تماشا ہے بزرگی

تعجیل اس کو شیخ سے کرے ہے بد گماں
راہِ سلوک میں جس کا مدعا ہے بزرگی

اک شیخ پہ اعتماد ہی اس کا علاج ہے
بیماری اگر کوئی سمجھتا ہے بزرگی

شبیرؔ اس کا فضل ہی مجھ کو بچائے گا
مہلک مرض بہت ہے یہ سنا ہے بزرگی

بزرگی ایک جال

ترا مقصود نہیں ہے یہ بزرگی چھوڑدے
یہ ہے باطن کی گندگی یہ گندگی چھوڑ دے
انگلیاں تیری طرف اٹھتی رہیں ہے یہ جال
خدا کے بندے اپنے نفس کی بندگی چھوڑدے

تصنّعُ سے بچنا

میں کہوں کہ میں ترا عاشق ہوں ایسا کہنا تو ہے نہیں کہنا
تو کہے یہ ہے مرا عاشق اک یہی کہنا تو ہے اصلی کہنا

میں کہوں میں ترا بندہ ہوں اک ایسا کہنا مرا کیا کہنا ہے
تو کہے یہ مرا بندہ ہے اک سچ اگر ہے تو ہے یہی کہنا

میں کہوں میں مرا قبلہ میں ہمیش اس سے ملتا ہوں روز روز تو کیا
تو کہے مل مجھ سے ہے وقت اس کا، حق ہے صحیح ہے بس یوں ہی کہنا

یہ کہوں رات کو میں اس کے لئے روز اٹھتا ہوں اپنے بستر سے
بات یہ ہے کہ تو کہے اب اٹھ ٹھیک پھر ہے وہ مرا بھی کہنا

تو ہے سچا مجھے سچا کردے اور سچے مرے احوال بھی ہوں
میں بچوں ہر قسم تصنع سے ہو جو واقعی تو ہو وہی کہنا

نفس کے جال بہت سخت ہیں شبیرؔ کھولنا ان کا ہے بہت حکمت سے
بات مضبوط مگر کرنی ہے ہو نہ بس یوں ہی سرسری کہنا

تاریک راہوں کے مسافر

مرکوز کر نظر کچھ اس جائے امتحاں پر
اور سوچ کچھ ذرا اب زیر نظر عنواں پر

تاریک منزلوں کو تاریک راستوں پہ
چلتے ہوئے جو جائیں پہنچیں گے وہ کہاں پر

ہوں زہر کے شیدائی اور اس کے ہوں فدائی
اور اس کو لے کے گھر گھر پھیلائیں کل جہاں پر

دشمن ہیں روشنی کے اور چاند کی چاندنی کے
پھونکے بجھانے ماریں ہو چاند آسمان پر

یہ عقل کے دشمن ہیں اور دشمن گلشن ہیں
کتنا انہیں غصّہ ہے گلشن کے باغباں پر

یہ حق سے منہ ہیں موڑے باطل سے ناطہ جوڑے
ان کی نظر بری ہے ہر حق کے آستاں پر

بدبخت یہ کہیں کے پاگل ہیں یہ وہیں کے
ہر خیر کے دشمن یہ بیٹھے آتش فشاں پر

دنیا کے وسائل پر قبضے پہ یہ مائل ہیں
داعی ہیں تباہی کے بدبخت یہ یہاں پر

اسبابِ معیشت پر قبضہ جمائے بیٹھے
محوِ نظر ہیں ہر وقت ہر خیر کے زیاں پر

زن زر کو ساتھ لے کے یہ بے حیا کہیں کے
حاوی یہ ہونا چاہیں ہر پیر ہر جواں پر

آلے بے حیائی کے روز روز بڑھائیں یہ
مرکوز نظر ان کی ہروقت مسلماں پر

دولت سے مسلماں کی مسلم کو روز ماریں
مسلم جو جانتے ہیں گزرے کیا ان کی جاں پر

مسلم عوام چیخے اِس لوٹ کے عالم پر
جوں تک مگر نہ رینگے کچھ گوشِ حکمراں پر

تاریک راستوں پہ دوزخ کے یہ راہی ہیں
جنت ہے ان کی دنیا بھگتیں گے اُس جہاں پر

یہ جانتے سب کچھ ہیں کینہ حسد کے مارے
سبقت ہی لے گئے ہیں اِس میں تو یہ شیطاں پر

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہیں یہ ٹھیک بھلا کیا ہوں گے
تو خود کو بچا لینا رکھ کر نظر قرآں پر

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کو پہچاننا سیکھو اب
کچھ وقت لگالینا اب ان کی تو پہچاں پر

بس چار ہی قسمیں ہیں ان میں تو لا کے بولو
ہیں انبیاء صدیقین اور شہداء زباں پر

اور صالحین بھی ان میں شامل ہیں بھائی مسلم
موجود ہیں یہی بس صحبت کو اِس زماں پر

بس اِن کے ساتھ رہنا تیرا کمال ہوگا
الضَّآلِّیْن نہ ہوجانا سوچو اب اس بیاں پر

الضَّآلِّیْن کو سمجھانا ترے ذمے رکھا ہے
روشنی انہیں دکھانادلیل اور برہاں پر

جو مان لیں گے ان میں وہ دوست ہیں ہمارے
کتنے لگیں گے پیارے پھر حق کے گلستاں پر

وہ حق اگر نہ مانیں آئیں اگر مٹانے
مینارِ حق کو وہ گر ، پکڑیں پھر ہم وہاں پر

یہ وقتِ معرکہ ہے جو حق کا فیصلہ ہے
لازم شبیرؔ ہے یہ سب گروہ مومناں پر

پیسہ

آج کے دور کی دوستی کا ہے عنوان پیسہ
کسی کی ناک کسی کا پیٹ کسی کا جان پیسہ

لوگ پیسے میں اطمینان کو دیکھتے ہیں مگر
بھلا دیتا ہے کبھی دل کو اطمینان پیسہ

لوگ پیسے کے لیے بیچ دیتے ہیں عزت بھی
اور لذات کا سمجھتے ہیں سامان پیسہ

لذتیں خاک ہوں پیسے کی فراوانی میں
جن کو مطلوب ہو ہرحال میں ہر آن پیسہ

ہر طرف پیسے کی تشہیر نظر آتی ہے
کیا ہے وہ اصل میں اس پہ تو ہے حیران پیسہ

پیسے پیسے کے لیے ناک رگڑتے ہیں لوگ
آخرت بھول گئے ایک ہے ارمان پیسہ

ایک نسخہ ذرا دیوانے کا بھی یاد رکھیں
دل کے زخموں کا کبھی بھی نہیں درمان پیسہ

اس سے کچھ آگے بڑھاؤگے تو کچھ فائدہ ہو
اور صرف ساتھ ہی رکھوگے ہے نقصان پیسہ

جو کہ حاصل نہ ہو تجھ کو یہ بطریق جواز
اس کو تو چھوڑ دے کردے وہ پریشان پیسہ

یہ جب حلال طریقوں سے تجھ کو مل جائے
پھر صحیح خرچ بھی ہو تب ہو مہر با ن پیسہ

اللہ صدقے کو بڑھاتا ہے مٹادیتا ہے سود
اس سے سمجھو کہ کیا سمجھاتا ہے قرآن پیسہ

دیکھ قارون کے انجام سے عبرت پکڑیں
کہ کچھ نہیں تھا مگر اس کا تو تھا ایما ن پیسہ

حلال رزق بھی زکوٰۃ سے محفوظ بنے
ورنہ غفلت سے اچک لیتا ہے شیطان پیسہ

تین دفعہ اس سے خریدی جنت جس نے ہے شبیرؔ
کیوں نہیں دیکھتے کیا سمجھتے تھے عثمان پیسہ

پیسہ اک امانت

پیسہ جو بھی تمھاری جیب میں ہے اس کو سنبھالو یہ امانت ہے
خود پہ گر خرچ کر لیا تو نے تو یہاں کی تری یہ راحت ہے
اپنے آگے وہاں پہ بھیج دیا اس سے اچھی تو کوئی بات نہیں
آخری عمر اپنی اچھی ہو سکھ ہو بیشک یہ سب کی چاہت ہے

تبذیر اور اسراف

رب نے گر کر دیا عطا ہے تجھے اور ترے پاس ہے وافر پیسہ
بے شک شیطان کے وہ بھائی ہیں جو بے دریغ خرچ کریں بے جا
اس میں اسراف بھی پسند نہیں رب کو جس کی عطا ہے یہ ترے پاس
اس میں احکام اس کے معلوم کر اور عمل تیرا اس پہ ہو ویسا

خود پسندی

کرے اعمال جو ضائع وہ خود پسندی ہے
سوچ نتیجے پہ کہ عادت یہ کتنی گندی ہے

کاش دل میں ہو وہ پانے کی آرزو ہو اس کی
بجائے پستی کے قسمت میں پھر بلندی ہے

تو اگر غوث بھی ہے آنکھوں میں اپنی کیا ہوا
بھول جا خود کہ یہی تو عقلمندی ہے

اس کی نظروں میں رہوں ٹھیک وہ دیکھتا ہے مجھے
خودپسندی کی یہ خواہش بہت ہی اندھی ہے

جو کماؤ وہ کسی حال میں ضائع نہ ہو پھر
سن لے شبیرؔ کہ بس یہ ہی ہنر مندی ہے

نفس کیا ہے؟

نفس بچے کی طرح نادان ہے
اس لئے ضد میں یہ نافرمان ہے

تربیت اس کی اگر ہوجائے تو
پھر یہ ساری خوبیوں کی جان ہے

یہ بگڑ جائے تو جانور سے بد تر
ٹھیک ہو پھر کیا یہ خوب انسان ہے

یہ نہیں جانتا مری خیر کس میں ہے
اس پہ طرہ یہ کہ ساتھ شیطان ہے

جو کہ جانے نفس کو وہ عارف بنے
جاننا اس کا شبیرؔ عرفان ہے

غضب

ہے غضب طاقت جو دشمن کے مقابل ہو چلے
اور اس میں بھی شریعت کے مطابق ہو رہے

اتنا غصہ کرنا اس پر جو ترے قابو میں ہے
جس کے تو قابو میں ہو برداشت اس کی کر سکے

ہاں مگر مغضوب ہو جو اللہ کا تیرا بھی وہ ہو
دوستی دل کی نہ ان کے ساتھ تو کوئی رکھے

جب غضب سے ہم نے پوچھا تو کہاں ؟ تو یہ کہا
سر میں ہوتا ہوں کوئی غصے کی صورت جب بنے

یہ کہاجب سر میں ہوتا عقل ہے تو تو کہاں
تو کہا آؤں میں جب تو عقل سر کو چھوڑ دے

جو علاج اس کا اصل ہے وہ ہے تکمیل سلوک
عارضی کچھ ہیں طریقے جس سے خطرے سے بچے

ہو کھڑے تو بیٹھ جائے بیٹھے ہو تو لیٹ جائے
اور غصہ پھر بھی نہ جائے اس وقت پانی پیئے

سامنے آئے نہیں مغضوب کے جب ہو بڑا
جس پہ ہو قابو تو اس کو سامنے آنے نہ دے

نفس کی مانو تو منواتا ہے یہ پھر اور بھی
اور دباؤ اس کو جتنا تو تو یہ اتنا دبے

یہ بڑا شیطان کا ہتھیار ہے شبیرؔ دیکھ
ہو غصہ بےجا تو فوراً مانگ پناہ شیطان سے

غصہ پینا اور معاف کرنا

وعدہ ان سے ہے جنت کا جو ڈرا کرتے ہیں
ہر حال میں خرچ کریں غصہ پیا کرتے ہیں
کرتے معاف ہیں لوگوں کو ، محسنین جو ہیں
ساتھ ان کے تو خدا پیار کیا کرتے ہیں

حسد

یہ دل میں حسد کی جو آگ ہے بجھادو
وجہ اس کی جو بھی ہے اس کو بھلادو

جلا دے گا یہ نیکیوں کا خزانہ
تباہی سے خود کو وہاں پر بچادو

جسے اللہ دے دے مرا کیسا حق ہے
کروں اعتراض اس پہ نفس کو بتادو

وہ لیتا ہے اس سے میرا کیا ہے جاتا
تصور یوں دل میں اب ایسا جما دو

یقین تیرا بن جائے اس کے ہی دیں پر
کوئی کُشتہ ایمانی دل کو کھلادو

جو محسود تیرے ہیں ان کے لیے تو
نہ بن بدخواہ بلکہ تو ان کو دعا دو

نکالو جو غیر گھس گیا تیرے دل میں
کرو ذکر خوب اس کو دل میں بسا دو

وہ اغیار کے نقشے ترے دل میں جو ہیں
انہیں ایک ایک کرکے دل سے مٹادو

جو دیکھے تو نعمت کسی پہ خدا کی
تو کہہ ماشا اللہ یہ خود کو سکھا دو

تو چیزوں سے دل کو نکالو تُو شبیر
ہے جس کا یہ دل تو اسی سے ملادو

حسد نہ کرنا

نہ حسد کسی سے کرنا کہ یہ کیوں ہے مجھ سے آگے
یہ مجاہدہ ہے تیرا کرلے کیوں تو اس سے بھاگے
اسے دیکھ کے تو کس لے کمر اپنی کام میں ڈٹ جا
کرلے تکیہ رب پہ اٹھ جا کہ ترے نصیب جاگے

غیبت

تجھ کو گر چاہیے غیبت کرنا
اس کا مطلب ہے حماقت کرنا

اپنے دشمن کو نیکیاں دینا
خود کو تنگ روزِ قیامت کرنا

مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے یہ
تُف ہے پھر بھی ایسی حرکت کرنا

ہووے شروع تو بدل دے موضوع
اس پہ ہو تھوڑی سی محنت کرنا

اس سے ہے روکنا زبان شبیر
نہ کبھی اس کی سماعت کرنا

کبر کی نفی

خود کو جو کوئی بھی بڑا سمجھے
کبر میں دل کو مبتلا سمجھے

بندے کو کبر راس آتا نہیں
اس لئے خود کو وہ تباہ سمجھے

جس کو آئے نہیں سمجھ یہ تو
ایسے جاہل کو پھر خدا سمجھے

ہم حقیقت میں دیکھیں کچھ بھی نہیں
کوئی بر خود غلط یہ کیا سمجھے

کبر جب ہو تو نظر آئے نہیں
اور نہ ہو تو اسے بلا سمجھے

ہم کو شبیرؔ نظر آئے جو خود میں
تو اسے اس کی ہی عطا سمجھے

دنیا دوست کی دوستی

نہ رکھنا دوست ان کو جو بھی دنیا دوست رکھتے ہیں
کہ جن کا دوست ہو کوئی وہ ان کے ساتھ چلتے ہیں

جو دنیا دوست رکھتے ہیں تو چاہے تجھ سے وہ دنیا
زبانی گو بہت زیادہ ہی تیرا دم وہ بھرتے ہیں

کہاں تیرا بنے گا وہ تو ترجیحات کو دیکھو
ترا کیا خیال رکھے گا وہ جو دنیا پہ مرتے ہیں

ہے ممکن چوس لے تجھ کو، نہ رس باقی رہے تجھ میں
گرا دے پھوک کے مانند تجھے، ایسا وہ کرتے ہیں

جو سارے مؤمنوں کا دوست ہے بن تو بھی اس کا دوست
بغیر اس کے مقدر پھر کسی کے کیا سنورتے ہیں

جری بن، وہ اگر تیرا ہے، کیا پرواہ شبیرؔ تجھ کو
ڈرے اس سے جہاں سارا کہ جو بھی اس سے ڈرتے ہیں

نفس اور شیطان

نفس اپنا بہت ہی ناداں ہے
بہت ذہین ہے جو شیطاں ہے

دھوکہ دینے پہ یہ تلا ہے ہمیش
اور مرا نفس اس کا میزباں ہے

دونوں یہ مل کے مجھ کو مارتے ہیں
اور مرا روح اس پہ نوحہ کناں ہے

نفس مرا داؤ میں شیطان کے آئے
نفس میں شیطانیت تبھی جواں ہے

نفس پہ پیر رکھ کے ذکر کرنا
علاج میرا اس میں ہی نہاں ہے

یہ دونوں کام بہت آساں ہو شبیر
گر میسر تجھے پیر مغاں ہے

جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا جو بری عادت ہے
اس کے بولنے کی کیا حاجت ہے

جھوٹ پہ بچنا بے عزتی سے کیوں ؟
پڑتی اس سے خدا کی لعنت ہے

جھوٹ بولنا مذاق میں بھائی
کچھ تو سمجھو بڑی حماقت ہے

جھوٹی عزت کے لیے جھوٹ بولنا
وادی شر میں اک سیاحت ہے

سچا اللہ کو جب پسند ہے شبیر
سچ بولنا پھر بڑی طاقت ہے

بے صبری

کیسے بے صبری سے تکلیف ہو دور
ہے مگر صبر کی درخواست منظور

اللہ جب ساتھ صابرین کے ہے
صبر سے ملتا معیت کا ہے نور

مانگنا صبر اور نماز سے ہو
دیتا اللہ ہے اس کا ہے دستور

صبر تکلیف پہ ذریعہ ثواب
ہاں مگر مانگنا عافیت ہے ضرور

صبر والوں کے ساتھ رب ہے شبیر
ہوتی ان کی ہے تب مدد بھرپور

کینہ

ترے دل میں اگر یہ کینہ ہے
جس سے تاریک تیرا سینہ ہے

اس کی تاریکی کو تو دیکھ لے گا
دل کی گر آنکھ تری بینا ہے

دل کے امراض میں مرض ہے ایک
اور بد بختی کا اک زینہ ہے

دل میں رکھا ہے نفرتوں کا جب
گم گشتہ قصہ پارینہ ہے

ہو خبردار بدولت اس کے
ڈوبنے کو ترا سفینہ ہے

جو دعا آسرا ہے اپنا شبیر
یہ بھی ٹوٹے تو پھر کیا جینا ہے

تکبر

تجھ سے کوئی پوچھے اگر کہ کیا ہے تکبر
تو یہ کہے کہ آگ کا شعلہ ہے تکبر

گر کچھ بھی میسر نہ ہو خدا کی محبت
تو اس کے نہ ہونے کے ہی سزا ہے تکبر

شیطان بھی مردود ہوا اس کی بدولت
وہ آگ ہے اور آگ سے پیدا ہے تکبر

کیسے کوئی اپنے کو یہ سمجھے کہ بڑا ہے
بس نفس کی حماقت کی انتہاء ہے تکبر

اندر ہمارے جسم کے ہر چیز ہے گندی
ہے گند گر بڑا بڑا گندا ہے تکبر

نیچے کئے ہوئے ہیں سر جن کو ہے کچھ سمجھ
جو بے سمجھ ہیں ان کا ہی شیوہ ہے تکبر

یارب شبیرؔ مانگتا تجھ سے ہے عاجزی
کتنی بڑی خدایا ابتلاء ہے تکبر

ھُو

دل میں میرے آئے ھُو نین میں میرے سمائے ھُو
آنکھ جس جانب دیکھے میری ہر طرف وہ پائے ھُو

دل میرا اب اس کے پاس دل میرا اب اس کے پاس
مجھ پہ رحمت اس کی کہ اب خود ہی اسے چلائے ھُو

ھُو تو اب ھُو ہی ہے اب تو ھُو سے اس کو ہی پاؤں
ھُو اللہ اور اللہ ھُو کا ذکر مجھ سے کرائے ھُو

اس کا دشمن میرا دشمن توڑنا اس سے چاہے جب
جال بچھائے میرے واسطے اس سے نکلوائے ھُو

نفس اور شیطاں اپنے اپنے جالوں میں پھنسائے ہیں
گتھیاں سلجھانے میں مشکل ہو مجھے سمجھائے ھُو

کوئی چاہے جب میں بولوں بولنا مجھ کو آئے نہ
میں چپ کہ کیا بولوں لیکن بات خود ہی بولوائے ھُو

آگے پیچھے جانوں نہیں ماضی حال اور مستقبل
میری نظر محدود میں اندھا سب کچھ خود دکھائے ھُو

کان پڑی سنائی نہ دے اس شور دنیا میں جب
کان مرے سنتے ہیں کچھ تو اپنی بات سنوائے ھُو

نام محمد جن کا ان کی امت میں پیدا کیا
ایسے من کے پیارے پہ شبیر دل بولے ہائے ھُو

الہامی کلام

کلام پیغام محبت کا "ھُو" کا سارا ہے
اس میں جو ھُو کی محبت کا ہی اشارہ ہے
ہمیں وہ دیکھتا ہر وقت ہے اس میں شک ہی نہیں
ہمارے حال کے مطابق اسے اتارا ہے

تصوف کے سلسلے

سلسلے سارے تصوف کی نور کی راہیں
اس سے سب طالبانِ حق ہی ہدایت پائیں
ایک منزل پہ پہنچنے کے ہیں رستے مختلف
جو مناسب ہو کسی کے لیے اس پر جائیں

صدقات دافعِ بلیات

دفع بلاؤں کو کرتے ہیں یقیناً صدقات
اپنے مالوں میں ہے لازم دینا ہر سال زکوٰۃ

ہیں جو نصاب کے مالک کریں وہ شکرِ خدا
نہیں ہیں لینے کے، دینے کے ہیں ان کے حالات

کہا خدا نے صدقات کو بڑھاتا ہے وہ
دیکھنا ان کے ذرا غور سے چشم دید برکات

پانی کھڑے کھڑے تالاب میں خراب ہو وے
چشمہ بن، آگے کرو جو ہے ، اور آئے سوغات

شکر کر نعمتوں کو شکر سے محفوظ کرلیں
نقلی خیرات سے ملے تجھ کو بھی اصلی خیرات

اس کے برعکس مٹا تا ہے جو مال سود کا ہو
ان کے چہروں پہ نظر آتے ہیں دور سے ظلمات

چاہتا رب ہے مؤمنوں میں خیر خواہی ہمیش
ہاں مگر طعنہ زنی اور جتلانانہ ہو ساتھ

کسی نادار کی دعا کہاں پہنچائے تجھے
یاد رکھنا شبیرؔ ہر وقت یہ ضروری بات

حق کی خوشی صدقہ میں

صدقہ دافعِ بلیات ہے مگر کر نہ خراب اس کو طعنے سے
ٹال دیناہو گر اچھی طرح سے، ہے وہ بہتر دے کے جتلانے سے
حق کا کنبہ ہے یہ مخلوق ساری، ان کی خدمت میں ہے خوشی حق کی
کتنا خوش حق ہو مؤمنوں کو پھر صدقہ خیرات پہنچانے سے

مال کی فنا اور بقا

مال محفوظ آگے کرکے کر
ہو نہ بیباک اس سے ڈر کے کر
فانی مال تیرا باقی بن جائے
اس سے پھر خوب مزے مر کے کر

اختتامی دعا

اپنا پیغامِ محبت قبول ہوجائے
جو پڑھے اس کو اس پیغام میں ہی کھوجائے

دل میں ہو تیری محبت کا بسیرا اس سے
یہ ترے عشق کو ہر مؤمن کے دل میں بو جائے

یہ مؤمنوں کے جگانے کا ذریعہ بھی بنے
جاگ اٹھے اس سے دل کسی کا اگر سو جائے

اس سے دل میں تری حب کی ضیاء ہو روشن خوب
حبِّ دنیا کے اثر کو یہ دل سے دھو جائے

رہنما اس کو بنائے خدا شبیرؔ ان کا
لینے خدا کی محبت کا تحفہ جو جائے

مشکل الفاظ کی تشریح

ا. آنے والے چند صفحات میں اس کتاب میں جو مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور جن اشعار کے سمجھنے میں مشکل پیش آسکتی ہے ،ان کی تشریح دی گئ ہے تاکہ بعد میں ان اشعار کی لوگ غلط تشریح کرکے خود بھی گمراہ نہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ نہ کرسکیں۔

(1) یعنی شریعت۔

(2) نفس کی ناجائز خواہشات روح کو زخمی کرتی ہیں۔

(3) یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی تڑپ۔

(4) یعنی اللہ کی محبت۔

(5) جیسا کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ۔۔۔ میں ارشاد مبارک ہے۔

(6) جو حبِّ الٰہی کے لئے طریق جذب کو نہ مانتا ہو۔

(7) کیونکہ اس سے طریق کی ناقدری کا خوف ہے۔

(8) یعنی حبِّ الٰہی ساری سعادتوں کی جب کنجی ہے۔

(9) حبِّ الٰہی کے حصول کی نیت سے دنیا کی محبت کو دل سے نکالنا انسان کو کامل بنادیتا ہے۔

(10) کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے وہ اس سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

(11) یعنی محبت کی انتہاء نہیں ہے۔

(12) حبِّ الٰہی میں تڑپنے سے آگے تڑپنا ہی ہے حسب مقام

(13) یعنی اتنی کیفیت حضوری ہو کہ فنا حاصل ہوجائے

(14) من کان لِلہ کان اللہ لہ کے مصداق جو اللہ کا بن گیا اللہ اس کا ہوگیا جو ابدی کامیابی ہی ہے۔

(15) عشق میں انتہاء نہیں اس لیے اس کی منزل کیسے ہو؟

(16) جس کو فنا فی اللہ حاصل ہوجاتی ہے اس کو ہی عند اللہ بقا حاصل ہوتی ہے۔

(17) سایہ سے مراد زائد چیزیں ہیں جو مقصود نہیں۔

(18) جو دل سے اللہ کا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہی قبول فرماتے ہیں ۔

(19) یعنی اپنے آپ کو اس کے لیے پیش بھی کریں یعنی عملی قدم اٹھائے۔

(20) جس کو فنا فی اللہ حاصل ہوجائے وہ شکوہ کس طرح کرے گا۔

(21) جو بندہ اپنی پسند پر اللہ تعالیٰ کی پسند کو ترجیح دیتا ہے وہ اللہ کا محبوب بنتا ہے۔

(22) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرلو۔

(23) اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنا بنالیں گے۔

(24) یعنی تھوڑی محنت پر اللہ بہت زیادہ نواز دیتے ہیں۔

(25) یعنی تعجیل میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

(26) شیطان۔

(27) اللہ تعالیٰ کا۔

(28) اللہ تعالیٰ نے سب سے مایوسی کرادی۔

(29) جب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تو سب کچھ مل گیا۔

(30) جس کو اللہ تعالیٰ سے عشق ہوجائے تو اس کی تجلی کی وجہ سے باقی نظر نہیں آتے۔

(31) جب بھی ہم اپنے مقام سے گرجاتے ہیں وہ توبہ کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔

(32) علمی لحاظ سے اللہ کو پانے کے لیے ہم پیدا کیئے گئے۔

(33) عملی لحاظ سے کو ئی اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اس لیے اس کے پانے کی کوشش ہی مطلوب ہے۔

(34) مخلوق کیا کرسکتی ہے وہ ہر طریقے سے دیکھا۔

(35) حقیقت یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے مخلوق تو صرف استعمال ہوتی ہے۔

(36) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر کرم کی نظر ہوئی۔

(37) میرا دل اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوگیا۔اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

(38) میں اس قابل نہیں کہ مجھے بلایا جائے ۔مجھے دھتکارا نہیں یہ کافی ہے۔

(39) اس نے جب اپنا ہونے کا اشارہ دے دیا تو لوگوں کی اب کوئی پرواہ نہیں۔

(40) اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بھروسے کے قابل ہے باقی کوئی نہیں۔

(41) جب مجھے ظاہر شریعت پر چلنے کا حکم دیتے ہیں۔

(42) تو جذب چھوڑ دیتا ہوں۔یعنی ہمارا جذب شریعت کا پابند ہونا چاہئے۔

(43) زہے قسمت میرے پاس بھی ایک جان اس پر قربان ہونے کے لیے ہے۔

(44) اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی کوئی چیز قربان کرنے کا حکم دیا تو پورا کروں گا۔

(45) فناءالفنا کے مقام میں انسان اپنا نہ ہونا بھی یاد نہیں رکھتا۔

(46) جو بھی اللہ کی محبت میں مبتلا ہو ا ہے پیا سا ہی رہا ہے۔

(47) مجھے کچھ پتہ نہیں کہ کب جوش میں آیا اور کب ہوش میں ؟

(48) عشق کے سمندر کی گہرائی جاننے کی کوشش کرنے والے کتنے سادہ ہیں؟

(49) اس کی پیمائش تو خود بے ادبی ہے کیونکہ عاشق اس کی پیمائش نہیں کرتے۔

(50) حکم ماننا اور مراقبہ ہی وصال کے ذرائع ہیں۔

(51) تصور کرو کہ تمام حسینوں کو پیدا کرنے والے خود کتنے حسین ہوں گے۔

(52) روح۔

(53) خواہشاتِ نفس۔

(54) میرے سلوک پر چلنے کو۔

(55) جذبی کیفیت۔

(56) بندگی حاصل ہوگئی۔

(57) دل میں آنے کی درخواست۔

(58) مستورازل یعنی اللہ تعالیٰ۔

(59) یعنی دنیا

(60) جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوں۔

(61) اللہ تعالیٰ کی محبت۔

(62) ذکر کا روزانہ کا معمول ۔

(63) الا اللہ سے اللہ کی محبت کا حاصل ہونا۔

(64) اللہُ اللہ سے میں خود کو بارگاہ الٰہی میں پیش کرتا ہوں۔

(65) شریعت پر چلتا ہوں۔

(66) فاذکرونی اذکرکم کے مصداق ذاکر ہوکر اللہ تعالیٰ کا مذکور ہوجاتا ہوں۔

(67) دل پھر ذاکر ہوجاتا ہے اور پھر اس سے کیفیت احسان حاصل کرتا ہوں۔

(68) جو کچھ بھی نہیں اس کو کوئی کہہ دے کہ تو کچھ بھی نہیں تو کیا ہوگا۔

(69) اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوتے ہیں۔

(70) جو زندگی میں اللہ تعالیٰ کا نہیں بنا تو اس نے زندگی سے کیا لیا؟

(71) جب اللہ تعالیٰ کا ہونا ہی مقصود ہے تو اس کے ذرائع سے اعراض کیوں؟

(72) جب وہی مقصود ہے تو اسکی طرف ہی متوجہ رہنا چاہئے۔

(73) میں ان کے پیچھے کیوں جاؤں جو اغیار کے پیچھے جارہے ہیں۔

(74) انسان مقصودِ کائنات ہے تو دنیا کیسے اس کا مقصود ہو؟

(75) دنیا کے پیچھے پڑ کر کیوں ذلیل ہو؟

(76) مثنوی شریف کو پڑھ کر کیوں عشق میں مبتلا نہ ہو؟

(77) دل کا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ ہے اس میں مشغول ہو جاؤ۔

(78) اب تو اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں مست ہونا چاہئے۔

(79) عشقِ حقیقی سے میرا دل بھرپور ہے۔

(80) میرا دل شوق سے بار بار اس کو یاد کرنے کے لیے تڑپ رہا ہے۔

(81) جب سے اس کا تعلق حاصل ہوگیا ہے میں حالت جذب میں ہوں۔

(82) اس سے میں گویا کہ ضبط سے باہر ہونے کو تھا۔

(83) اس کو اس حالت میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں میرا دل اس سے لے رہا ہے اور میرا دل اس کا ہو رہا ہے۔

(84) میں مسجد میں بیٹھ کر اس کو یاد کروں تو اس کی محبت حاصل ہو۔

(85) میرا دل مزید اور مزید کہتا رہے۔

(86) یہ رستہ کوشش کا ہے ویسے حاصل نہیں ہوتا۔

(87) یا پھر دل کی محبت والا رستہ اختیار کیا جائے۔

(88) دنیا ہر طرح سے غالب آچکی ہے اب تو میرے دل کی جذبی آواز کو کوئی سن لے ورنہ تباہی میں دیر نہیں لگے گی۔

(89) رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے ہم شوق کے ساتھ عمل پر آئیں گے۔

(90) میں جس طرف بھی دیکھوں تو مجھے اللہ نظر آتے ہیں۔

(91) اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہر غیر سے میرا دل سرد ہوگیا۔

(92) اللہ تعالیٰ کی تجلی ہر چیز پر حاوی ہے۔

(93) جس پر بھی پڑجائے تو وہاں مطلوب اثر پیدا ہوجاتا ہے۔

(94) اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات سے پہچانا جاتا ہے۔

(95) جس کی بھی اس دنیا میں حقیقت پر نظر ہو۔

(96) اس کی نگاہ سے مخلوقات کالعدم ہوتی ہیں کیونکہ حقیقت میں ان کی حیثیت

کچھ بھی نہیں ہوتی۔

(97) گویا اس کو مخلوقات نظر نہیں آتیں۔

(98) جب اس کی نظر اللہ تعالیٰ پر پڑتی ہے۔

(99) تو مخلوق نظر سے غائب ہوجاتی ہے۔

(100) جس نے مجھے حبِّ الٰہی سے مانوس کیا ہے۔

(101) گندی خواہشات کو چھوڑنا چاہئے۔

(102) پاک جذبات کو پروان چڑھانا چاہتا ہوں۔

(103) سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے کے مصداق میں وہی کرنا چاہتا ہوں جو وہ مجھ سے کروانا چاہتا ہے۔

(104) حبِّ الٰہی کا یہی تقاضا ہے۔

(105) اللہ تعالیٰ۔

(106) ظاہری اسباب اور علتیں۔

(107) اس کی مشیت ہے۔

(108) چھپے ہوئے معشوق کی۔

(109) زخموں پر رکھنے والی پٹی۔

(110) اللہ تعالیٰ کے ہاں سے یعنی اس کے فضل سے۔

(111) دنیا کے تھپیڑے کھا کر۔

(112) موت کے وقت دل کو کتنی خوشی ہوگی۔

(113) اپنے محبوب کے ساتھ محبت کرنے کے لیے زندگی بڑی امانت ہے۔

(114) جو اس میں نیک اعمال کرے گا خوش نصیب ہے۔

(115) قلب سلیم پر ہی فیصلہ ہو گا اس لیے دل کو یہاں خوب سنوارنا چاہئے۔

(116) کثرتِ ذکر سے دل روشن ہوتا ہے اور ہمارا دل اللہ ہی کے لیے ہے۔

(117) گندی خواہشات کو پورا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکامات مانو۔

(118) اپنے دل کی آنکھوں سے اس کی برکات کا پھر مشاہدہ کرلینا۔

(119) موسیقی وغیرہ کی آوازیں اللہ کے دشمن کے ہتھیار ہیں ان کو نہ سنو۔

(120) قرآن کی طرف کان لگاؤ یا غیبی الہام کی طرف۔

(121) تیرا اس کو نظر آنا تو یقینی ہے ۔

(122) تو بھی یقین کے ساتھ محسوس کر کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔

(123) جو بھی اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کرسکے گا۔

(124) تو وہ پھر اپنے دل میں اللہ کی موجودگی محسوس کرے گا۔

(125) جو رب چاہے وہی ہم کریں اس میں ہماری زندگی گزر جائے۔

(126) قرآن کے مطابق ،جو بھی اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اس کو یاد رکھتا ہے۔

(127) اللہ تعالیٰ۔

(128) جو شریعت کی قید میں ہے وہ تمام رسومات اور لغویات سے آزاد ہے۔

(129) یعنی ذکر سے اس ویران دل کو مانوس کرکے آباد کریں۔

(130) جو فنا فی اللہ ہے اس کو ہم اپنی فنا کیلئے استاد بنادیں۔

(131) میں کونسے اعمال کرنے آیا تھا اور کونسے اعمال کر دیئے

(132) خود اپنے اعمال کونسے اچھے تھے کہ دوسروں کے اعمال کا بوجھ بھی اپنے

سر لے لیا۔

(133) جنہوں نے عاجزی اختیار کی وہ بچ گئے۔

(134) جو عُجب میں مبتلا ہوئے ان کی گرفت ہوگئی۔

(135) ہمارا دشمن شیطان ہمارے تاک میں مستعد بیٹھا ہوا ہے۔

(136) اور میرا نفس جو میرے اندر ہے اس کو بھی شامل کرلیا۔

(137) ہر وقت وساوس کے تیر برسارہا ہے۔

(138) ان کا نشانہ میرا دل و دماغ ہے۔

(139) ان وساوس کے بارے میں ذرا بھی غفلت مجھے تباہ کرسکتی ہے۔

(140) توبہ کرکے شیطان کی ساری سکیموں پر پانی پھیر دیا۔

(141) کسی کو کیا پتہ ذکر کی ضرب کے کتنے اثرات اس دل نے دبائے ہیں۔

(142) البتہ اس ضرب نے دل کے کتنے حجابات کو ادھیڑ ڈالا۔

(143) کیفیت احسان کا لازمی نتیجہ عاجزی کی کیفیت ہوتی ہے۔

(144) شکستگی سے مجھے اتنا فائدہ ہوا کتنے عشاق کو اس سے فائدہ ہوا ہوگا۔

(145) یہ کیفیت حضوری نہ جانے کتنی کیفیات کی باعث بنی ہے۔

(146) یہ ایک خواب کی طرف اشارہ ہے جس میں گود میں پڑی مٹی ہیرا بن جاتی ہے۔ اس کی تعبیر یہ دی گئی کہ اس سے مراد عاجزی ہے یعنی عاجزی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

(147) یعنی جب انسان عاجزی اختیار کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر ہر دل عزیز بنالیتے ہیں۔

(148) اپنے بارے میں جو سوچا تھا کہ ایسا بنوں گا وہ سب ختم کر دیا۔

(149) اب اپنے آپ کو میں کیا سمجھوں؟

(150) میرا جو اپنے بارے میں خیالی نقشہ تھا وہ ختم کر کے اب تجھ سے عرض کروں۔

(151) آپ جیسا بھی مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔

(152) میں نے اپنے آپ کو تیرے ہاتھوں میں دے دیا تو وہی کر جو تو چاہے۔یعنی مکمل تفویض اختیار کرلی۔

(153) اب تو مجھے ہر چیز میں نقص نظر آرہے ہیں۔

(154) میں اپنے آپ کو جو کچھ سمجھتا تھا اب اس کی قلعی کھل گئی ہے۔

(155) شراب خانہ۔

(156) میرا دل حقیقی شراب کا شراب خانہ ہے۔

(157) وحدت الشہود۔

(158) طریق جذب۔

(159) میرا دل مختلف چیزوں کی محبت میں مبتلا ہوگیا۔

(160) پھر یہ ساری محبتیں ایک کی محبت میں مدغم ہوگئیں۔

(161) ایک کی محبت کی وجہ سے۔

(162) جس سے بھی چاہا اس نے محبت کرائی۔

(163) کبھی بسط کی حالت مجھ پر طاری کرائی کبھی قبض کی حالت۔

(164) سارا دن اس امید و بیم کے حالت میں رہا کہ کب نظر کرم ہو۔

(165) رات کو اس کا فضل ہوا اور اس کا قرب محسوس ہوا۔

(166) کبھی میرے دل میں آجاتا ہے یعنی اس کی طرف ہی میرا دل متوجہ ہوتا ہے۔

(167) کبھی مجھ پر خصوصی فضل فرما کر اپنی قدرتوں کا ظہور کرتا ہے۔

(168) اس کی محبت میں دیوانہ ہوکر میں شریعت پر دل سے چلنے لگا۔

(169) مصلحتوں سے بے نیاز حقیقی محبت کے جو رموز ہیں وہ جن کو بھی سمجھ آئے ہیں وہ خاموش ہیں۔

(170) جتنا بھی میں اللہ کی محبت میں آگے بڑھتا ہوں اس کی طلب اور بڑھ رہی ہے۔

(171) یہ عاشقوں کا میخانہ (خانقاہ) ہے۔یہاں صبح اور شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے

(172) اس عشق میں شوق کے ساتھ ہوش ہے کہ محبوب کے اشارے پر کسی بھی کام کے لیے عاشق تیار ہیں۔

(173) اس عشق میں سکینہ کی کیفیت بھی طاری کرائی جاتی ہے۔

(174) دل تو چاہے گا کہ عشق مخفی رہے لیکن عشق دل کی کیفیت ظاہر کردے گا۔

(175) اس میں جوش کو اتنا نہیں روکنا چاہیے کہ صحت کو نقصان ہو اور آدمی کام سے رہ جائے۔

(176) ذکر کرنے سے دل کی اصلاح تو ہوگئی ہے لیکن نفس کی ابھی نہیں ہوئی۔مجھے اس کی فکر ہے کہ یہ کیسے ہو؟

(177) آنکھوں کے سامنے غیر محرم ہیں اگر میں ان سے آنکھیں موڑ لوں تو اس میں روحانی ترقی ہے لیکن آنکھیں موڑنے کی ہمت کیسے حاصل ہو؟

(178) entropyجو طبعیات کا قانون ہے اس کے مطابق چیزوں کو بگاڑ کی طرف جانے سے روکنے کے لیے بھی کسی فاعل کی ضرورت ہے پھر منتشر اجزاء خود بخود کیسے ترتیب پاگئے۔

(179) فرشتوں نے جب انسان کی تخلیق کے بارے میں اشکال ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے یہ حق کی غیرت تھی۔

(180) ڈرائیور۔

(181) تصوف کے سلسلے چشتیہ نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اوردوسرے سلسلے۔

(182) یعنی اس کے دل میں صرف اللہ کے لیے ہی جگہ ہے اور وہ اس کے علاوہ کسی اور کو اس میں لانا نہیں چاہتے۔

(183) ذکر سے دل اصلاح ہوتی ہے۔

(184) اللہ تعالیٰ تو نوازنا چاہتے ہیں بشرطیکہ کوئی مندرجہ بالا طریقے پر عمل کرے۔

(185) البتہ دل جب بن جاتا ہے تو پھر دل کی بات ماننے میں فائدہ ہوتا ہے۔

(186) فوری چیزیں یعنی دنیا کی محبت ۔

(187) بڑائی کی خواہش۔

(188) لذتوں کی طلب۔

(189) اپنے خواہشات کی پرواہ نہ کرنا۔

(190) دنیا کی محبت کا دل سے نکالنا۔

(191) اللہ کے لیے اعمال کرنا۔

(192) اپنی خود رائی کو مٹا دے۔

(193) شہرتوں کا خیال ترک کر۔

(194) نادار کو کھلانے سے مسائل حل ہوتے ہیں۔

(195) شریعت کے مطابق ان کو پورا کریں۔

(196) اللہ تعالیٰ کی ذات ۔

(197) اپنا۔

(198) اس کو محبت کی کمی کا باعث نہ بنا۔

(199) میرا دل صرف تجھ پر ہی فدا ہو۔

(200) غیر محرم مرد یا عورت۔

(201) اس کی رضا کی طلب نے مجھے درجات کی طلب سے بے نیاز کر دیا۔

(202) کیسے میرے اور اس کے درمیاں حجاب نہ رہے یہ نری دیوانگی ہی تو ہے۔

(203) البتہ میرے دل کا شوق ان کیفیات کے مانگنے سے روک نہیں رہا۔

(204) مجھے یہ قبول ہے کہ سارے لوگ مجھے پاگل کہیں۔

(205) ہر سبب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

(206) البتہ اسباب مسبب الاسباب کے لیے حجاب نہیں بننے چاہیئں۔

(207) ایک لمحہ بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

(208) عین ممکن ہے وہ کرم کی نظر کرنا چاہتے ہوں اور میں غافل ہوں۔

(209) ساری عبادتیں اس کا حق ہے کیونکہ وہ بذاتہ معبود ہے۔

(210) البتہ مجھ پر وہ کرم فرمائے تو یہ میرا حق نہیں بلکہ اس کا احسان ہے۔

(211) جو حق پر ہیں۔

(212) اہل حق کا ادب کرنا چاہیے کیونکہ ادب ہی سے سب کچھ ملتا ہے۔

(213) اہل اللہ میں سے ہونے کے لیے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے۔

(214) اللہ کو دیکھنا اس دنیا میں ممکن نہیں لیکن اللہ والوں کی صحبت مل سکتی ہے۔

(215) جیسا کہ سورج کی شعائیں جب کسی چیز پر پڑتی ہیں تب نظر آتی ہیں ۔

(216) تیرے دل میں یہ روشنی ایک اللہ والے کی دل سے ہی تو آئی ہے

(217) آپ ﷺ کے دل سے سلسلے سے گزرتے ہوئے اپنے دل تک پہنچتی ہوئی روشنی کے سفر کو دیکھو۔

(218) سلسلے کی روشنی بھی محسوس کرلو۔

(219) دل دنیا کی محبت میں مبتلا ہو تو اس کو ہر طرف دنیا ہی نظر آئے گی۔

(220) اگر اپنا دل بنانا ہے تو بنے ہوئے دلوں کی برکات دیکھو۔

(221) فنا سے گزر کر باقی بننے والے اللہ کی رحمت کے جن سایوں میں ہیں ان کو دیکھ۔

(222) اللہ والے کسی سے کچھ نہیں مانگتے اور تو ان کو کیا دے گا۔

(223) یہ صرف اللہ چاہتے ہیں ان کے کاموں کو دیکھ

(224) ان کی حالت جذب سے استفادہ کو دیکھ

(225) کوئی کتنا ہی چوری چھپے بد نظری کرے گا

(226) اللہ تعالیٰ کو ہر صورت میں وہ نظر آ جائے گا۔

(227) عام انسانی آنکھ اس کو دیکھنے کے قابل نہیں۔

(228) کیفیت احسان سے اس کو یوں محسوس کیا جاسکتا ہے جیسے نظر آگیا ہو۔

(229) جس شخص کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کم ہو اس کی حسد کی نظر غضب ڈھائے۔

(230) کوئی مجھ کو ایسے صاحبِ نظر سے ملادے جو میرا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرادے

(231) میں تو جو بھی کام کروں تو نظر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف جائے۔

(232) صبغۃ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگنا چاہتا ہوں۔

(233) ذات بخت کا رنگ سیاہ ہوتا ہے جس کو بے رنگی کہتے ہیں۔

(234) اپنا رنگ جب مٹے گا تو دوسرا اس پر چڑھے گا۔

(235) انسان اللہ کے لیے فنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ باقی بناتا ہے۔

(236) آپ ﷺ کا امتی ہوں۔

(237) جو عشق میں جلتا ہے اس کو ہر وقت ایک نئی جان ملتی ہے۔حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ یہی شعر سنتے سنتے اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔

(238) اس کی مہربانیاں دیکھ کر فوراً میرا ناز ،نیاز میں بدل گیا۔

(239) مجھے خوف ہے کہ غلبۂ عشق میں شریعت سے کہیں باہر قدم نہ اٹھاؤں ۔

(240) جب اس کا اپنے ساتھ پیار والا برتاؤ دیکھا تو میرا غم خوشی میں بدل گیا۔

(241) عشق کے زبانی دعوے۔

(242) مسجد خانقاہ اور مدرسہ کا جوڑ اپنوں کے ہاتھوں تباہ ہوگیا۔

(243) اللہ تعالیٰ کی محبت کے مواقع موجود ہیں کوئی بھی اس کے ذریعے اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی پاسکتا ہے۔

(244) تیری شاعری سے لوگ مستفید ہونا چاہتے ہیں اس لیے اس کو نہ روک ممکن ہے یہی غزل کسی کے لیے وصول کا ذریعہ بن جائے۔

(245) رضا بالقضا سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

(246) اگر تو اپنے خواہشات پر قابو پاکر وہ کرے جو وہ چاہتا ہے تو پھر اس کا کرم دیکھ لینا

(247) فناء ہی عشق تک پہنچا سکتی ہے۔

(248) یعنی باقی باللہ وہ جو فانی ہو کر اللہ کے ساتھ باقی یعنی اللہ والے بن چکے ہوں

(249) دل میں محبت کا جو اثر ذکر کی وجہ سے ہے

(250) لا الہ کے ساتھ یہ تصور کروں کہ دل غیر سے خالی ہو رہا ہے۔

(251) پھر الا للہ سے دل میں نور ہی نور آنے کا مراقبہ کروں۔

(252) پھر صرف الا اللہ کی ضرب سے تصور میں اسی کی طرف اشارہ کروں کہ وہ ہی ہے

(253) اس کی طرف توجہ کروں تو میرے لیے کوہ طور کی طرح بن جائے گا۔

(254) اللہُ اللہ کی ضرب سے دل میں جو غیر باقی ہو وہ چکناچور ہو جائے

(255) جو اس کو محبت کے ساتھ یاد کرتا ہے وہ بھی اس کو محبت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔

(256) ذکر سے سرور ملتا ہے کیونکہ اس کو ذاکرین کے ساتھ پیار ہے۔

(257) اپنے گناہوں کا خوف ہے اور اس کے فضل سے امید بھی۔

(258) اپنے دل کو خوشبو سے معطر کرلو

(259) اس کے لیے درود شریف شوق سے پڑھا کریں کیونکہ یہ رئیس کل عطور ہے۔

(260) ریاضی کا قانون ہے کہ تین نقطوں سے گزرنے والا مستوی سب سے زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔

(261) یعنی کس کی کیفیات کون بیان کررہا ہے یعنی جیسے شمس تبریزؒ کا فیض مولانا رومؒ نے تقسیم کیا۔

(262) یعنی جس محبت کی شریعت میں اجازت ہے یعنی بیوی کی اس پر تو اجر ہے۔

(263) کسی بھی وقت اگر کوئی جذباتی کیفیت بن جائے تو اس سے اثر لینا عقل کی کمزوری ہے۔

(264) ہاں اگر کسی چیز کے ساتھ عقلی محبت ہو اور اس سے طبعی محبت بن جائے تو یہ بہت اعلیٰ بات ہوگی۔

(265) اور اگر اس سے ایمانی محبت بھی ہوجائے پھر تو نور علیٰ نور۔

(266) دنیا کی چیزوں کی محض ہوس ہوتی ہے اور اللہ کی محبت عقلی ہوتی ہے

کیونکہ وہ ہی ہمیں سب کچھ دیتا ہے اور اس جیسا کوئی نہیں لیکن صرف عقلی تک اس کو محدود نہ رکھے جذبی کیفیت بھی حاصل کرے۔

(267) یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت بھی حضور ﷺ کے طریقے پر کرنی چاہئے۔

(268) جب دل ٹھیک ہوجائے تو آنکھ کان سب صحیح استعمال ہوتے ہیں۔

(269) نفس بھی جب دل کا حکم ماننے کے لئے تیار ہو اور حکم عدولی نہ کرے۔

(270) بندہ صاحبِ حال بن جائے لیکن ظاہر شریعت سے باہر نہ نکلے۔

(271) ذہن بھی دل سے باغی نہ ہو۔

(272) اپنے خیال کو کافی نہ سمجھے۔

(273) اللہ کی بندگی اور تفویض سے بہت مزہ ملے گا۔

(274) اگر ارادہ صحیح نہ ہو تو صرف بحثا بحثی میں وقت ضائع ہو گا۔

(275) حج میں اللہ کے محبوبوں کو جو کیفیات اللہ تعالیٰ کی محبت کی حاصل ہو چکی تھیں ان کو حاصل کرنا ہوتا ہے اور رمضان میں جو برکات رمضان کی ہوتی ہیں ان کو محبت کے ساتھ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

(276) حج میں اپنے آپ کو مٹانا ہوتا ہے اور رمضان میں اپنے آپ میں اللہ تعالیٰ کی محبوبیت پیدا کرنی ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد پاک ہے کہ روزہ دار کی منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے پیاری ہوتی ہے۔

(277) حج میں جو حکم ہو، اس پر بلا چون و چرا عمل کرنا ہوتا ہے اور رمضان میں اللہ کا کلام تراویح میں سننا ہوتا ہے۔

(278) ہمارے دل کی بیماریوں نے ہمیں نا سمجھ اور بزدل بنا دیا ہے۔

(279) اگر ہم اغیار کی سازشوں کا گلہ کرتے ہیں تو ان سے تو یہی توقع کی جاسکتی ہے ہم خود کو کیوں ملامت نہیں کرتے کہ ان کی طرح بیداری ہم میں کیوں نہیں؟

(280) جو ہمارے دشمن ہیں ہم ان سے ہی اپنے مسائل حل کروانا چاہتے ہیں۔

(281) جن کو اپنے مفادات ملک سے زیادہ عزیز ہوں وہ اپنے ہوں تو دوسروں کے بن سکتے ہیں۔

(282) عاقل دشمن سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا البتہ اس سے لڑنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

فہرست عنوانات

انتساب .....
طرقِ محبت 6
حمد باری تعالیٰ 7
نعت شریف 9
پیغامِ محبت 10
جوپیغام محبت ہے عمل میں آئے 11
محبت کی دنیا 12
دل کی دنیا 13
محبت کیسے حاصل ہو؟ 14
محبت کی پڑیا 15
اتنا حاظر کہ تو گم ہوجائے 16
ایک دروازہ کھلا اس کا تو بس کیا دیکھا 17
قدر ٹوٹے ہوئے دل کی 18
لوگوں کی کہنے سننے کی پرواہ نہیں 19
کسی قابل بھی ہے ہستی اپنی 20
عمق کیا جانیں بحرِ عشق کی 21
جو اس کا نام 22
خانقاہ میں پناہ / مراقبہ 23
اب تو شرابِ عشق ہی 24
طریق جذب / شرابِ محبت 25
چھلک پڑنے کو تھا گویا وہ پیمانہ 26
حسن ازل اور حسن عارضی / دل دینا 27
وہ نظر آئے بہر صورت 28
عاشق مستور ہوا ہوں 29
موت بھی اک حسیں تصور ہے 30
اس کا پاک نام دل پہ نقش کر 31
پھر دل کو اس کی ذکر سے 32
کس لیئے آیا تھا اور کیا کرلیا 33
/مطلوبہ حال/ غیر مناسب حالت 34
کتنے طوفان سمندر نے چھپا رکھے 35
جو کاغذ پہ تصویر اپنی تھی دل میں 36
حاصل فنا /دل اور وہ 37
اپنے محبوب کی یارب تو محبت دے 38
کامل ایمان/ دو باتیں اک ساتھ 40
تو 41
یہ مرا خدا تو ہے 43
وہ مرے دل میں رہے 44
خوش نصیب مسلمان / اخلاص 45
میرا دل ہے میخانہ 46
نعت شریف 47
دل ترا اس کی امانت ہے 48
میں دیوانہ بن کے سدھر گیا 49
دل بیتاب سنبھلتا ہی نہیں 50
جوش میں ہوش 51
دل تو اب تیرا ہی شیدائی ہے 52
مقام شکر 53
پیاس بجھتی نہیں 54
مرے دل کو کیسے سکوں 56
دل مبتلائے یار کو بہلاوں میں کیسے 57
خیالوں میں وہ موجود 58
دلِ بیدار / معرفت الٰہی 59
جان لو یہ فقط اشعار نہیں 60
قال اور حال / فکر کی فکر 61
بس اس کا بن جانا 62
دیوانہ یا فرزانہ 63
کہ اس کا دل ہے ٹھکانہ اس کا 64
عشق کی آگ 66
دنیا کی محبت 67
طلبِ محبت 68
پوٹلی ہی جل گئی 69
جہد کن در بیخودی خود را بیاب 70
ہم کو دعوائے محبت ہے 72
خدا کے لئے ہو 73
تو مرے دل میں رہے 74
مجرم سے تو محرم بنے 75
ہم کو بس تیری محبت کا سہارا کافی 77
بے لوث دوستی 78
کاش میں ایسا رہوں اس کے 79
ایک سیدھی بات / اللہ ہی اللہ 80
تجھ کو کیا معلوم؟ 81
دل میں دو راستے 82
دل سے دیکھا اسے 83
کیا حد ہے تباہی کی اسے چھوڑ دیا گر 84
اللہ اللہ کریں 85
نہ ہوں منزلوں کی تلاش میں 86
دین کا ظاہر اور باطن /اغیار سے دوستی 87
اللہ والوں کو دیکھ لینا 88
ذکر اور صحبت صالحین/ اہل دل سے 89
اک طرف ہی جائے نظر 90
مجھے اپنے رنگ میں رنگ دے 91
کیا ہے؟ 92
ایک انتظار 93
فکرِ دنیا اور فکرِ آخر/موت کی یاد اور ذکر ... 94
میں دیوانہ ہوں 95
عشق کا جام 96
عشق
سنبھل کے 97
دل کی اصلاح 98
دیدار کا عالم 99
شوق جنوں 100
جذب 101
انداز محبت 102
اخفاء اور اظہار 103
سفر عشق 104
کامیابی / تعلیم و تربیت 105
کیفیات 106
یادوں کے دریچے 107
کیا سے کیا ہوگیا 108
راز راز رہے/ کیا کہنا 109
عشق آگ ہے 110
دل اور نفس کا تقابل/ نفس کی مثال 111
خمار آلود کیفیت 112
نظر اس پہ رکھ / عبس جان دینا 113
مٹوں اس کے لیے 114
دوسرے پہ نظر /معرکہ حق و باطل 115
نفس کی کارگزاری 116
سوزدل 118
نفس اور محبوب/ آنکھوں کا سودا 119
فغان دل 120
تقابل 121
ایک آرزو 122
محبوب کی ادائیں/نفس کا مقابلہ 123
دانا بصورت دیوانہ 124
چشتیہ نسبت 125
مدرسہ اور خانقاہ / علم وذکر کے 126
دل کی اصلاح 127
نفس امارہ اوردل/ الہام رحمانی 128
اصلاح نفس 129
معرفت الٰہی 131
کیا مقصود ہے؟ 132
خود آگاہی 133
شہوات اور تقویٰ/ تواضع اور شکر 134
کیسا ہے؟ 135
نور اور ظلمت / دوست اور دشمن 136
داستان زوال 137
رنگینی میں سنگینی 138
جو آیا ہے اسے جانا پڑے گا 139
داستان بے بسی 140
لاالہ الا اللہ 141
بہت 142
ذوق اعلیٰ 143
عشاق کا اجتماع 144
یہ یوں ہی چلتے رہتے ہیں 145
دنیا کی یا اس کی محبت 146
دنیا کیا ہے؟ / دنیا کی محبت 147
تصور شیخ 148
ایک چمک 149
تہجد 150
وقت آئے گا 151
ریٹائرمنٹ 152
چند حقیقتیں 153
مصیبت میں رحمت 154
کیف فی ذکر 155
تصور شیخ 156
توبہ 157
خدا کیلئے میں خدا چاہتا ہوں 158
جو سوچا یہ دل میں کہ کیا چاہئے؟ 160

چاہت / چار چیزوں پہ جنت 161
دہر میں آئے ہیں ہم اسکی 162
مفاہیم کی درستگی / دنیا اور آخرت 163
کی باتیں 164
الہام ربانی اور الہام شیطانی / جب جاہ نہ ہو .. 166
جس کو کرنا تھا کیا وہ کام کیا؟ 167
ابھی وقت ہے / حال کو قابو کر 168
جنجال 169
دنیا کیا ہے / دنیا ایک دارالعمل 170
ہم آلے اس کے ہاتھ میں ہیں 171
علم اور عمل 172
اب 173
چاہیے 174
ایک فکر 175
ایک سوچ 176
خبردار 178
عقل اور جذبات 179
عاشق / ذوق و شوق 180
ایک منصوبہ بندی 181
منصوبہ زیر نظر 182
میں 183
تو کہے میرے ہی ہو 184
جذبات بے نظیر / محبوب جانتے ہیں 185
الہامی باتیں 186
تماشا 187
ٹھیک 188
اللہ کی نظروں میں گرنا 189
حمد باری تعالیٰ 190
تو مجھے پاؤں 191
حمد باری تعالیٰ 192
حب رسول 193
نعت شریف 194
نعت شریف 195
اڑا دل میرا دیکھنے گنبدا خضرا مدینے 196
نعت شریف 197
لمحۂ شکر 199
نعت لکھنا مشکل کیوں؟ 200
نعت شریف 201
نعت شریف 202
کی زبانوں میں نعت 203
نعت شریف 204
شریعت پہ چلوں 205
خیال مدینہ 207
جسم اپنا ہے مشین اعمال کی 208
دل ہی دل / دنیا دارالعمل 209
شیخ کامل 210
بیاہ شیخ 211
شیخ کے ساتھ تعلق 212
اچھا مرید 213
شیخ زبان مرید کان / شیخ کی مرید کے لئے حیثیت 215
نماز 216
نماز 218
ایک دعا 219
دعا / اسباب اور مسبب 220
کے لئے 221
قیمتی کی زندگی 222
چغلی لوگ 224
شکر کا مقام / دنیا اک دارالعمل 225
نہیں 226
شہید 227
کردوں 228
شہادت / کامیاب 229
ذکر کرنا 230
زہد 231
حیا 232
شکر 233
تواضع 234
وسوسہ اور حدیث نفس 235
خشوع 236
دعا 237
دعا میں / دعا کریں ہم 238
دعا 239
رمضان شریف 241
اک عشق کی منزل رمضان ہے 243
کلام ربی 244
علم اور کیفیت احسان / نور خارجیو باطنی .. 245
شرف انسانیت 246
دل بنا ہو / تعلیم و تربیت 247
قرآن سے عشق 248
قرآن اپنا توشہ 249
بچتا کٹورہ 250
تلاوت قرآن 251
ظرف و مظروف 252
شب برات 253
مایوس نہ ہو / مایوسی کے وساوس 254
لیلۃ القدر 255
اللہ کے بندوں پر رحم 256
عید سعید 257
غیر محرم کا اثر 258
عید کے دن کیا کریں؟ 259
شوال کے روزے 261
ذی الحج کے روزے 262
عاشورے کا روزہ 263
ساتھ کس کا دیا جائے 264
صفر المظفر 265
خود پر بھروسہ / رب پر بھروسہ 266
پیر کے دن 267
ربیع الاول 268
نور قلب نبی (ﷺ) 269
اہل بیت کی محبت 270
تعارف اہل بیت 271
ٹکڑے نبی کے دل کے 272
صرف علم کافی نہیں 273
خانقاہیں اور مدرسے 274
دل کی غفلت 275
خود سے خطاب 276
عورت 278
اقبال 279
رومی 280
اقبال اور خودی 281
رومی کی پیے خودی / اقبال کی خودی 282
مقصود کا تعین 283
عورتوں کی تعلیم 284
تعلیم اور جہالت 285
مایوسی کا علاج 286
نظر کی حفاظت 287
صورت دین میں دنیا کی طلب ؟ 288
اغیار کے طریقے 289
دنیا اور امتحان / دل کی اصلاح 290
دعوتی اچھائی کا ہم کیسے کریں 291
نفس کی شر سے بچنا / عجز کے برکات .. 292
تکبر 293
غصہ 294
احساس کمتری 295
حرص 296
اعمال اور خلوص / اللہ پہ بھروسہ 297
ریا 298
ریا / دنیا آخرت کی کھیتی 299
کینہ ایک عذاب 300
بزرگی 301
بزرگی ایک جال 302
تصنع سے بچنا 303
تاریک راہوں کے مسافر 304
پیسہ 308
پیسہ ایک لعنت / تبذیر اور اسراف 310
خود پسندی 311
نفس کیا ہے؟ 312
غضب 313
غصہ پینا اور معاف کرنا 214
حسد 315
حسد نہ کرنا 316
غیبت 317
کبر کی نفی 318
دنیا دوست کی دوستی 319
نفس اور شیطان 320
جھوٹ بولنا 321
بے صبری 322
کینہ 323
تکبر 324
ھُو 325
الہامی کلام / تصوف کے سلسلے 326
صدقات دافع بلیات 327
حق کی خوشی صدقہ میں / مال کی فنا اور بقا ... 328
اختتامی دعا 329
مشکل الفاظ کی تشریح 330